TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226337
UNIVERSAL LIBRARY

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

له الحمد والمنه وله الشكر كه رساله شريفه وكراسه جميله در رد منكرين الهام وبيعه ونقض كلام فرقه محدثه

مسمّى

اثبات الالهام والبيعة بادلة الكتاب والسنة

الملقبة بتضحيك الانام على تحقيق الكلام

[illegible]

سنه ١٣٠٠ هجرى نبوى

بفرمان محمود وآداب مسعود بتوفيق الٰهى وتائيد صمدى حسب الايما شاد منشى عبد الحق صاحب لاهورى ومنشى الٰهى بخش صاحب [illegible]

مطبع رياض هند امرتسر مين باهتمام شيخ نور احمد مهتمم كى چهپا

بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم الويل مما تصفون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل البيعة موجب الرضوان والسلامة من بعض عباده بالتحديث والالهام والصلوة والسلام على من بيعته بيعة نزل بها القرآن وبيعة خلفائه بيعته كما بيعته بيعة الديان وعلى آله وصحابه واتباعه الذين فيهم من فازوا بتكليم الغيب والاعلام منا الى منتها الخطاب الملك العلام

بعد حمد وصلوۃ کے بہادران دینی کو واضح ہو جو سنہ بارہ سو اٹھانوین ہجری مین ایک رسالہ مولفہ مولوی غلام علی قصوری راقم الحروف کی نظر سے گزرا انسنے بنظر انصاف وتحقیق اول سے آخر تک بغور وفکر تمام اسکا مطالعہ کیا۔ اغلاط لفظی اور دلائل نقلی اور مخالفت اور نقض کلام کے سوا یہ بڑا نقص نظر آیا کہ اُسکی تعلیمات سراسر فریقین کے برخلاف ہین اور مصنف کو اہل اللہ سے عداوت قلبی اور عناد ہے پھر خیال آیا یہہ خود اپنی فہم کا قصور ہو۔ احتیاطًا پانچ نسخے رسالہ مذکورہ کے خرید کر نامی گرامی علما خدمت مین روانہ کئے چنانچہ ایک رسالہ بخدمت مولنا سید محمد نذیر حسین صاحب دوسرا بخدمت سید نواب صدیق حسنخان صاحب تیسرا بخدمت شریف مولوی محمد صاحب لاہوری چوتھا بخدمت سامی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی اور رسالہ اپنے مطالعہ کیواسطے رکھا تاکہ مکرر نظر کیجاوے چونکہ محض احقاق حق منظور تھا خ بھی بنظر انصاف سے دیکھا اور دیگر بزرگان سے جو اپنے وقت مین اساتذہ فن حدیث

ہیں استصواب کیا۔ الحمدللہ کہ سبکی راے میری راے سے موافق اور متفق ہوئی
یہہ ایک بڑے معتبر دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ نواب صدیق حسنخان صاحب
سلمہ اللہ نے مولوی غلام علی کے رسالہ کو دیکھکر یہہ بہی کہا کہ ہم آجتک مولوی غلام علی
کو عالم جانتے تہے مگر اسکی اِس تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل علم سے عاری ہے
اور محض جاہل اور مولوی بدیع الزمان کو فرمایا کہ آپ جلدی اسکا رد لکہیں اور
وہ رسالہ بہی انہیں کو دیدیا۔

نقل خط مولوی محمد سید نذیر حسین صاحب

از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی مولوی عبد الجبار سلمہ الغفار عن شر الاشرار
بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ نامہ نامی معہ رسالہ شخص معلوم رسیدہ
کاشف مدعا گردیدہ مشار الیہ از مذاق اہل شرح صدور یخرجہم من الظلمات الی النور وشرح اسباب
آن رنجور ہست لہذا در رسالہ او اختلال مالامال واقع شدہ نعم ما قیل۔ بے بصیرت
چہ شناسد سخنِ کامل را ٭ تلخ وشیرین بمذاق دل رنجور یکیست۔ لازم کہ آن صاحب از
متمسکات کتاب وسنت وکلام کبراے کہ ثبت از سلف وخلف محققین بعنوان احسن مجلدی
لطیف در حیز تحریر آوردہ آویزہ گوش ہر بیہوش سازند کہ حق حقیق از شائبہ باطل متمیز
بودہ پیرایہ حلل اہل سلوک گردد

نقل خط مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی

از محمد عبد الحی عفی اللہ عنہ بخدمت شریف مولوی عبد الجبار صاحب دام لطفہ
سلام مسنون الاسلام قبول باد بورود عنایت نامہ ممنون منت ومرہون مودت گشتم
ترجمہ والد مرحوم آن مکرم کہ سابقا ارسال فرمودہ بودند رسید انشاء اللہ تعالی آنرا در تاریخ

خواہم کرد۔ رسالہ قصوری پُر از قصور و فتور ہست ہدی اللہ مصنفہ سبیل الہدی ببطالش
تنقیے پیدا گشتہ۔ جواب جاہلان باشد خموشی۔ معہذا انشاء اللہ بوقت فرصت توجہ
کردہ خواہد شد۔ مولوی **محمد حسین صاحب** لاہوری کے خط کا خلاصہ یہہ ہے
کہ آپکا رسالہ مرسلہ ہمارے پاس پہنچا اور مطالعہ مین آیا سوائے شرذمہ قلیلہ امرتسریہ کے کسیکے نزدیک
پسندیدہ اور قابل اعتبار نہ ہوگا۔ راقم نے بوقت تحریر جواب اپنی شیخ کی وصیت
کو مدنظر رکھا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور اقوال اور آثار اکابر امت
کے سوا اور کسی چیز سے تمسک نہ کیا اور بحکم الدین النصیحۃ قصوری کی غلطیون اور
مغالطات کو حسبۃً للہ ظاہر کردیا۔ اور اغلاط لفظی سے سوائے چند مقامات کے
تعرض نہین کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فقیر کی سعی کو قبول فرماوے اور داخل زمرہ انصار
دین کرے اور یہہ توفیق بخشے کہ معترضین علی السنت کے اعتراضات اور اہل بدعۃ
کی تحریفات اور اہل باطل کے توہمات اور جاہلونکی تاویلات کو دور کردن اور اس
رسالہ کو تمام اہل اسلام کے لئے باعث ہدایت کرے اور عاجز کو خطا اور زلل سے
بچاوے اور واضح رہے کہ عبارت تحقیق الکلام بعنوان لفظ مغالطہ نقل کیجاویگی
اور جواب لفظ ہدایہ لکھا جائیگا۔ اب اصل مقصود کو شروع کرتا ہون اور خداوند
کریم سے اعانت چاہتا ہون۔ **مغالطہ** اور یہہ چار مذہب حنفی شافعی
مالکی حنبلی کیسے ہین اور کب سے بنے ہین الی قولہ خود بخود معلوم ہوگیا کہ یہہ سب بدعت
اور مستحدث ہین **ہدایہ** مذاہب اربعہ حق ہین اور انکا آپس کا اختلاف ایسا ہے
جیسا صحابہ کرام مین بعض مسایل کا اختلاف ہوا کرتا تہا باوجود اختلاف کے ایک دوسرے سے
بغض و عداوت نہین رکہتے اور باہم سب وشتم نہین کرتے مثل خوارج اور روافض
کے صلحا اور ایمہ دین کی محبت جزو ایمان ہے اور عداوت اونکے طریقہ خوارج کا اور ایک
مذہب کے واسطے تعصب کرنا شیعہ لوگونکی طرز ہے صراط مستقیم مابین افراط وتفریط کے ہی

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم **مغالطہ** اور کہتے ہیں کہ یہ نماز جو ہم پڑہتے
ہین فقرا اہل اللہ کی صحبت مین رنگ اور ہی پیدا کر دیتی ہین یہہ سب قول اہل
علمون کے ہین اور جہال کے خرافات اگر مین بیان کرون تو کئی دفتر بنجاتے ہین

ہدایہ بیشک اہل اللہ کی صحبت مین عبادت کی اور ہی لذت اور ہی کیفیت
ہوتی ہے حضرت رسالت مآب صلعم کے اصحاب آپ کے حضور وصحبت کی برکت سے
ایسی توجہ دلی سے نماز پڑہتے کہ دشمنون کے تیر بدن مین گہس جاتے اور فرط حلاوت
سے جبتک نماز سے فارغ نہ ہوتے اپنی حالت کیطرف توجہ نہ کرتے یہہ قصہ ابوداؤد
مین ہے مصنف نے اِس قسم کا خشوع وحضور وتبتل الی اللہ کبہی خواب مین ہی نہین
دیکہا اِسلیئے منکر ہو بیٹہا صوفیہ کرام کی ایسی حالات ہزارون نے دیکہی ہین اگر بعض مسایل
مین ایسے بزرگون سے خطا ہی ہوجائے تو رتبہ صدیقیت وحب مولی جو اُن کے دل
وجان کی روح ہے انکو نور وتجلی بخشتا ہے یکاد زیتها یضیئ ولو لم تمسسه نار نور علی
نور یهدی الله لنوره من یشاء اللہ نور کی مثال بیان فرماتا ہی قریب ہے تیل اسکا
خود ہی روشن ہوجاسے اگرچہ نچہوے اسکو آگ نور ہے اوپر نور کے راہنمائی کرتا ہے
اللہ واسطے اپنے نور کے جسکو چاہے صحبت کے برکات وفوائد احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت
ہین فرمایا کہ صحبت[۵] صالح کی مانند صحبت مشک فروش کے ہے جو پاس بیٹہیگا
بے نصیب نہ رہیگا صحیحین مین ہے ذاکرین خدا ایسی قوم ہین جو اون کا ہمنشین
محروم نہین رہتا۔ اگر مصنف کو اِس کیفیت کی خبر ہوتی تو انکار نہ کرتا اہل غفلت اور
اہل اللہ کی نماز کو باہم کچہہ نسبت نہین اللہ جلشانہ فرماتا ہے فویل للمصلین الذین
هم عن صلوتهم ساهون پس تباہی ہے واسطے اُن نمازیون کے جو اپنی نماز سے
غافل ہین اور فرمایا قد افلح المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون۔
بیشک کامیاب ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین ان دونون

[۵] مثل الجلیس الصالح کحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحا طیبة متفق علیه ۱۲

آیتون کو بنظر تدبر دیکھو غافلون کی نماز سبب ویل اور خرابی کا فرمایا اور خشوع
کرنیوالون کی نماز موجب فلاح اور خلاصی کا اور حضرت رسالت فرماتے ہین ان العبد
لینصرف من صلوٰته ولم یکتب له منها الا نصفها الا ثلثها حتی قال الا عشرها
خدا کا بندہ نماز پڑھکر فارغ ہو بیٹھتا ہے (اور نامۂ اعمال مین) اسکے لئے نماز مین سے کبھی
نصف لکھا جاتا ہے کبھی تہائی یہانتک فرمایا کبھی دسوان حصہ رواہ اصحاب السنن
یہ کمی بیشی ثواب کا بسبب قلت اور زیادت خشوع اور حضور نمازی کی ہے ورنہ
بحسب ظاہر تو سب نمازی برابر ہین اِن نصوص پر اگر مصنف غور کرتا تو بمشیت الہی
شاید حقیقت امر اوسپر منکشف ہوجاتی **مغالطہ** یہہ اشغال پیری مریدکچھ
شرع میں کچھہ اصل نہین رکھتے **ہدایہ** ایسا کہنا محض غلط ہے بڑی زیادتی
کی بات ہے صوفیہ کرام کے اکثر اشغال اذکار قرآنیہ اور ادعیہ نبویہ ہین اور مراقبات
بحکم نصوص ثابت ہین جنسے دل کو حیوۃ اور نور حاصل ہوتا ہے اور رجوع الی اللہ اور
انابت اور انقطاع اور خشیت اور تذلل پیدا ہوتا ہے مراقبہ معیت اور قرب و صمدیت
بہت آیات قرانی سے ثابت ہے جیسے وھو معکم اینما کنتم وہ تمہارے ساتھہ
ہے جہان کہین تم ہو اور آیہ ونحن اقرب الیه من حبل الورید ہم انسان کیطرف
اسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین اور آیہ قُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَد پس مصنف
کا اشغال و اذکار کو بے اصل کہنا بے علمی کا سبب ہے بیشک امر محدث اور بدعی خواہی
کسی قوم مین مروج ہو شرعاً کچھہ قدر نہین رکھتا اور عند اللہ ایک جو برابر نہین صوفیہ کا
ایجاد ہو یا کسی اور کا احداث اس طایفہ کی نسبت بڑی غنیمت ہے مقام انقطاع و تبتل
و خشیت و تذلل و قناعت و توکل و انابت کا حاصل ہونا سواے التزام اشغال و اذکار
مروجہ طایفہ صوفیہ ثابتہ من سنت النبویہ کے بہت مشکل ہے اور ان کی برکت سے
ان صفات محمودہ کا حاصل ہونا بتجربہ ثابت ہے اور امر بدیہی الثبوت کا انکار (خرط القتاد) ہے

مغالطہ ۴ اتفاقاً مین رسالہ قول الجمیل الخ **ھدایہ** اسکا جواب بحث مسئلہ بعیت
مین انشاء اللہ بتفصیل لکہین گے اسجگہہ تحریر کرنیکی حاجت نہین **مغالطہ ۵**
پہر قاعدہ محدثین پر اطلاع پائی وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جس امر کو رسول اللہ صلعم نے فرمایا
یا کیا اور اصحابون نے اسکو بالاجماع نکیا اور ترک کیا وہ قول اور عمل حکم منسوخ ہونیکا رکہتا ہے
ھدایہ جس امر کا ترک باجماع صحابہ بنقل صحیح ثابت ہو جاوے تو بموجب قاعدہ
محدثین کے اسکا متروک العمل ہونا دلیل نسخ ہے اور اگر کسیکو عمل صحابہ کی روایت نہ پہنچی
تو اسکے عدم علم سے منسوخ ہونا لازم نہین آتا بے خبری کا نام جہالت ہی اور جہالت معترض
کی ناسخ نہین ہو سکتی اور مصنف کا یہی دعوی ہے کہ مجہے عملدرآمد صحابہ کی بعیت کے
معاملہ مین کوئی روایت نہین ملی اور اسی بے علمی کا نام جہل ہے مصنف یہہ نہین کہسکتا
کہ ترک بعیت صحابہ سے بالاجماع ثابت ہی فتدبر اور انشاء اللہ تعالی قریبًا ضمن نمبر ۹ مین
ہم اس قاعدہ کو مفصلاً ذکر کرینگے **مغالطہ ۶** اسی طرح مسئلہ صفات
ایک بزرگ کے ذریعہ سے رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام عبد السلام ابن تیمیہ کا کہ
مخشوش اور بہت غلط تہا مجہکو ملگیا اسکو بہی محنت تمام سی مطالعہ کیا اور اسکے مضامین
پر واقف ہوا اور عقاید متکلمین کے کہ مدت عمر سے مرکوز خاطر تہے اللہ کے فضل سے
بالکلیہ زایل ہوگئے **ھدایہ** یہہ بزرگ وہی شخص ہے جس کے طعن و عیب گیری
کے واسطے مصنف نے یہہ رسالہ بنایا ہے خود اقرار کرتا ہے کہ ایک بزرگ کے طفیل
رسالہ حمویہ ہاتہہ آیا جو مصنف کے درستی عقاید کا سبب ہوا اور بجاے شکرانہ نعمت
کے یہہ رسالہ جو مجموعہ طعن و تشنیع ہے لکہکر چہپوایا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ
ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم الآیۃ آپکے علاوہ دیگر اجتہاد کے
مستفیدین اور مسلم تاریخ مین بہی بڑا دخل ہے لکہتے ہین (رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام
عبد السلام بن تیمیہ کا) اور وہ اصل مین احمد بن عبد الحلیم کی تالیف ہی اسکی معنی

ثل ہے سہ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا: الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

مغالطہ ۷ اور ہاتہہ سے ہاتہہ لیکر ملانا اس عہد کے علامات اور امارات مـ۷

ہین نفس بیعت مین داخل نہین **ھدایہ** بیعت کے وقت مین ہاتہہ پکڑنا عقد وعہد

فعلی ہے جس سے تاکید وپختگی عہد لسانی کی مقصود ہوتی ہے اور عقد فعلی عقد لسانی

کی علامت اور نشانی نہین بلکہ ایک مستقل عہد ہے **عدۃ المومن کاخذ الکف**

مومن کا زبانی وعدہ (پختگی مین) مانند پکڑنے ہاتہہ کی ہے (جیسے اقرار کے وقت ہاتہہ

پر ہاتہہ مارتے ہین اور اسکو پکا وعدہ سمجھتے ہین) مومن کا زبانی وعدہ ایسا ہے عقد لسانی

جسکو عقد فعلی سے قوت دیجاوے محض عقد لسانی سے ضرور زیادہ معتبر اور مضبوط

ہوگا **یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ** جنہون نے پیغمبر خدا صلعم سے بیعت کی انکے حق مین فرمایا

انکے ہاتہہ پر اللہ کا ہاتہہ ہے اس آیت سے عہد فعلی کی کس قدر عظمت اور بزرگی ثابت ہوتی

ہے اگر ہاتہہ مین ہاتہہ لینا محض علامت عہد لسانی ہوتا تو اس قدر فضیلت نہ ہوتی مگر یہ

بات سمجہنے کیواسطے عقل درکار ہے طرفہ یہہ ہے کہ یہان ہاتہہ مین ہاتہہ لینا علامہ ٹہرایا ہے

اور صفحہ ۲۹ مین زاید بات بتلایا ہے اور صفحہ ۳۰ مین مسنون بلکہ صفحہ ۶ مین طریقہ حسنہ نبوۃ

لکہدیا ہے ان عبارتون کو ہم نے نمبر (۱۰) اور نمبر (۹۰) اور نمبر (۹۴) مین بعینہا نقل

کئی ہین **مغالطہ ۸** - اور بیعت مروجہ یعنے پیری و مریدی کے علامات مـ۸

غیر منحصر ہین بعضون نے اس عہد کے علامات چار ابرو کی صفائی ٹھہرائی ہے اور بعضون

نے سر کے تہوڑے سے بال کتر لینا اور بعضون نے داغ کندھے پر دینا اور کوئی بنگ کا

پیالہ پلا دیتا ہے اور کوئی کنٹہہ اور قلابہ ہاتہہ مین ڈال لیتا ہے جب یہہ نوبت علماء تک

پہنچی اور علماؤن نے دیکہا کہ اس کسب کا بہت عروج ہے تو اونہون نے ان سب واہیات

کو چہوڑکر پہلے پیری مریدی کے علامت خرقہ دینا شروع کیا انتہی مختصرا **ھدایہ**

کس کتاب مین لکہا ہے اور کون کہتا ہے کہ رواج خرقہ سے پہلے علامت بیعت یہ ہنگرات

تہی اگر دعوی ہے تو کسی کتاب کا حوالہ دو ہم کہتے ہین کہ یہہ قول سراسر جہوٹ ہے اگر تمہارا کہنا ٹہیک ہو تو پہر اُن منکرات واہیات کو ملحق بالسنتہ اور حسنات کہنا چاہئیے کیونکہ اتباع تبع تابعین مین خرقہ کا عام طور پر رواج ہو گیا تہا اگرچہ جلال الدین رحمہ اللہ نے اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین اور مولوی عبد العزیز ملتانی نے (کوثر النبی مین علی مرتضی سے اعطا خرقہ کے تصحیح کی ہے اور بعض محدثین نے سند خرقہ کمیل بن عباس تک جو حضرت مرتضی کے اصحاب سے تہے اور اویس قرنی تک جو اصحاب عمر فاروق رضہ سے تہے بصحت پہنچایا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین سخاوی سے اسبات کو نقل کیا ہے اور شیخ قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے مگر محدثین کو ان روایات کی تصحیح مین گفتگو ہے قول صحیح وراجح یہہ ہے کہ رواج خرقہ شیخ جنید رح اور انکے ہمعصرون سے تہا جیسا کو شیخ شہاب الدین سہروردی اور صاحب نتباہ نے بعد بحث کثیر کے اور نواب صدیق حسنخان صاحب نے اِس قول کو صحیح اور راجح کہا ہے اور ولادت و وفات شیخ جنید مایہ ثالثہ مین ہے یافعی وغیرہ اہل تواریخ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے ہمعصر امام احمد اور بخاری کے ہین اور وہ اتباع تبع تابعین مین سے ہین جبکہ خرقہ اتباع تبع تابعین سے ثابت ہے تو دیگر واہیات معاذ اللہ بقول مصنّف افعال صحابہ و تابعین ٹہرے اور پہر انکو واہیات کہنا خبط اور جنون ہے۔ **مغالطہ ۹** اسکے بعد جب اونہون نے اِس امر مین خسارہ دیکہا کیونکہ ایک دن مین سیکڑون مرید ہنجاتے ہین اور روپیہ بہت خرچ ہوتا ہے **هدایه** یہہ تمہاری بدظنی ہے خوب عادت پکڑی ہے اپنے نفس کا تزکیہ کرنا اور ایمہ دین کو عیب لگانا۔ مقام غور ہے کہ اِس طریقہ کے پیشوا انند شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ و حضرت جنید بغدادی و حضرت بایزید بسطامی وامثال انکے پیری مریدی واسطے عروج اور عزت دنیا کے کرتے تہے جیسا مصنف کہتا ہے اور یہہ کہنا کہ بخل کے باعث خرقہ پہنانا چہوڑ دیا اس پر یہہ مثال صادق آتی ہے

کل اناء یترشح بما فیہ ایسے کام علماء ظاہر پرست کے ہوتے ہین جو سیاہ کین
کا حق بھی کہا جاتے ہین اور ون کو کیا دیوینگے - صوفیہ کرام بتوفیق ملک علام درہم
و دینار کو ٹہیکری برابر نہین سمجہتے - ہر طرف سے مال بیشمار آتا ہے اور خلق اللہ پر فی سبیل اللہ
نثار کر دیتے ہین اگر پچہلے منقولات کا اعتبار نہ ہو تو بقیۃ الاولیا، فخر الاصفیا مولوی
عبد اللہ غزنوی رضی اللہ عنہ کا حال اپنے دل اور دیگر ہمعصرون سے دریافت کرو -

مغالطہ ۱۰ اسواسطے سوچ کرکے بعیت کو کہ ایک طریقہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ نمبر ۱۰
علیہ وسلم سے منقول تہا شروع کیا **ھدایہ** بعیت مسنونہ کو خود ہی طریقہ حسنہ
رسول اللہ صلعم کہنا اور پہر بدعات مین شمار کرنا اس قسم کی فریب دہی ہے جیسے ملحد کہا کرتی
ہین جو کوئی فرقہ شرک اور عبادت غیر اللہ سے خالی نہین تمام مذہبون مین عبادت غیر اللہ
کا رواج ہو گیا ہے کوئی ستارہ پوجتا ہے کوئی بتون کو بعضے قبور اولیاء کو پوجتے ہین اور
بعضے فرشتگان خدا کو کوئی انبیاء کو معبود پکڑتا ہے کوئی کعبہ ور حجر اسود اور مقام ابراہیم
کو مسجود ٹہراتا ہے ایک گنگا جاتا ہے اور ایک زیارت قبور انبیاء و اولیاء و بیت اللہ کو کسی
نے مندر مکان کو کسی نے مٹھ کو مانا اور کسی نے بیت اللہ اور مساجد کو واجب التعظیم جانا غرض ایسے
تلبیسات و شبہات سے لوگون کے دلون مین شک ڈالتے ہین اور حق و باطل کو خلط
کرکے طرف الحاد کی لیجاتے ہین جو سنت حضرت رسالت سے بتواتر لفظی و معنوی
ثابت ہو اوسکو بدعات مستحدثہ صوفیہ مین شمار کرنا اہل الحاد کا کام ہے خدا عزوجل ہم سبکو
اور مصنف کو اس سے بچا دے **مغالطہ ۱۱** بعیت کرنے مین ہر فریق نے نمبر ۱۱
اپنا اپنا طریق علیحدہ علیحدہ مقرر کیا کسی نے ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر مرید سے کلمہ شہادت پڑہنا
اور تجدید ایمان کرانا شروع کیا اسمین اشارہ یہہ ہے کہ سوائے پیری و مریدی کے انسان
کافر ہوتا ہے اور قبل از بعیت بے ایمان تہا **ھدایہ** کلمہ شہادت جو نماز اور
خطبہ اور اذان و دیگر مقامات مین پڑہا جاتا ہے بیشک اوس سے تجدید ایمان کیجاتی ہے

اب تم لکھو کیا ان مقامات میں کلمہ پڑھنے سے پہلے آدمی کافر ہوتا ہے اور یا ایمان والے کے حق میں کلمہ پڑھنا لغو ہے۔ مصنف بیچارہ کو ظاہر آیات کلام اللہ سے بھی خبر نہیں ایسی لاف زنی کی کیا ضرورت تھی (کہ قرآن وحدیث کی ممارست سے قوت استنباط پیدا ہوئی) آپ کی تصنیف ہی آپکے دعوی کو جھٹلاتی ہے۔ تصنیف گواہ اوست کہ قولش درست نیست شاید پارہ اول بھی نہیں پڑھا اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمين جبوقت کہا اسکو اسکے رب نے تابعدار ہو تو وہ بولا تابعدار ہوا میں رب العالمین کا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو بحکم الٰہی تجدید اسلام کرے تو بقاعدہ مصنف لازم ہوگا کہ اس سے پہلے معاذ اللہ حضرت ابراہیم کافر تھے اور یا پروردگار کا کہنا اور حضرت ابراہیم کا ماننا لغو تھا اعاذنا اللہ من الوساوس جب غریب کو پہلے پارہ کی خبر نہیں تو سورہ نمل کا قصہ کہاں سے جانتا ملکہ سبا نے کہا اسلمت مع سليمان لله رب العلمين میں اسلام لائی ساتھ سلیمان کے واسطے اللہ رب العالمین کے اور اس آیۂ کریمہ سے پہلے ہے واوتينا العلم من قبلها وكنا مسلمين اور ہم اس سے پہلے جان چکے تھے اور مسلمان ہو چکے تھے ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جب حضرت سلیمان کے روبرو اسلمت مع سلیمان کہا اس سے پہلے بھی مشرف باسلام تھی تجدید ایمان پر طعن کرنا دلیل ہے اوپر بے خبری مصنف کے مسائل قرانیہ سے قرآن مجید میں حکم ہے ساتھ تجدید ایمان کے يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر یعنی اے ایمان والو تجدید ایمان کرو اللہ کے سچے بندے ہر وقت تجدید ایمان کرتے رہتے ہیں حافظ ابن القیم نے مدارج میں لکھا ہے وكان شيخ الاسلام ابن تيمية اذا اثني عليه في وجهه يقول والله اني الى الآن اجدد اسلامي كل وقت وما اسلمت بعد اسلاما جيدا

یہہ تو بتلائے کہ نماز کی دعائین ماثورہ بہی یاد ہین یا نہین آپ کے اختصار نماز سے
تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید نجانتے ہو حضرت رسالت رکوع وسجود مین فرمایا کرتے
بك آمنت ولك اسلمت اور حکم دیتے کہ سوتے وقت کہو آمنت
بکتابك الذي انزلت و نبيك الذى ارسلت
مین ایمان لایا تیری اُس کتاب پر جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تو نے بہیجا کیا
اس تجدید ایمان سے زمانہ سابق کا کفر لازم آویگا یا کلام لغو ہوگی آنحضرت فرماتے ہین
افضل الذكر لا اله الا الله رواه الترمذی وابن ماجہ افضل ذکر ہے
لا الہ الا اللہ پڑہنا اور موسی علیہ السلام نے دعا کی لیے پروردگار تو مجھے سکہلا کوئی دعا
جسکے ساتھ مین تجھہ کو پکارون پس حکم ہوا قل لا اله الا الله تو کہہ لا الہ الا اللہ
رواہ البغوی فی شرح السنۃ ان احادیث سے فضیلت کلمہ توحید کی ثابت ہے
یہہ ایسا ورد ہے کہ رب العالمین نے اپنے رسول کو اسکی مداومت کا حکم دیا اور رسول خدا
نے امت کو سکہلایا اسکا انکار فیضان غیبی سے حرمان کی علامت ہے۔ کیا آپ وردکلمہ شہادت
کو تحصیل حاصل سمجھتے ہین یا بخوف لزوم اقرار کفر بزمان سابقہ کلمہ پڑہنے سے منکر ہین۔
مغالطہ ۱۲/ - اور کوئی اسطرح پر کہ ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر خود الحمد للہ پڑہتا ہے
اور بعض اذکار دیگر مرید سے کہتا ہے کہہ توبہ کی مین گناہون سے اور کہتا ہے ای بیٹا
نماز پڑہنا روزہ رکہنا انتہی مختصراً **ھدایہ** مصنف کی عبارت مین کسیقدر
تقدیم تاخیر سہواً واقع ہوا ہے مگر کچھہ مضر مطلب نہین مقصود حاصل ہے مصنف کی خوبی پر
دیکھو جو تعلیم فاتحہ اور تاکید نماز روزہ اور توبہ اور ذکر الٰہی کو بدعات وکفریات مستحدثہ
مین داخل کرتا ہے ان تعلیمات اور اشغال پر طعن کرنا شایان مومن نہین حضرت رسالت
اپنے اصحاب کو فاتحہ تعلیم کرتے صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت نے ابوسعید رضی اللہ عنہ
کو فرمایا الا اعلمك اعظم سورة فی القرآن الحمد لله رب العلمين

هی السبع المثانی والقرآن العظیم کیا مین نہ سکہلاؤن تجہے سب سے بڑہکر
درجہ والی سورت قرآن مین وہ الحمد للہ رب العلمین اسیکا نام ہے سبع مثانی اور یہی ہے
قرآن عظیم ترمذی مین ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا والذی نفسی
بیدہ ما انزلت فی التوریۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور
ولا فی القرآن مثلہا قسم ہے اُس ذات کی جو میری جان اُسکے قبضہ مین ہے
سورۃ فاتحہ جیسی کوئی سورت توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید مین نہین نازل
کی گئی اور دارمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے فی فاتحۃ الکتاب شفاء
من کل داء سورہ الحمد مین ہر بیماری سے شفا ہے اس تعلیم اور بیان فضیلت سے
یہی مقصود تہا کہ اسکا التزام کرین اور وظیفہ پکڑین **مغالطہ ۱۳** اور عورتونکی ۱۳
بیعت کا یہہ طریق نکالا ہے کہ ایک برتن مین پانی ڈالکر اُسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین داخل کرکے
یا کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑکر اور دوسری طرف سے عورت کو پکڑانا وہی اذکار جو پیچہے
مذکور ہوئے اُسکو پڑہانے الی قولہ اور صحیح ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے عورتون سے
قولی بیعت کی یہہ افعال مستحدثہ نہین کئے **ہدایہ** تم جو کہتے ہو کہ صوفی لوگ
عورت کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے ہین یہہ محض افترا اور بہتان علی زمرۃ الاصفیاء
ہے کسینے کبہی ایسا نہین کیا ہان اتنی بات بعض مشایخ سے منقول ہے کہ وقت
عہد لسانی کے ایک بڑے برتن مین پانی ڈالکر اسکی ایک طرف مین پیر ہاتہہ رکہتا ہے
اور دوسری طرف عورت بیعت کرنیوالی اور کبہی بوقت بیعت کپڑے کا ایک کنارہ
آپ پکڑتے ہین اور دوسرا کنارہ اُسکو پکڑنے کا حکم دیتے ہین فی الجملہ اس عمل کیواسطے
کچہہ تو سنت سے سند ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ملاء فغمس یدہ فیہ
ثم یغمسن ایدیہن فیہ روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ نقل کرتے ہین اپنے باپ

وہ اوسکے دادا سے کہا اوس نے تہے رسول اللہ صلعم جسوقت بیعت کرتے عورتون
سے منگاتے ایک پیالہ پانی کا پہر ڈبلتے ہاتہہ اپنا اسمین پہر ڈباتین عورتین اپنے ہاتہہ
اوسمین روایت کیا ہے اسکو ابن سعد اور ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی
مین وعن الشعبی قال کان رسول اللہ صلعم یبایع النساء ووضع علی یدہٖ
ثوبا اخرجہ سعید بن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل وعبد الرزاق ایضا اور روایت
ہے امام شعبی سے کہا اوس نے تہے رسول اللہ صلعم بیعت کرتے عورتون سے اور رکہہ
لیتے کپڑا اپنے ہاتہہ پر اس روایت کو بیان کیا ہے ابو داؤد اور عبد الرزاق اور سعید بن
منصور اور ابن سعد نے اگرچہ یہہ روایت مرسل ہے مگر بہت محدثین کے نزدیک
حدیث مرسل حجت ہوتی ہے آیندہ ہم اس مسئلہ کو انشاء اللہ تعالی ہدایت نمبر ۹ مین بتفصیل
لکہین گے۔ مصنف صاحب بلوغ المرام اپکا مبلغ علم ہے اگر کوئی مسئلہ بلوغ المرام
مین نظر نہ آیا تو حکم لگا دیا کہ اس مسئلہ کا کہین وجود نہین اور لوگون کے تکفیر کیواسطے
قول صاحب تتمۃ الفتاوی کو کافی جانتا ہے صوفیہ جن کے افعال واقوال کے لئے فی الجملہ
کتاب وسنت سے استناد ہے اُن پر طعن کرنا اور خود ایک کٹ ملا کے کہنے سے مشایخ
کبار کو کافر بتلانا عجب طرح کا اجتہاد ہے خود را فضیحت دیگران را نصیحت **مغالطہ**
۱۴۔ پس یہہ عاجز انشاء اللہ تعالی ان سب امور مفصلہ بالا کا علیحدہ علیحدہ بدلایل قرآنیہ
واحادیث صحیحہ یا حسنہ جواب دیتا ہے انشاء اللہ کوئی ضعیف حدیث اسمین داخل نکرونگا
ہدایہ مصنف نے ایفاء وعدہ نہین کیا دلایل قرآنیہ واحادیث صحیحہ تو درکنار
کسی محل جواب مین حدیث ضعیف بلکہ موضوع یا کسی عالم کا قول تک نہین لایا جسقدر ہے
اپنی طرفسے خیال بندی ہے جو سراسر پوچ ہے **مغالطہ ۱۵** رسول اللہ صلعم
تارک مستحبات کو بہی ملامت کرتے تہے جیسا کہ ایک انصاری اونچی ماڑی بنانیوالے
سے اعراض کیا اور اس سے روگردانی فرمائی حالانکہ اونچا گہر بنانا حاجت کیواسطے مباح ہے،

هدایه سواپہر کے افاقہ مین بہی مصنف کے حواس درست نہین ہوتے
دیکہو مستحب امر کی مثال بیان کرتا ہے اور آگے چلکر اوسیکو مباح کہتا ہے انصاری کے
قصہ مین ترک مستحب و فعل مباح کا ذکر نہین۔ انصاری کا بالاخانہ زاید از حاجت تہا او
حضرت رسالت عمارت فضول کو منع اور حرام فرمایا کرتے دیکہو اسی حدیث مین ہے
اما ان کل بناء وبال علی صاحبه الا ما لا یعنی الا ما لا بد منه ہر عمارت
بنانیوالے پر وبال ہے مگر جسکے بنائے سوا چارہ نہ ہو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اگر
انصاری کا بالاخانہ بنا بر حاجت ہوتا تو کچہہ محل ملامت نہ تہا اس پوری حدیث کو پڑہکر
سمجہہ مین آجاویگا کہ انصاری نے فضول عمارت بناکر ارتکاب امر ممنوع کیا تہا اسواسطے
حضرت نے اعراض فرمایا نہ ترک استحباب پر **مغالطه ۱۶** موچہون کے بال بڑہانے
والون پر اور بالون کے نہ دہونے والون پر کپڑے میلے رکہنے والے پر اور ایک پانون
ننگا اور ایک پانون مین جوتہ پہنکر چلنے والے پر اور تخاصر کرنیوالے پر وغیر ذلک پر سخت
ملامت کرتے تہے **هدایه** یہہ سب منہیات شرعی ہین مصنف صاحب کو
امر مباح و منہی عنہ کی تمیز نہین اور دعوی اجتہاد ہے انکی نہی اور منع کے دلایل
ہمسے سنیئے ترمذی اور نسائی اور احمد بن حنبل روایت کرتے ہین کہ حضرت رسالت نے
فرمایا من لم یاخذ من شاربه فلیس منا جو شخص اپنے موچہین نہین کترتے وہ
ہم سے نہین اور احمد و نسائی نے روایت کیا من کان له شعر فلیکرمه جو شخص
بال رکہتا ہو پس چاہئے عزت سے رکہے اسکو اسمین اکرام کا امر ہے اور امر وجوب کو
چاہتا ہے اور یہہ بہی احمد و نسائی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص کا
لباس میلا دیکہکر فرمایا اما یجد هذا ما یغسل به ثوبه کیا اسے کچہہ میسر نہین آتا
جس سے دہووے اپنے کپڑے۔ میلے کپڑون سے دوسرون کو بدبو آتی ہے اور بو سے
پاس والے مسلمانون اور ملایکہ کو ایذا پہنچتی ہے ایذا دہانی ممنوع اور مذموم ہے تو میلے

بہی ضرور ممنوع ہونا چاہئے اور بروایت متفق علیہ ثابت ہے لایمش احدکم فی
نعل واحد کوئی شخص ایک ہی جوتہ پہنکر نہ چلے یہہ سب کام اسواسطے ممنوع ہین
کہ انمین مشابہت بزمرہ مقہوران خدا ہے اعاذنا اللہ من غضبہ موچہون کے بڑہانے
مین تشبہ بالمجوس ہے اور بال بکہرے اور میلے کپڑے رکہنے کو عادت شیطان فرمایا اور
ایک جوتہ پہنکر چلنا یہہ بہی فعل ابلیس بتایا اور تخاصر کو فرمایا کہ اسطرح اہل دوزخ آرام کیا
کرینگے اور تشبہ بالیہود ہے چونکہ انکی مشابہت اختیار کرنے معصیت تہی تو مرتکب
معصیت پر ملامت فرمائی **مغالطہ ۱۷** البتہ فرمایا فمن رغب عن سنتی فلیس
منی **ہدایہ** رغبت عن الشئے کے معنی ہین ایک چیز سے بیزار ہونا اور نفرت کرنا
یہہ نہین کہ ترک کرنیکو رغبت عن الشئے کہین تارک بیعت کو مصداق اس حدیث کا کہا
جاویگا بلکہ جو مصنف کیطرح منکر ہے وہی مصداق ٹہریگا تارک مستحب کو اس وعید کا مورد
ٹہرانا بیعلمونکا کام ہے صحیح حدیث مین ہے ان اللہ یحب ان یؤتی رخصہ کما یحب
ان یؤتی عزایمہ بیشک اللہ جلشانہ پسند کرتا ہے اس بات کو جو اسکی رخصتون پر
عمل کیا جاوے جیسا پسند کرتا ہے عزیمتون پر عمل کرنیکو عزایم کے معنی ہین مستحبات بحکم
اس حدیث کے جیسا کہ عمل مستحبات پسندیدہ حضرت آلہی ہے ویسا ہی انکا ترک بہی مرضی
خداوندی ہے جب پروردگار کسی امر کی اجازت دے تو حضرت رسالت کیونکر منع
اور وعید فرما دینگے **مغالطہ ۱۸** اور عبداللہ بن عمر کو ترک تہجد پر ملامت کی
ہدایہ حضرت صلعم نے ابن عمر کو ترک تہجد پر ملامت نہین فرمائی اگر آپ
اس حدیث کو نقل کر دیتے تو ہمین بہی یقین آجاتا - البتہ اس مضمون کی حدیث تو ہے کہ
عبداللہ مرد صالح ہے کاش تہجد گذار ہوتا) لفظ کاش لفظ تمنا ہے کلمہ ملامت نہین -
مغالطہ ۱۹ - اور یہہ بیعت جو ابتدا سے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے سنت
موکدہ سے بڑہکر واجب کے حد کو پہنچتی ہے اور معلوم ہے بالبداہت کہ کسی صحابی نے روبرو

رسول صلعم کے یہ عمل آپ میں نہیں کیا مثل السلام علیکم جو آپس مین کہتے تھے اگر یہ
سنت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو رسول کریم نے صحابہ کرام کو آپس مین بعیت کرنیکا کیون حکم
نکیا ہوتا **ہدایہ** اِس کلام سے مصنف کی یہہ غرض ہے کہ رسول صلعم تو تارک مستحب
بلکہ فعل مباح کے اقدام کرنیوالے کو ملامت کیا کرتے تھے تارکان بعیت کو ملامت کیون
نکرتے تھے مگر اول دعوی ثابت کرنا چاہئے تھا دعوی ثابت نہیں ہوا اور مسئلہ بعیت کی تفریع
اسپر کردی کہ اگر بعیت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو ضرور رسول صلعم صحابہ کرام کو حکم دیتے کہ آپس
مین بعیت کیا کرو بناء فاسد علی الفاسد کرکے سنت فعلی اور تقریری کا مصنف نے انکار
کردیا شاید تمہارے نزدیک سُنّت قولی کے سوا دوسری قسم کی کوئی سنت نہیں اتنا
بھی نہیں جانتے کہ مسئلہ بعیت ان مسایل مین سے ہے جو خصوصیت رکھتی ہین ساتھہ افضل
اور بہتر کے جیسے خلافت امارت قضا امامت اِن کامون کے واسطے ایک ہی شخص مقرر
ہوتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے مصنف خوش فہم یہان
لکھتے ہین (یہہ بعیت جو ابتداء سے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے) اور صفحہ ۲۳ مین لکھتے
ہین (کہ بعیت توبہ و استغفار کے اول امر مین تھی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک
ہوئی) حافظہ اور لیاقت ہو تو ایسی ہو ایک صفحہ مین کچھہ لکھتے ہین دوسرے مین کچھہ اِن
دو نون باتون کی غلطی ہم ہدایہ (نمبر ۲۷) مین واضح بیان کرچکے ہین۔ **ہدایہ**
یہہ تمہارا قاعدہ تمام اہل اسلام سے برخلاف ہے اگر اس قاعدہ کو تسلیم کرین تو تمام فعلی
اور تقریری سنتون سے انکار کرنا پڑیگا - ہزارون امور شرعی حضرت رسالت صلعم
کے فعل سے یا کسیکو کوئی کام کرتا دیکھکر سکوت فرمانے سے ثابت ہین ان سے اگر انکار کیا
جاوے تو دو ثلث شریعت سے انکار لازم آتا ہے بہت مسایل شرعی ہین کہ وہ افعال شارع
نے کئے اور اسپر ترغیب و تاکید نہیں فرمائی مگر مصنف وجملہ اہلحدیث کے نزدیک مستحبات و
مندوبات سے ہین مثلاً نعیدین اخفاء بسملہ مصائب و حوادث کے وقت قنوت کا پڑھنا

جملہ محدثین انکو سنت جانتے ہین اور مصنف کا ان پر عمل بہی ہے مصنف صاحب واہی جوان مسایل
مین سے ایک مسئلہ پر ترغیب وتاکید ثابت کرے ایسی مثالین بہت ہین مگر بخوف طوالت
اسی پر اکتفا کیا گیا **مغالطہ ۲۱** اور جس امر کو جیسے جاری کرنیکی مرضی تہی اور اپنے
خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو کسی اور سے کرادیا **ہدایہ** یہہ قاعدہ پہلے قاعدہ
سے بہی بڑہکر غلط ہے وہان سنت فعلی اور تقریری سے انکار تہا اور یہان سنت قولی
سے بہی انکار کردیا گویا وہی فعل سنت ہوگا جسکا حکم حضرت دیگرا اپنے روبرو عمل کراوین
بیعت الخلافت جسکو تم سنت مانتے ہو اس قاعدہ کے موافق سنت نہ ہوگی کیونکہ حضرت
پیغمبر خدا صلعم نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ہمارے روبرو ابوبکر یا عمر یا عثمان یا علی کے ہاتہہ پر بیعت کرو
بہت دعائین حضرت نماز مین اور صبح وشام ودیگر اوقات مین پڑہتے اور کسیکو حکم نہ فرماتے
کہ تو ہمارے سامنے پڑہ حالانکہ تمام علماء امت کا ان کی سنت مستفیضہ ہونے پر اتفاق ہے
یہہ سب قواعد مصنف کے خانہ ساز ہین مسلمانون مین سے کوئی قائل نہین ہے **مغالطہ ۲۲**
جیسا جماعت عبدالرحمن اور ابوبکر سے کرادی **ہدایہ** یہہ مثالین مفید مدعا نہین
کیونکہ حضرت پیغمبر خدا نے عبدالرحمن کو امامت کا حکم نکیا تہا بلکہ بحالت نہ موجود ہونے آنحضرت
کے امام ہوگئے تہے یہہ واقعہ اس طور پر ہوا کہ حضرت سفر مین تہے حضرت عبدالرحمن اور چند
اصحاب آگے نکلگئے آنحضرت پہنچے نہ تہے کہ نماز فجر کا وقت ہوگیا عبدالرحمن نماز پڑہانے
لگے ایک ہی رکعت ہوئی تہی کہ اتنے مین آنحضرت تشریف لائے اور دوسری رکعت مین داخل
جماعت ہوئے اور آنحضرت بسبب غلبہ مرض کے مسجد تک نہ چل سکے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت
کا ارشاد فرمایا جب جماعت ہورہی تہی تو کسیقدر آنحضرت نے مرض مین تخفیف دیکہی اور مسجد
مین تشریف لیگئے اور ابوبکر صدیق پیچہے ہٹگئے اور آنحضرت نے امامت کرائی ۔ پس یہہ قول مصنف
کا (اپنی روبرو کسی اور سے کرائی جیسا کہ جماعت عبدالرحمن اور ابوبکر سے کرادی) سراسر غلط
ہے جسکو شوق تحقیق ہے صحیح بخاری وصحیح مسلم کو ملاحظہ کرے دیکہنے سے مصنف صاحب

کی درایت روایت ظاہر ہوجائیگی - اگر بہ سبیل تنزل ہم اِن واقعات کو جیسا مصنف نے
بیان کیا ہے اوسی طرح مان لین تو بہی مفید مطلب نہین کیونکہ کثیر علماء کے نزدیک جماعت
واجب ہی چنانچہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کتاب الصلوۃ مین وجوب کو ثابت کیا ہے
اور امر مسنون کو امر واجب پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے مگر مصنف قصور علم کے
سبب تمیز نہین کرسکتا **مغالطہ ۲۳** جب بیعت کی نہ کسیکو ترغیب دی نہ کسی سے ۲۳
کرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ امر مستفیضہ نہ تہا **ھدایہ** جب بنی اس دعوی کا
ہم اچہی طرح سے ہدایہ (نمبر ۲) مین باطل کرچکے ہین پس بناء اسپر آپ ہی باطل ہوچکی چنانچہ
کہ بیعت کی تاکید و ترغیب آیات و احادیث سے ہم ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) مین بخوبی
ثابت کرچکے ہین **مغالطہ ۲۴** وجہ دوم یہہ کہ اگر رسول اللہ صلعم کا بیعت کرنا اسپر
دال ہوتا کہ میرے پیچہے بہی یہہ امر جاری رہے تو ضرور صحابۂ کرام بعد وفات رسول اللہ صلعم
کے کسیکو اس کام پر مقرر کرتے جب انہون نے کسیکو اس کام پر مقرر نہین کیا تو معلوم
ہوا کہ اونہون نے خاصہ سمجہا ہے **ھدایہ** یہہ دعوی غلط ہے صحابہ کرام نے اول
ابوبکر صدیق اون کے بعد عمر فاروق ازان بعد حضرت عثمان انسے پیچہے علی مرتضی رضی اللہ عنہم
کے ہاتہہ پر بیعت کی کیا مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بہی انکار ہے
دیکہو سب مفسرین اِس آیۂ کریمہ کو فمن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون
پس جس شخص نے انکار کیا بعد اسکے پس وہی ہین فاسق منکران خلافت خلفاء اربعہ کے
حق مین وعید بتلاتے ہین اب مصنف یہہ کہیگا جو یہ بیعت قبول خلافت کی تہی یعنی عہد
اِس بات کا کہ ہم بغاوت نہ کرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین
اہل انصاف کو معلوم ہوجاویگا کہ حق بجانب کس کے ہی صحیح بخاری مین ہے کہ عبدالرحمن
رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سویم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ مقرر کردیا اور بیعت کے وقت یہہ کہا ابایعك علی سنة الله وسنة رسوله

والخلیفتاین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خدا و سنت رسول وطریقہ شیخین پر اور امام احمد کے روایت مین ہے ابایعک علی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر و عمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ ابوبکر اور عمر کے - جس بیعت کا ان روایتون مین ذکر ہے یہ بیعت تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین - اور عبد اللہ بن حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھ مرنے کے بیعت لی یہہ قصہ بخاری مین موجود ہے اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا اور ہی بیعت تہی — ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور

مغالطہ ۲۵ اور نیز اگر یہہ سنت مستفیضہ ہوتی اور خاصہ نہ ہوتا تو رسول اللہ صلعم صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے ۲۵

ہدایہ اسکو دلیل خصوص ٹہرانا کمال جرءت ہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو احکام شرعیہ مین دست اندازی کرنے پر بڑی دلیری ہے حکم شرعی کی تخصیص سوائے حکم شارع کے کسیکی رای سے نہین ہوسکتی ایسے موقع پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرنا ضروری ہے کچہہ نہ ہو تو استشہاد کیواسطے قول سلف صالحین یا متاخرین نقل کرنا چاہیئے تہا جب انکو سند کیواسطے کوئی بات نہ ملی تو گہر سے قاعدہ بنانے شروع کئے اور اوسی سے سنت مستفیضہ کو خاص کر دیا - یہ یاد رہے کہ ایسی جرءت خلاف شان دیانت ہے - نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مصنف صاحب اس قول پر (صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے) بہی کوئی سند نہین لائے اگر یہ بات صحیح ہے تو نام بنام بتلائین کہ فلان فلان صحابی سے آنحضرت نے بیعت نہین لی البتہ آنحضرت کا کل اصحاب سے بیعت کرنا بسند صحیح ثابت ہے صحیح بخاری مین ہے کہ بروز غزوہ خندق آنحضرت نے سب مہاجرین و انصار کے واسطے دعائی مغفرت کی تو سب نے یہہ عرض کیا نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا ہم وہ لوگ ہین جنہون نے بیعت کی محمد صلعم کے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہین گے اور اس معرکہ مین

تمام مہاجرین وانصار حاضر تہے جنہون نے بیعت کا اقرار کیا ہمارا یہہ اعتقاد ہے کہ جو انہون
نے فرمایا سب سچ ہے اگر مصنف نمانے تو اُسکا اختیار ہے - اور جنگ حدیبیہ مین ڈیڑہ
ہزار یار جان نثار حاضر تہے سبنے آنحضرت سے بیعت کی صحیح بخاری مین حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کانوا خمس عشرۃ مائۃ الذین بایعوا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یوم الحدیبیۃ ہم پندرہ سو آدمی تہے جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
حدیبیہ کے دن بیعت کی تہی - ایک روایت مین ہے ولم یتخلف احد من المسلمین
حضرھا الا جد بن قیس اخو بنی سلمۃ اور کوئی شخص مسلمانون مین سے اس مجلس
سے الگ نہین رہا مگر جد بیٹا قیس کا جو بنی سلمہ مین سے تہا - علماء لکہتے ہین کہ یہہ شخص منافق
تہا اسواسطے حاضر بیعت نہوا اور بخاری مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے قال بایعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال
یا ابن الاکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال فبایعتہ
الثانیۃ سلمہ کہتے ہین مینے بیعت کی نبی صلعم سے پہر مین درخت کے سایہ مین جا بیٹہا
پس جب مجلس شریف مین آدمی کم ہو گئے فرمایا اے بیٹے اکوع کے تو ہم سے بیعت نہین
کرتا سلمہ کہتے ہین مینے عرض کیا مین بیعت کر چکا ہون فرمایا دوبارہ بہی سلمہ کہتے ہین پس
مینے بیعت کری دوبارہ - آنحضرت کو ایک شخص پر ترک بیعت کا گمان ہوا تو اسکو بہی رغبت
دلائی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ چارسو ساٹہ عورتون نے بروز فتح مکہ آنحضرت
سے بیعت کی اور بیہقی اور طبرانی ابو یعلی ابوداؤد و ابن مردویہ ابن سعد عبد بن حمید ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ ام عطیہ نے فرمایا کہ جسوقت آنحضرت مدینہ منورہ مین
تشریف لیگئے آپنے انصار کی عورتون کو حکم دیا کہ ایک جگہہ جمع ہو جاوین اور عمر فاروق
کو وہان بہیجا حضرت عمر نے اُس مکان کے دروازہ پر کہڑے ہو کر کہا کہ مین حسب الحکم
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے پاس آیا ہون کیا تم بیعت کرتی ہو اس بات پر جو کبہی

شرک اور چوری اور زنانہ کروگے ہمنے کہا ہان پس عمر فاروق نے باہر کہڑے دروازہ کے اندر ہاتہہ بڑہایا اور ہمنے بہی انکی طرف ہاتہہ پہیلائے۔ ان روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے تمام مردون اور عورتون سے بیعت لی مصنف کولازم ہے کہ اپنے دعوی پہ حدیث سے سند لاوے اور نہین تو کسی عالم کا قول ہی نقل کرے اٹکل پہ چلنا درست نہین ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

مغالطہ ۲۶ - اور پہر کل کو باہم بیعت کرنیکی تاکید کرتے

ہدایہ یہہ وہی پہلی بات ہے جسکا جواب بہی ہم نمبر (۱۹) مین دیچکے ہین مصنف ثبوت دعوی کے واسطے ایک ہی بات کو ایر پہیر کر بار بار لاتا ہے اور بجائے خود سمجہتا ہے کہ ہم بہت سے دلایل لائے ہین۔ بہلا جو شخص اپنے موںہہ کی کہی بات کو نہ سمجہے اُسکو ایسے بڑے بڑے دعوی کرنے کب لایق ہین مصنف صاحب اصحاب نبی نے تو بیعت کو کبہی ترک نہین کیا آنحضرت کے بعد سب نے ابوبکر صدیق کے ہاتہہ پر بیعت کی اور اُن کے بعد وقتاً فوقتاً خلفاء کے ہاتہہ پہ بیعت کرتے رہے صحابہ کے طور طریق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص بیعت کے لایق نہین ہوتا یہہ منصب عالی صالح لوگون کے ساتہہ خصوصیت رکہتا ہے

مغالطہ ۲۷ پس رسول اللہ صلعم کو اسکی تمیز اور امارت بیان کرنے واجب تہے

ہدایہ یہہ آپنے عجیب بات کہی (بیعت سنت ہے اور اسکی علامات کا بیان کرنا واجب) خلافت امارت قضا جو اہم کام ہین انکے واسطے شارع نے کونسی علامتین بتلائی ہین کہ ایسے صفات والے شخص کو خلیفہ یا امیر یا قاضی مقرر کرنا مناسب ہے اگر صاحب بیعت کی علامتین نہ بتلائین تو کیا حرج ہے بالفرض اگر یہی قاعدہ تسلیم کیا جاوے تو خلافت وقضا سے بہی انکو انکار کرنا پڑیگا بر سبیل تنزل اگر ہم اس شرط کو مان لین تو دیکہو آنحضرت وخلفاء اور تمام اصحاب کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت ایسے شخص کی ہاتہہ پر چاہئے جو اپنی وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہمعصرون مین فضیلت رکہتا ہو رسول اللہ صلعم کی حیات

له اخرج ابن سعد وعبد بن حمید وابو داود وابن مردویه والطبرانی وابن ابی حاتم والبیهقی عن ام عطیة قالت لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة جمع نساء الانصار فی بیت ثم ارسل الینا عمر بن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول الله الیکن ان لا تشرکن بالله شیئا ولا تسرقن ولا تزنین [illegible] قلنا نعم فمد یده من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت کذا فی الدر المنثور للسیوطی قلت واخرجه ابن کثیر [illegible] فی تفسیره [illegible] علیه [illegible] فکفی [illegible] ۱۲

حیات میں آپ افضل بہتر تہے اُنکے بعد ابوبکر ازان بعد عمر اون سے پیچہے عثمان اور علی
رضی اللہ عنہم اور بہ سبب فضیلت اُن کی کے دوسرے رکہا تہہ پر بیعت نہین ہوتی تہی
م ۲۸ الا نیابتہ اور تعامل اُنکا بمنزلہ بیان علامات اور تمیز کے ہے **مغالطہ** ۲۸ اور ایسے
شخص کے ترجیح کے کوئی وجہ شارع سے مروی نہین ہے تو جسکو ہم مقرر کرینگے ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی **ہدایہ** دیانت علم تقوی صبر ان صفتون کو پروردگار نے ترجیح کا
سبب مقرر فرمایا ہے جنمین یہ صفتین ہوتی ہیں اونہین کو غیب الغیب سے یہہ مرتبہ عنایت
ہوتا ہے آپ اگر ان صفتون کو اسباب ترجیح سے نہ کہو آپکے کہنے سے کیا ہوتا ہے خداوند
کریم فرماتا ہے وجعلنا ہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا
بایاتنا یوقنون اور کیا ہمنے انکو امام ہدایت کرتے تہے ساتہہ حکم ہمارے کے جبکہ
تکلیفون کو سہارا اونہون نے اور تہے ہماری آیتون پر یقین کرتے واذ ابتلی ابراہیم
ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما اور جبوقت
آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے تہوڑی سی باتون مین پس ابراہیم نے پوری کر دکہلائین
فرمایا ہم تمہین لوگون کا پیشوا بنائینگے۔ آنحضرت کا حکم ہے کہ تم اُس شخص کو نماز مین
امام کرو جو عمدہ پڑہنے والا اور زیادہ علم والا اور اچہی سمجہہ والا اور بڑی عمر کا ہو مصنف
کو اس بات کا کچہہ لحاظ نہین اپنے صغیر سن لڑکے کو جمعہ اور عیدین امام کرتے ہین
بڑے بڑے صاحب علم و عمل و عمر اُسکی اقتدا کرتے ہین۔ دراصل یہہ ڈہنگ گدی نشینی
کا ہے خودغرضی کے سبب ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح بہی جائز ہوگئی انصاف درکار ہے
م ۲۹ والانصاف خیر الاوصاف **مغالطہ** ۲۹ اور واجب تہا کہ تمام جہان
اور ہر قرن مین بیعت کرنیوالا ایک ہی ہوتا اور یہ خلاف واقعہ کے اور محال ہے۔
ہدایہ ایک چیز کو واجب کہین اور محال بہی سمجہین عقلمندون کے
نزدیک محال ہے یہہ بتلاؤ واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور اس پر دلیل کیا۔ خلافت کا معاملہ

ایسا ہے کہ اگر چند خلیفہ ہو جائین تو کشت وخون کی نوبت پہنچتی ہے بیعت مین کچھہ
خرابی نہین ایک ہی شہر مین کئی شخص صاحب بیعت ہوتے ہین ایک دوسرے سے کچھہ
سروکار نہین رکہتے۔ اگر یہ کہو کہ آنحضرت کے وقت مین سوائے ذات بابرکات آنحضرت
کے کوئی صاحب بیعت نہ تہا اب ایک ہی وقت مین بہت سے آدمی لوگون سے بیعت
لیتے ہین یہ کس طرح جائز ہوگا۔ تو ہم پہلے کہہ چکے ہین کہ بیعت کیواسطے برگزیدہ شخص کو
خاص کرنا چاہئے جب آنحضرت تہے تو سب کو آپ کی افضلیت پر اتفاق تہا اس زمانہ
مین تمام لوگ ایک ہی بزرگ کے قایل نہین ہوتے کوئی کسیکو اچہا جانتا ہے کوئی
کسیکو جیسا کسی کے سمجھہ مین آتا ہے ویسا کرتا ہے اور تکلیف شرعی ہمارے ذمہ اسیقدر ہے
فاتقوا اللہ ما استطعتم **مغالطہ ۳۰** حصر خلافت اگر ایک شخص پر ہوجاوے تو اسمین محال لازم نہین آتا کیونکہ اسمین نیابت ثابت ہے بخلاف بیعت کے اسمین نیابت ثابت نہین **ہدایہ** اسکا جواب یہہ ہے کہ دراصل کارخانہ بیعت کی بنا نیابت پر ہے آنحضرت رب العالمین کیطرف سے نائب ہو کر بیعت لیتے تہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے نمبر ۳۰
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ تحقیق جو لوگ تجھہ سے بیعت کرتے ہین
بیشک وہ بیعت کرتے ہین اللہ سے جب بندہ کو خدا نے اپنا نائب مقرر کیا تو ایک کی دوسرے
سے نیابت بطریق اولی درست ہونی چاہئے مصنف بسبب بے علمی اور بے خبری کے
کتاب و سنت سے مدعی عدم ثبوت نیابت ہے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جسکو بیہقی
اور طبرانی اور ابو یعلی اور ابن مردویہ اور ابن سعد اور ابو داؤد اور عبد بن حمید نے
روایت کیا ہے اور ہم بضمن ہدایہ (۲۵) اسکو نقل کرچکے ہین بخوبی ثابت ہے کہ آنحضرت نے
عمر فاروق کو واسطے بیعت کے اپنا نائب مقرر فرمایا اور[۱] ابن ابی حاتم مقاتل سے بیان
کرتے ہین کہ یہ آیت (یعنی آیت بیعت نساء) بروز فتح مکہ نازل ہوئی اسوقت آنحضرت نے
کوہ صفا پر مردون سے خود بیعت لی اور عمر فاروق کو عورتون سے بیعت لینے کا حکم دیا

[۱] اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال فلما کان یوم الفتح بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصفا الرجال و عمر یبایع النساء تحتہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر القصۃ الی و اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس

ایسے کامل الثبوت مسئلہ سے انکار کرنا لوگوں میں اپنی بےعلمی کا اشتہار دینا ہے۔

مغالطہ ۳۱ ہدا۳ - استدلال دویم بدعت کے خاصہ ہونے پر کلام اللہ میں خطاب بعیت کرنیکا خاص رسول اللہ صلعم کیطرف ہے اور مشروط بشرط ہے **ہدایہ** قرآن مجید میں ایسی بہت آیتیں ہیں جنہیں خاص آنحضرت کو خطاب فرمایا ہے اور احکام کو شرطوں کے ساتھہ مشروط کیا ہے مثلاً واذا قرءت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم اور جبوقت پڑہے توقرآن پس پناہ مانگ اللہ کے شیطان مردود سے۔ فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب پس جبوقت تو فراغ پاوے پس محنت کر اور طرف رب اپنی کے پس رغبت کر اذا جاء نصر الله والفتح الى قوله فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا جب آوے مدد خدا کی اور فتح مکہ پس پاکی بیان کر ساتھہ تعریف پروردگار اپنی کے اور بخشش مانگ اُس سے تحقیق وہ معاف کرنیوالا ہے واذا جاءك الذين يؤمنون باياتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة اور جبوقت آویں تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر پس کہہ تو سلامتی ہے تمپر پروردگار تمہارے لئے رحمت اپنے ذمہ مقرر کر چکا ہے مصنف کے قاعدہ کے موافق تلاوت کے وقت اعوذ باللہ کا پڑہنا اور بعد فراغت کاروبار سے اللہ کیطرف راغب ہونا اور عبادت کے لئے کمربستہ رہنا اور بعد حصول فتح اور نصرت کے تسبیح وحمد کا پکارنا اور مغفرت چاہنا اور مومنوں کو سلامتی اور رحمت کا مژدہ دینا رسول اللہ صلعم کا خاصہ ہے اور دوں کے حقمیں یہہ سب کام بدعت ہیں مصنف اسی رسالہ کے صفحہ ۵ میں لکھتا ہے کہانا آگے رکھتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے غالباً یہہ بھی کہدیگا جو اعوذ باللہ پڑہنا اور تسبیح اور استغفار سب بدعت ہیں بہت آیتوں میں خاص پیغمبر خدا کو خطاب ہے مثلاً واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا اور صبر دلا تو

اپنے نفس کو ساتہ اُن لوگون کے جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام اور نہ کہا مان
اُس شخص کا جس کے دل کو ہمنے غافل کیا ہے اپنی یاد سے ولا تطع کل حلاف مهین
اور نہ مان تو بات ہر ایک بہت قسم کہانے والے بیقدر کی خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاهلین تو اختیار کر عفو اور حکم کر نیکی کا اور منہ پہیر جاہلون سے فاما
الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر پس تو یتیمون پر قہر مت کر اور سوالی
کو مت جہڑک - اور صدہا آیتین اسی قسم کی ہین بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے گویا
یہ تمام احکام آنحضرت سے ہی خاص ہین اور امت کو بالکل آزادی - جن لوگون نے خلیفہ اول
کے عہد مین ادائے زکوۃ سے انکار کیا تہا اونکا اور مصنف کا ایک مذہب ہے - اسی قاعدہ
کی آڑ سے وہ منکر ہو کر قتل ہوئے اگر مصنف اُس زمانہ مین ہوتا تو صحابہ کرام کے ہاتہ
سے پاداش عمل دیکہتا اُنکا عذر یہ تہا کہ آیہ کریمہ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم
وتزکیهم بها) مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے کہ اے پیغمبر تم زکوۃ وصول کرو
تاکہ آپکے سبب وہ گناہون سے پاک ہوجاوین اُنکے لئے دعائے رحمت کرو آپکی دعا سے
اونکو تسکین ہوگی بعد رحلت آنحضرت کے نہ وہ لینے والا رہا جسکو خاص خطاب تہا اور نہ
وہ علت موجود ہے - آپ کے زکوۃ لینے کے سبب وہ گناہون سے پاک ہوتے تہے اور
آپکی دعا سے انکو تسلی ہوتی تھی بعد آپکے دوسرے کے لینے اور دعا کرنے سے یہ فایدہ
حاصل نہین اگر مصنف یہ کہے کہ اصحاب کبار نے بعد آنحضرت کے خلفاء کو زکوۃ دی اُن کے
عملدرآمد سے عموم حکم معلوم ہوگیا ہم کہین گے دوسری طرف بہی اصحاب تہے اور فہم
صحابی ایک دوسرے پر حجت نہین ہوتا اور مصنف کا قاعدہ (کاف خطاب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے) جسکو وہ دلیل قطعی سمجہتا ہے
مانعین زکوۃ کو بہی بتلاتا ہے - آپ کے قاعدہ کے موافق اصحاب کبار وخلیفہ اول
ناحق پر تہے اور منکران زکوۃ حق پر اعاذنا اللہ منہ **مغالطہ ۳۲** اور

فعل آنحضرت بعض صحابہ سے وہ بہی خاص ہے **ہدایہ** یہہ بات کہانسے کہتے ہو کہ
آنحضرت نے بعض اصحاب سے بعیت کی تہی ہم صحیح حدیثوں کے حوالہ سے ہدایہ نمبر (۲۵) مین ثابت
کر چکے ہین کہ آنحضرت نے کل اصحاب سے بعیت لی۔ یاد رکہو تمہاری رائے کسیکے نزدیک
سند نہین ہوسکتی حدیث یا اثر پیش کروگے تب البتہ اہل علم قبول کرینگے دیباچہ مین کیسر
زور و شور سے دعوی کیا تہا کہ مین ہر مسئلہ پر آیت یا حدیث صحیح یا حسن سے دلیل لاونگا
اور موقع پر حدیث موضوع بلکہ کسی عالم کا قول بہی نہین لاتا خوف ہے کہ اس آیت کا مصداق
نہ ہوجاوے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ من
العذاب **مغالطہ ۳۳** جیساکہ صلوۃ خوف مین حکم ہے اذا کنت فیہم نمبر ۳۳
فاقمت لہم الصلوۃ الخ اس خطاب کا کوئی عام کنندہ نہین ہے اسیواسطے
بعض علماء نے خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا ہے **ہدایہ** صلوۃ الخوف
مین بیشک خاصکر آنحضرت کو خطاب ہے مگر قرون ثلاثہ جو مشہود لہم بالخیر ہین اور ائمہ دین کے
بیان سے ثابت ہے کہ یہہ حکم عام ہے اگر مصنف کی طرح کسی اور نے بہی اسکو خاص سمجہا ہے
تو اسکی غلطی اور خطا ہے۔ اگر ابو یوسف یا کسی دوسرے امام کا قول خیر القرون کے لوگون
کے برخلاف ہوگا تو ہرگز قبول نکیا جاویگا **مغالطہ ۳۴** اور نیز ممبر پر نماز پڑہنی نمبر ۳۴
اور جنازہ غائب پر اور لڑکے کو گود مین لیکر نماز پڑہنی یہہ سب اس قسم کے ہین
لیکن علماء نے تصریح کی ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین وغیرہ علماء
نے کہ جس مسئلہ مین تابعین یا تبع تابعین یا فقہا مجتہدین مین گفتگو اور خلاف واقع ہو تو وہ
اختلاف متفرع اختلاف صحابہ پر ہوتا ہے جب ان امور مذکورہ پر ان عصرون مین گفتگو
ہوئی الی قولہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معمول بہ صحابہ تہے **ہدایہ** مصنف نے
صلوۃ الخوف اور جنازہ غائب اور نماز منبر پر چڑہکر پڑہنی کو ذکر کرکے اسمین اماموں کا اختلاف
بتلایا ہے اور پہر اس اختلاف کو بہی بر اختلاف صحابہ کبار قرار دیکر ان مسائل کو آنحضرت کے

خاصہ ہونیسے نکالا ہے - اور وہ قاعدے جنکو مصنف پہلے لکہہ چکا ہے (اول) جس امر کو
پیچھے جاری کرنے کے مرضی تہی اور اپنے خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو اسکو کسی اور
سے کرادیا (دوم) اگر صحابہ کا کسی سنت پر عمل کرنا ہمین معلوم نہ ہو تو وہ منسوخ سمجہی جائیگی
(سوم) جس کام پر آنحضرت تاکید و ترغیب نہ فرماوین تو وہ خاصہ ہے (ان مسایل کو خاصہ
آنحضرت بتلاتے ہین جنہوں نے عام سمجہا انکا قول بے سند ٹہرا گویا مصنف کے نزدیک
خاصہ سمجہنے والے حق بجانب ہین اور جمہور امت خطا پر اور لطف یہ ہے کہ مصنف انکو خاصہ
نہین سمجہتا امت کو بہی عمل کی اجازت دیتا ہے قصور فہم کے سبب قواعد باطلہ بناتا ہے
اور ان سے اپنی تکذیب آپ ہی کرتا ہے اور حافظہ کی قوت سے اپنی مصنوعی قواعد کو
بہی بہول جاتا ہے غرض یہ سب قواعد نو ایجاد مصنف کے ہین ایمۂ دین تو کیا اہل اسلام
مین سے کوئی اسکا قایل نہین البتہ مصنف کے بعض قواعد سے مانعین زکوۃ نے ابوبکر
صدیق کی خلافت مین سند پکڑا تہا مگر اصحاب آنحضرت نے بالاتفاق انکو قتل کر دیا اور ان کے
قواعد کو رد کر چکے - چونکہ ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) باہم بیعت کرنا صحابہ کا اور بضمن ہدایہ
نمبر (۲۵) بیعت کرانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روبرو سے اپنے عمر رضی اللہ عنہ سے اور
بضمن ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) تاکید اور ترغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت
کرنے مین بخوبی ثابت کر چکے ہین مصنف کے نزدیک بہی بیعت آنحضرت کا خاصہ نہ ٹہری
گی - اگر نظر انصاف سے دیکہو اور بصر تعصب کو بند رکہو **مغالطہ** اور بیعت کا کسی علما
یا صحابہ یا تابعین مین گفتگو نہین ہوئی **ہدایہ** بیشک قرون ثلاثہ سے لیکر
اسوقت تک سوائے مصنف کے کسی نے سنیت بیعت سے انکار نہین کیا قال اللہ تعالی
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ **مغالطہ ۳۶** اور نہ کسی نے باب باندہا
ہے حالانکہ ادنی ادنی باتون کے باب باندہے ہین مثل بول وبراز وجماع وغیر ذلک
ہدایہ ہمارے بہادر مصنف نے ناواقفی کے سہارے اور بیعت کے ہر وجہ

عجیب دعوی کیا ہے کہتے ہین (کسی مے باب نہین باندہا) خدا کے لئے اگر صحیح بخاری مسلم
کی سمجہنے کا مادہ نہین تو ترجمۃ الباب پر ایکدفعہ نظر کر لو اس عبور سے اتنا فایدہ ضرور ہوگا کہ پہر
ایسا دعوی نکروگے مین کہتا ہون کہ بخاری اور مسلم اور تمام صحاح مین ابواب بیعت موجود ہین
اگر سوا ہپکے افاقہ مین ہوسکے تو ضرور ہی تراجم الابواب کا مطالعہ کرو اور بالفعل ہم چند بیعت
ہم کچہہ بتلا دیتے ہین صحیح بخاری صفحہ ۷ باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ صفحہ ۱۸۵ باب البیعۃ
علی ایتاء الزکوۃ صفحہ ۱۸۵ باب البیعۃ فی الحرب علی ان لا یفروا صفحہ ۱۰۶۹ باب کیف یبایع
الامام الناس اس باب مین بہت سی حدیثین ہین اور اقسام بیعت کا ہین
ذکر ہے مثلاً سچ بولنا اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرنا اور خلیفہ کے ساتہہ
جہاد کو حاضر ہونا اور حکم سننا اور ماننا اور مسلمان بہائیون کے خیرخواہ رہنا اور جنگ مین
ساتہہ مرنا اور مطابق کلام اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرۃ خلفاء کے عمل کرنا - اس باب
سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک ایسے امور مین امام کے ساتہہ بیعت کرنی
سنت ہے اور صفحہ ۱۰۷ مین ہے باب من بایع مرتین باب بیعۃ الاعراب
باب بیعۃ الصغیر صحیح بخاری مین اور یہی ابواب ہین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
(جنہون نے صحیح مسلم کے باب وضع کئے ہین) صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۱۲۹ مین لکہتے ہین باب
استحباب مبایعۃ الامام الجیش عند ارادۃ القتال دیکہو باب صاف صاف
دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ جیسا امام کے ہاتہہ پر بیعت خلافت کیجاتی ہے ویسی ہی اور
معاملات کی بیعتین اور یہ ابواب بہی صحیح مسلم مین ہین صفحہ ۱۳۰ جلد ثانی باب المبایعۃ
بعد فتح مکۃ علی الاسلام والجہاد والخیر صفحہ ۱۳۱ جلد ثانی باب کیف بیعۃ
النساء اور باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ جلد ثانی سنن ابوداؤد مین صفحہ
صفحہ ۵۵ باب ما جاء فی البیعۃ اور صفحہ ۲ باب نکث البیعۃ اور باب ما جاء
فی بیعۃ العبد اور باب ماجاء فی بیعۃ النساء اور موطا مین ہے صفحہ ۳ جلد ثانی

مصنفی کا باب البیعۃ علی ارکان الاسلام وترک الکبایر وغیر ذلک من احکام الشرع اور اس باب مین بیعت تقوی
بیعت کا بہی ذکر ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوی شرح مؤطا کے اسی باب مین لکہتے ہین فیہ دلیل علی ان البیعۃ
غیر مقصورۃ علی قبول الخلافۃ والذی یتعاہدہ مشایخ الصوفیۃ فیہ لہ وجہ
یعنی پایا جاتا ہے کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین اور جو صوفیون مین رواج بیعت
ہے اسکے لئے شریعت مین اصل ہے اور نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن مین کتاب البیعۃ
لکہکر اسمین اٹہارہ باب باندہے ہین مگر بخوف ملالت ناظرین ہم تفصیل نہین کرتے
اور ابن ماجہ مین ہے صلا۲۱۱ باب البیعۃ اور باب الوفاء بالبیعۃ اور صلا۲۱۲ باب
بیعۃ النساء ناظرین حق پسند ہماری اس فہرست کو دیکہکر (جسمین ہمنے باب باب
کو بالاستیعاب ذکر نہین کیا) انصاف کرین اور دیکہین کہ یہہ قول مصنف کا (نہ کسی نے
باب باندہا ہے) دلیل بےعلمی ہے یا نہین بہت ہی آیات قرآنی سے مسئلہ بیعت مستفاد
ہوتا ہے اور احادیث اس بارہ مین کثرت سے ہین مگر آجتک کسی مفسر اور شارح نے
یہہ نہین لکہا کہ بیعت خاصہ آنحضرت تہی مصنف نے بارہ سال محنت کرکے یہہ رسالہ
بنایا مگر خوبی قسمت سے آیت وحدیث تو کیا کسی عالم کا قول بہی سند نہین لایا ناحق خفقانیون
جیسی بات کہکر اپنے علم کو بٹہ لگایا **مغالطہ** ۲۳ تیسرا استدلال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی ادنی امور پر بڑی ترغیب دی ہے الی قولہ اور یہہ بیعت
کبہی رسول اللہ صلعم نے ایکدفعہ بہی تاکیداً اسکی نہین کی اسلئے خاصہ معلوم ہوتا ہے —
ہدایہ جناب کو حالت خفقان مین وہی پہلی بات یاد آگئی جہٹ قلم اٹہاکر
لکہ دیا سبحان اللہ دلایل بڑہانیکا خوب طریق نکالا ہے مگر آخر خفقانی آدمی تہا گہبرا گیا
اگر ہزار بار لکہدیتا تو سنت مین ہزار دلیل بتاتی بیعت کی ترغیب وتاکید آیات وحدیث
سے ثابت ہے پروردگار فرماتا ہے ومن اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیؤتیہ
اجراً عظیماً اور جس نے پورا کیا کام جس پر اوس نے عہد کیا تہا اللہ سے پس قریب ہے دیگا

اُسکو بڑا ثواب لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم
ما في قلوبهم فانزل السكينة عليهم تحقیق راضی ہوچکا اللہ مومنون سے
جسوقت بیعت کرتے تھے وہ تجھہ سے درخت کے نیچے پس جان لیا جو کچھہ اُن کے دلون
مین ہے پس نازل کی تسلی اُن پر ان آیتون مین ذکر ہے کہ بیعت سے سکینہ نازل ہوتا ہے
اور اسی سے سبب رضامندی اللہ کی اور اس عہد کی وفا موجب اجر عظیم ہے آنحضرت نے
فرمایا بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا الحديث تم مجھہ سے بیعت کرو جو آیندہ
خدا کا شریک نہ کرنیگی کسی چیز کو غور کرو اس حدیث مین صاف تاکید ہے میان مصنف
توخود ہی ایمان سے کہو کہ یہہ انکار تمہارا بطریق تجاہل ہے یا جہالت سے **مغالطہ** ۳۸ نمبر
چوتھا استدلال قاعدہ اجماعیہ محدثین کا یہہ ہے کہ جس فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو صحابہ باجماع ترک کرین وہ منسوخ ہوتا ہے **ھدایہ** مجتہد العصر ایک نیا نیا گل
کہلاتے ہین اور اپنی بعلمی کا بزبان خود اقرار کرتے ہین - نسخ کا قاعدہ ذکر کرکے بیعت
کے خاصہ ہونے پر اس سے استدلال کرنا اور نسخ سے خصوصیت کا نتیجہ نکالنا مصنف
جیسے اہل علم کا کام ہے - جو وصف ایک معین شے مین پایا جائے اور دوسری چیز مین اُسکا
وجود نپایا جاوے وہ خاصہ شی کا کہلاتا ہے اور شریعت مین ایک حکم اول جاری ہو
پہر اُسکے بعد دوسرا حکم ایسا جاری کیا جاوے کہ پہلے کو اُٹھاوے اسکو نسخ کہتے ہین -
پس ایک کو دوسرے کی دلیل سمجھنا محض غلط فہمی ہے - دراصل محدثین نے یہ قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ ایک امر کی نسبت بسند صحیح ثابت ہوجاوے کہ صحابہ کبار نے بالاجماع
اسکو ترک کردیا تہا تو وہ امر متروک بیشک منسوخ تصور کیا جاویگا مگر یہ شرط ہے کہ یہہ
اجماع بسند صحیح صحابہ او تابعین سے ثابت ہوجاوے اور ترک کا ثبوت فعل کے ثبوت
سے کم نہو اور یہ نہین فرمایا کہ ایک مسئلہ کو تلاش کرین جب قصور علم و فہم کے سبب
پتہ نہ لگے تو کہدین یہہ حدیث بالاجماع منسوخ ہے - جہالت اور ناواقفی کو اجماع سلف

قرار دینا اور اس قاعدہ کو محدثین کیطرف نسبت کرنا غلط ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
علیہ نے اُس شخص کو جو دعوی اِس قسم اجماع کا کرے جھوٹا بتلایا ہے چنانچہ حافظ
ابن القیم نے اعلام میں امام سے نقل کیا ہے اور شیخ صالح بن محمد عمری نے ایقاظ میں
اُس عبارت کو پورا پورا نقل فرمایا ہے ولم یکن احمد یقدم علی الحدیث الصحیح
عملا ولا رايا ولا قياسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذي يسميه
كثير من الناس اجماعا ويقدمونه على الحديث الصحيح وقد كذب
احمد من ادعى الاجماع ولم يمتنع تقديمه على الحديث الثابت وكذلك
الشافعي ايضا نص في رسالته الجديدة على ان ما لا يعلم فيه الخلاف
لا يقال له اجماع ولفظه ما لا يعلم فيه الخلاف فليس اجماعا ونصوص
رسول الله صلعم عند الامام احمد وسائر ائمة الحديث اجل
من ان تقدم عليها توهم اجماع مضمونه عدم العلم بالمخالف فلو
ساغ تعطلت النصوص وساغ لكل من لم يعلم مخالفا في حكم مسئلة
ان يقدم جهله بالمخالف على النصوص فهذا هو الذي انكره الامام
احمد والشافعي من دعوى الاجماع لا ما يظنه بعض الناس انه استبعاد
لوجوده انتهى ترجمہ یعنی امام احمد رح کسیکے عمل اور راے اور قیاس اور قول اور عدم
علم کو (یعنی جو کہے مجھے کسیکا عمل اس حدیث پر ثابت نہیں ہوتا) (اور اسی کو بہت
لوگ اجماع کہتے ہیں) حدیث صحیح پر مقدم نہ کرتے تھے اور جو بعلمی سے دعوی اجماع
کرتا اسکو جھٹلاتے اور فرضی اجماع کو حدیث پر مقدم کرنے کو جائز نہ سمجھتے اور امام شافعی
رحمہ اللہ نے اپنی آخری تصنیف رسالہ میں لکھا ہے کہ جس مسئلہ میں کسیکا اختلاف
معلوم نہ ہو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس پر اجماع امت ہے امام احمد بن حنبل اور تمام ائمہ
حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ حکم پیغمبر خدا صلعم کا رتبہ اس سے بڑھکر ہے جو وہمی

اجماع کو (اسکی اصلیت یہہ ہے کہ ہمین اسمین کسیکا خلاف ثابت نہین ہوا) اسپر مقدم
رکہین اور اگر یہہ قاعدہ جاری کیا جاوے تو تمام احکام شرعی بیکار ہو جاوین اور محل
اختلاف مین یہہ کہکر جو ہماری بات کا کوئی مخالف نہین گویا اجماع ہو چکا - مخالف
کی نصوص کو رد کرنیکی گنجایش ہو جائے - اور اسی قسم کے اجماع کا امام احمد بن حنبل
اور امام شافعی رحمہما اللہ نے انکار کیا - اور یہہ بات نہین کہ امام احمد صاحب وجود اجماع
کو ناممکن سمجہتے ہین فقط اس وہمی اجماع کو بہت سا رد کرکے پہر شیخ صالح بن محمد ناقلا عن
الاعلام یون فرماتے ہین ہ حین نشاءت ہذہ الطریقۃ تولدت عنہا
معارضۃ النصوص بالاجماع المجہول وفتح باب دعواہ وصار من لم یعرف
الخلاف من المقلدین اذا احتج علیہ بالقران والسنۃ قال ہذا خلاف
الاجماع وہذا ہو الذی انکرہ ایمۃ الاسلام وعابوا من کل ناحیۃ علی
من ارتکبہ وکذبوا من ادعاہ ترجمہ یعنی جب یہ طریقہ جاری ہوا تو اس امر نے
رواج پکڑا کہ وہمی اور مجہول اجماع سے آیات واحادیث کا لوگ مقابلہ کرنے لگے گویا
اجماع کا دروازہ کہلگیا خصوصا مقلدین نے یہہ شیوہ اختیار کیا کہ جب مخالف نے
آیت وحدیث سے اُن پر حجت پکڑی تو کہدیا یہہ حکم خلاف اجماع ہے ایمہ دین نے
اس اجماع کا انکار کیا ہے اور اس دعوی باطلہ کے مرتکبون پر ہر طرف سے عیب
دہرا ہے اور انکو جہوٹا بتلایا ہے اہل نظر غور کرین قاعدہ کیا تہا اور مصنف نے
کس طرح بگاڑکر بیان کیا ہے اگر مصنف کے نزدیک بعیت باجماع امت متروک
تہی تو اوسکو لازم تہا کہ محدثین وفقہا کی کتابون سے اس اجماع کو نقل کرتا محض اپنے
معلومات پر اعتماد کرکے ایک امر مسنون کو منسوخ ٹہرانا بعید از دیانت ہے - ہم اون
لوگون سے جنہون نے مصنف کی اور ہماری جوابات کو ملاحظہ کیا ہے درخواست
کرتے ہین کہ ایسے کم علم آدمی کے کہنے سے سنت صحیحہ ثابتہ کا انکار نکرین اور اگر

تتبع اور تلاش سے فریفتہ نہ ہوجاوین ۔ مصنف کی اس تتبع اور تلاش پر (کہ
بدعت مین کسی عالم نے نہ باب باندھا ہے اور نہ شارع کیطرف سے تاکید و ترغیب
آئی ہے) اُسکی اور تتبع وتلاش قیاس کرین بالفرض اگر متقدمین یا متاخرین مین
سے مصنف کیطرح کسینے اجماع کا دعوی کیا ہو تو وہ بہی تسلیم نہ کیا جائیگا ۔ کیونکہ
ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) تعامل صحابہ ثابت کر چکے ہین **مغالطہ ۳۹** ۳۹
بلکہ ترمذی نے اخیر کتاب مین لکہدیا ہے کہ جو حدیث مینے بیان کی ہے سب معمول
ہین مگر دو حدیثین ایک حدیث شارب خمر کی جو پانچوین دفعہ شراب پیوے قتل کیا
جاوے اور ایک حدیث جمع بین الصلوتین بلا عذر غیر معمول بہ ہین **ہدایہ**
ترمذی رحمہ اللہ نے اول اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ جو پانچوین دفعہ شراب پیوے
قتل کیا جاوے اسکے بعد یہہ حدیث لایا ہے ثم اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
برجل قد شرب فی الرابعۃ فضربہ ولم یقتلہ یعنی آنحضرت کے سامنے ایک
مجرم پکڑا آیا جس نے چوتھی دفعہ شراب پی تھی تو آپ نے اسکو حد لگائی اور قتل نہ کیا
گویا آنحضرت کے آخری فعل نے پہلے حکم کو منسوخ کردیا ۔ اور اسی طرح جواز جمع بین الصلوتین
کی حدیث بیان کرکے اُسکے پیچھے ابن عباس رض سے یہہ روایت نقل کی ہے من جمع
بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر یعنی
جس نے دو نمازون کو جمع کیا بلا عذر وہ کبیرہ گناہون مین داخل ہوا ۔ ترمذی نے
جمع کو منسوخ نہین کہا بلکہ ابن عباس رض کے روایت سے اسکو معلل کردیا ہے اگرچہ روایت
ابن عباس مین ضعف ہی مگر چونکہ یہہ حدیث نزدیک ترمذی کے معمول بہ امت ہی
موافق قاعدہ محدثین کے (جو حدیث ضعیف معمول بہ امت کا ہو اسکے لئے کوئی اصل
صحیح سمجہا جاویگا) یہہ حدیث معنًی صحیح ہے ۔ مصنف صاحب ہماری اس تحریر کو دیکہکر
غالبًا مطلب سمجہ جائینگے اور دل مین نادم ہوکر کہین گے ان روایتون سے ہمین

کچھہ فایدہ نہوا۔ **مغالطہ ۴۰** یہہ حدیث شارب خمر باجماع صحابہ منسوخ ہی ممنہ۴۰
اسکا کوئی منکر نہین **ھدایہ** جو لوگ اِس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہین وہ بسبب
اُس حدیث کے جو ہم نقل کر چکے ہین منسوخ بتلاتے ہین نہ کہ اجماع صحابہ کے باعث
یہ محض مصنف کا خیال ہے کوئی ائمہ دین سے اسکا قایل نہین اگر کسی نے بزعم باطل ایسا سمجھا ہو
اُسکی غلطی ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بہی ہمارے ساتہہ متفق الراے ہین۔ حافظ ابن
القیم اور شیخ معین الدین سندہی اور محمد بن اسماعیل یمانی اور ایک گروہ محدثین
کا قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے نہین تعجب ہی کہ مصنف صاحب لکہتے ہین
اسکا کوئی منکر نہین **مغالطہ ۴۱** صحاح مین ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ ممہ۴۱
علیہ وسلم نے سات طرح کی بولیان پر کلام اللہ پڑہنا جایز رکہا اور حضرت عثمان کے
وقت باجماع وہ سب قرآتین منسوخ ہوئین سوائے لغت حجاز کے **ھدایہ**
سب قرائتون کو منسوخ کہنا غلط ہے سوائے لغت حجاز کے اور قراءتون کے موقوف
ہونیکا سبب یہ ہے کہ بایام خلافت عثمان رضی اللہ عنہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکہا
جو ایک شخص موافق قراءت ابی بن کعب کے قرآن مجید پڑہتا ہے اور دوسرا ابن مسعود کے
اور تیسرا ابو موسی کے مطابق اور اختلاف کے سبب آپسمین جہگڑتے ہین اور ایک
دوسرے کو کافر بتلاتے ہین تو عثمان رضی اللہ عنہ سے یہہ حال عرض کیا امیر المومنین
نے بمشورت حضرت حذیفہ تمام مصاحف جلوا دئیے اِسوقت اُن قراءتون کا سند
صحیح ومتواترہ سے ثابت ہونا محال ہے جبتک اُن قراءتون کے جاننے والے موجود
تہے وہ بیشک مختلف طرح پر پڑہتے تہے۔ چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ ابو الدردا
رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود کے شاگرد مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پڑہتے تہی
اگر صحابہ کا اجماع ہوتا تو یہہ بزرگوار کیون خلاف کرتے البتہ ہم اسوقت مجبور رہین
کیونکہ سوائے مصحف عثمان کے سند متواترہ سے کوئی قراءت ہمین نہین پہنچتی بحکم ضرورت

اُسی پر اکتفا کرتے ہین ہمارے خوش فہم ملا صاحب نے اسی کو اجماع سمجہہ لیا۔

مغالطہ ۴۲ اور دوسرا کلام اللہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مین جمع نہین کرایا ابابکر صدیق کے وقت البتہ گفتگو ہوکر بہت کچہہ جمع ہوا دیکہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اجماع سے متروک ہوا **ہدایہ** عدم کو فعل جاننا اور پہر اسکو منسوخ سمجہنا خاص آپکا حصہ ہے عالم تو کیا کوئی جاہل بہی عدم کو فعل نہین کہتا علما لکہتے ہین کہ جو کام آنحضرت کے وقت مین اتفاق نہوا اور پہر کسی وقت مین واسطے مصلحت دینی کے اُسکا رواج ہوگیا وہ ملحق بالسنہ یا بدعت حسنہ کہلاویگا یہہ نہین کہ اوسکے وجود سے اُسکے عدم کو منسوخ کہا جاوے

مغالطہ ۴۳ تیسری حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سے سوائے قرآن کے کچہہ نہ لکہو یہ بات باجماع تابعین کے متروک ہوئی **ہدایہ** جیسا آنحضرت نے تحریر حدیث سے منع فرمایا تہا ویسا اسکے لکہنے کا بہی ارشاد فرمایا صحیحین مین ہے ۔۔۔ اکتبوا لابی شاہ یہہ حدیث لکہو واسطے ابوشاہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کو خود ہی منسوخ کر دیا ۔ صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے ما من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب یعنی زمرہ اصحاب مین سے کوئی شخص مجہہ سے زیادہ حدیث کا واقف نہین مگر عبد اللہ بن عمرو کہ وہ لکہہ لیا کرتے تہے اور مین بن لکہے یاد رکہتا اور صحیح بخاری مین ہے کہ علی مرتضی نے فرمایا ما عندنا الا کتاب اللہ وما فی ہذہ الصحیفۃ قلت وما فی ہذہ الصحیفۃ قال العقل وفکاک الاسیر یعنی ہمارے پاس سوائے قرآن مجید اور اُن احکام کے جو اس رسالہ مین لکہے ہوئے ہین اور کچہہ نہین جینے پوچہا اسمین کیا ہے فرمایا خون بہا اور قیدیون کے متعلق احکام ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت نے مرض الموت مین فرمایا

ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ یعنی کاغذ و قلم لاؤ
مین تمہین ایسی تحریر دون جسکے بعد تم گمراہی مین نہ پڑو مصنف کی بے سند دعوی
خود اُسکی کتاب کو بے اعتبار اور بدنام کر رہے ہین اُسکی رد اور جواب کی حاجت نہین
مگر فقط اس خیال سے کہ مبادا عوام مومنین جنکو ان باتون سے پوری پوری خبر نہین
مصنف کی قیل و قال سے فریفتہ ہو جاوین راقم نے اُسکی غلطیان بطریق اختصار
بیان کئین آنحضرت نے ابوشاہ کیواسطے لکہکہ حدیث لکہوائی اور مرض الموت مین
کچہہ لکہوانا چاہا عبد اللہ بن عمرو ہمیشہ جو سُنتے لکہہ لیتے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے پاس ایسی قسم کے اوراق تہے خدا جانے مصنف صاحب نے ان روایتونکو دیکہا
نہین جو حکم منع کو باجماع تبع تابعین منسوخ تبلاتے ہین جتنے دلایل اور مثالین آپ
لائے ہین کوئی مطابق مدعا نہین ایسے لائقون کے خاموشی سے پردہ پوشی
ہے ع تا مرد سخن نگفتہ باشد ،، عیب و ہنرش نہفتہ باشد **مغالطہ ۴۴**
اگر کوئی اس نظر سے امر مین لاوین حرام نہین **ہدایہ** مصنف نے اپنے
پہلے قاعدہ کا خلاف کیا اول لکہا تہا کہ جو کام آنحضرت نے اس نیت سے کیا ہے کہ
امت کے لئے شریعت ٹہر جاوے تو اُسکی ترغیب اور تاکید بہی فرمائی ہے بلکہ حکم دیکر
اپنے روبرو عمل کرایا ہے۔ اور ان امور کے نسبت آنحضرت کا رغبت دلانا اور تاکید
فرمانا اور عمل کرانا ثابت نہین پہر مصنف کا فتوی ہے کہ ان پر عمل کرنا حرام نہین
بقول شخصے شتر بے مہار ٹہرے کسی قاعدہ کی پابند نہین گویا شاعرانہ خیالات ہین
کہنے کو ہین کرنیکو نہین الم تر انہم فی کل واد یہیمون و انہم یقولون
ما لا یفعلون **مغالطہ ۴۵** لیکن بعیت کا ذکر کہین تابعین اور تبع تابعین
مین سے مروی نہین اور نام لینا بہی اسکا ثابت نہین اور باب باندہنے کا تو کیا
ذکر ہے **ہدایہ** اسکا جواب ہدایہ نمبر (۲۴) اور ہدایہ (نمبر ۳۶) مین ہم لکہہ چکے

ہین **مغالطہ ۴۶** اس قاعدہ سے خلاف کرنا مثل ابن تیمیہ و صاحب دراسات ومن حذا حذوہما تو انکا اختلاف بمقابلہ جمہور علماء محدثین اور اجماع انکے کے کون سُنتا ہے **ہدایہ** قاعدہ محدثین سے کوئی مخالف نہین البتہ جو قاعدہ مصنف نے ایجاد کیا ہے (کہ جب ہمین کسی مسئلہ مین کوئی مخالف معلوم نہ ہو تو وہ مسئلہ ثابت بالاجماع ہے) اور اسی سے صحیح حدیثون کو رد کرتا ہے صاحب دراسات اور ابن تیمیہ بلکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور سب ائمہ حدیث اسکو رد کرتے ہین اور ایسے اجماع کے مدعی کو کاذب کہتے ہین ہم ان سب عبارتون کو بضمن ہدایت (نمبر ۳۸) تحریر کر چکے ہین **مغالطہ ۴۷** کئی مسائل مین ابن تیمیہ وغیرہ نے غلطیان کہائین **ہدایہ** بے شک بیان احکام شرعی مین سوائے انبیاء کے کوئی معصوم نہین ہر ایک کو بھول چوک کا خوف ہے ابن تیمیہ ہو یا اور کوئی مگر اس مسئلہ مین جس پر بحث ہو رہی ہے ابن تیمیہ نے کچھہ خطا نہین کی بلکہ بموجب قول ائمہ حدیث کے مصنف کے غلطی اور کذب ثابت ہوتا ہے ہان کوئی اور غلطی بتلاؤ گے تو دیکھا جاویگا۔ مصنف کا دوسرا اعتراض ابن تیمیہ پر یہہ ہے کہ اونہون نے اپنی کتاب فرقان مین بے سند قصے کرامات اولیاء کے لکھے ہین مصنف صاحب کرامات کے ذکر سے گھبراتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپکو کرامات اولیاء اللہ سے انکار ہے۔ ہم پہلے ہی سنا کرتے تھے اس تحریر کو دیکھکر یقین ہو گیا جو دل مین ہو وہ کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے **کل اناء یترشح بما فیہ** تمام اہلسنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ سے کرامات کا ہونا برحق ہے قرآن مجید مین کرامات کا ثبوت قصہ اصحاب کہف اور مریم صدیقہ اور قصہ مصاحب سلیمان علیہ السلام سے (جس نے کہا تہا مین بلقیس کا تخت آنکھہ جھپکتے لاتا ہون) بخوبی پایا جاتا ہے اور کتب حدیث مین صحابہ اور تابعین کے کرامات کا بہت ذکر ہے۔ اگر ابن تیمیہ نے

ایسی ثابت اور صحیح مسئلہ کے واسطے شواہد لکہدئے تو کیا گناہ کیا سب محدث
اس مسئلہ پر شواہد اور توابع لاتے ہین چونکہ اس مسئلہ کی تحقیق مقصود نہین ہے لہذا
مغ ٤٨ ہم اس بحث کو ختم کرکے مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین **مغالطہ ٤٨** شوکانی
نے اپنے رسالہ مین توسل اولیاء اللہ سے جایز کر دیا اور ابن حزم پر طعن کیا —
ہدایہ شوکانی نے عزالدین ابن عبدالسلام پر اعتراض کیا ہے اور
آپ لکھتے ہین (ابن حزم پر طعن کیا ہے) ممارست کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ
کا دعوی کرکے جو جو اجتہاد کئے ہین انکی خوبیان اظہر من الشمس ہین یہہ مطالعہ اور
مزاولت دیگر کتب کا جلوہ دکہلایا ہے مثل مشہور ہے نقل راچہ عقل مصنف صاحب
اسمین بہی غوطے کہاتے ہین پہر اس فہم پر اجتہاد کا دعوی بہی کرتے ہین معالط
مغ ٤٩ **مغالطہ ٤٩** - اور ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان مین راگ کی حرمت بیان
کی اور صحیح سند ایک بہی نہین لایا بلکہ صحاح کا خلاف کیا **ہدایہ** جہان تال
سر کے ساتہہ راگ گایا جاتا ہے وہان باجے بہی ہوتے ہین ابن قیم حرمت معازف
کی سند بخاری سے لائے ہین صحیح بخاری وہ کتاب ہے جسکی صحت پر علماء اہلسنت
کا اتفاق ہے مصنف صاحب خود کچہہ نہین جانتے بہ تقلید ابن حزم اس حدیث پر جرح
کرتے ہین ابن حزم نے اس حدیث کو معلق بتلا کر جرح کیا ہے مگر امام نووی اور حافظ
ابن حجر فرماتے ہین کہ یہہ حدیث متصل الاسناد ہے اور ہشام بن عمار بخاری کے
استاد ہین اور جنہون نے تعلیق کا جرح کیا ہے انہون نے غلطی کہائی ہے
مصنف ایک شخص کا مقلد ہوکر اجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور ناواقفون
مغ ٥٠ کو ورطہ تحیر مین ڈالتا ہے **مغالطہ ٥٠** - شیخ ولی اللہ نے قول الجمیل مین
تصریح کی ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین جمیع اقسام بیعت الا بیعت
خلافت متروک تہی **ہدایہ** مصنف صاحب صفحہ (٢١) مین لکہتے ہین

کہ قول الجمیل کے نسبت طرف شاہ ولی اللہ کی غلط معلوم ہوتی ہے اور یہان انہی کتاب سے سند لاتے ہین اور خوبی قسمت سے کیسے معتقد ہوئے ہین جو اسی مجہول المصنف کتاب پر اعتماد کرکے آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ کو رد کرتے ہین راہ تحقیق ہو تو ایسی ہو - ہمنے فرض کیا قول الجمیل شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے اور یہ قول اونہین کا ہے مگر ہم ہدایہ (نمبر ۲۴) مین روایات صحیحہ سے ثابت کرچکے ہین کہ صحابہ کبار سوائے بیعت خلافت کے اور اقسام کی بیعت کرتے تہے پس برخلاف اُن روایتون کے یہہ قول ہرگز تسلیم نکیا جاویگا اور یہ کہین گے کہ شاہ صاحب نے غلطی کہائی ہے آخر وہ بھی بشر تہے سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی خطا سے معصوم نہین

مغالطہ ۵۱ - امام مالک نے صیام ستہ شوال کو بعد تفحص واستقراء حتی الوسع کے عدم وجدان روایت کو اصل ٹہراکر بدعت قرار دیا ع۵۱

ہدایہ مصنف نے اس مثال کے سوا اور بہت سی مثالین لکہی ہین مگر اصل بحث سے کسیکو تعلق اور مناسبت نہین ناحق اپنے اوقات کا خون کیا ہے اور بہت سا لکہہ لکہاکر لوگون کو دہوکا دیا ہے - بحث اس بات مین ہے کہ ایک امر کا سنت ہونا قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہوچکا مگر کسی شخص کو بزعم خود صحابہ اور تابعین کا عمل کرنا اُسپر معلوم نہین ہوا کیا وہ شخص اس سنت کو منسوخ کہسکتا ہے یا نہین - اور اس بات مین اختلاف نہین کہ ایک امر کو قرآن وحدیث مین تلاش کرین جب اسکا ثبوت کتاب وسنت سے نہ پایا جاوے تو اس پر حکم بدعت یا حرمت کا لگادین یا نہ اس بارہ مین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو مسئلہ دونون اصلون سے ثابت نہ ہو وہ بدعت اور اُس پر عمل کرنا حرام ہے - ناظرین رسالہ ہماری اس تحریر کو دیکہکر اگر بالانصاف کہین گے تو سمجہہ جاوینگے کہ خارج از مبحث مثالین ذکر کرکے مصنف نے کس قدر ابلہ فریبی کی ہے مصنف کو لازم تہا کوئی ایسی مثال لکہنا

کہ فلان امر کتاب وسنت سے ثابت ہی مگر صحابہ کا تعامل اوس پر معلوم نہ ہونے کے سبب امام مالک یا کسی اور امام نے ایمہ حدیث سے اسکو منسوخ کہا ہے تتبع اور تلاش اور اجتہاد پر اوس جگہہ اعتبار کیا جاتا ہے جہان حکم شرعی وستیاب نہو مصنف ایسی بہکے جو سنت ثابتہ کو بہی رد کرنے لگے۔ تتبع اور استقراء وہان کیا کرتے ہین جہان کتاب وسنت سے حکم معلوم نہ ہو اور نص کے مقابلہ مین اسکا ذکر کرنا اور حکم شارع کو اُس منسوخ کرنا ظلم ہے۔ آگے چلکر آپ اور ٹہو کہ کہاتے ہین ائمہ چند سطرون کے بعد لکھتے ہین (سب اہل علم کے یہی عادت تہی کہ مدار حکم تتبع اور استقرا پر رکہتے تہے جب بہی انکی روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ صیام ستہ شوال سنت ہی تو علماء متاخرین نے جاری کر دیا) جس مونہہ سے دعوی کیا تہا کہ جب تلاش کے بعد تعامل صحابہ وتابعین کا حدیث پر نہ ملے تو حکم منسوخ لگایا جاویگا اوسی مونہہ سے یہہ بہی اقرار ہے کہ علماء کو جب روایت صحیح ملی تو تفحص اور تلاش امام مالک وغیرہ اہل علمون کیسے کو اعتبار نہین دیا بلکہ حدیث صحیح پر عمل جاری کر دیا۔ پہر بہولاپن سے لکہتے ہین ہمارا دعوی ثابت ہے اتنا نہین سوچتے ہین کہ اس قول سے تو ہمارا دعوی بالکل باطل اور رد ہوا اور اُس ردی مثال کے یہہ فقرے کہکر مسرت کرتے ہین کہ مثالون پر کچہہ جہگڑا نہین چلو فراغت شد دعوی بہی ثابت ہو گیا اور مثال بہی مطابق آگئی۔

مغالطہ ۵۲ اگر کوئی کہے اس بعیت کے انکار کا کاتب الحروف ہی منفرد ہے اور کوئی اُسکے شامل نہین اسلئے کاتب الحروف کہتا ہے کہ مین اسمین منفرد نہین ہون بلکہ اکثر ائمہ دین میرے ساتہہ ہین **ھدایہ** مصنف کا دعوی ہے کہ اکثر ایمہ میرے ساتہہ ہین مین کہتا ہون آپ اکثر اور کثیر کو جانے دیجئے اگر سچ کہتے ہو تو ایک کا نام بتلائے فی الواقع کوئی تمہارے ساتہہ نہین فقط رسالہ قول الجمیل مین اتنا فقرہ دیکہکر (فظن قوم انہا مقصورۃ علی قبول الخلافۃ) اِس رندہ و شو ہیتے

دعوا کیا ہے کہ اکثر ائمہ دین کو اپنے ساتھ متفق بُلایا ہے اگر ایک شخص کے نام کا پتہ لگجاتا پھر کب تہا صاف کہتے کہ تمام جہان میرے ساتھ ہے سلف و خلف کا اجماع ہے **قول الجمیل** وہی کتاب ہے جسکو آپ اس لایق نہین سمجہتے کہ شاہ صاحب کیطرف نسبت کیجا دے۔ علاوہ برین اس قول کا یہہ مطلب بہی نہین جو آپ سمجہے ہم انشاءاللہ عنقریب اسکا بیان کرینگے **مغالطہ ۵۳** کیونکہ قوم علماء مجتہدین جنکے انکار کی شیخ نے نقل کی ہے انکا دعوی یہ ہے کہ بیعت بجمیع اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوئی الا بیعت قبول خلافت اور شیخ کا جواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبہی بیعت کرتے تہے اقامت ارکان اسلام کی اور کبہی تمسک بالسنہ کے اور کبہی عدم سوال پر الی آخرہ جواب لغو ہے **ہدایہ** شاہ صاحب نے لفظ قوم بولا ہے اور مصنف صاحب بمقتضاے دیانت اوسپر حاشیہ کرتے ہین (قوم علماء مجتہدین) اگر منکرون مین کوئی مشہور عالم یا مجتہد ہوتا تو ضرور مفسرین اور شارحان حدیث کسی آیت یا حدیث کے نیچے اس اختلاف کا ذکر کرتے اور مخالف کا نام لیتے دراصل یہہ ایسے لوگون کا قول ہے جنکو فن حدیث سے کچہہ واقفیت نہین اور مصنف کیطرح بالکل علم سے کورے ہین۔ اُس قوم بعلیم مجہول الاسم نے تو سواے بیعت خلافت کے تمام اقسام بیعت کے وجود سے انکار کیا ہے اور آپ دہینگا دہینگی اُنکے قول کے یون تاویل کرتے ہین (انکا دعوی یہ ہے کہ بیعت بجمیع اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوے الا بیعت قبول خلافت اور شیخ کا جواب لغو ہے کیونکہ خلاف دعوی کے ہے) مصنّف نے نکوئی منکرون کی تحریر دیکہی ہے نہ اُنکا دعوی سُنا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے کسیکی زبان سے ایسا باطل دعوی سُنا اور فقط قوم کہکر نقل کیا اور نیچے اُسکا رد کر دیا۔ خود بدولت نے نہ کہین اُنکا قول دیکہا ہے اور نہ اُن لوگون کو مگر بعیب الغیب

سے یونہین مطلب سمجہکر شاہ ولی اللہ صاحب سے لڑائی باندہی ہے شاہ صاحب
کی ظاہر عبارت سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اِس طایفہ کو وجود جملہ اقسام بعیت
سے انکار ہے اور اسیکا رد کیا ہے واللہ اعلم قصوری صاحب کیا سمجہکر شیخ کے
جواب کو خلاف دعوی بتلاتے ہین اور جناب شیخ کیطرف لفظ لغو نسبت کرتے ہین
مثل مشہور ہے چہوٹا موہنہ بڑی بات کہان قصوری اور کہان ولی اللہ دہلوی
این الثری من الثریا ہان اگر کہین سے تو اسکے عبارت نقل کر سکتے ہو
تو لاؤ اہل علم دیکہین گے اور انصاف کرینگے ۔ **مغالطہ ۵۴** اور پہر کہا ہے مغ ۵۴
کہ غیر خلفاء راشدین کے وقت مین متروک تہی اسکا جواب یہ دیا کہ اکثر خلیفون سے
ظالم اور فاسق تہے اسواسطے اُن سے بعیت نہ کی گئی اس پر یہہ اعتراض ہے کہ کل
خلیفہ فاسق نہ تہے عمر بن عبد العزیز نے کیون نہ جاری کی **ہدایہ** اصل
جواب یہ ہے کہ خلفاء کے وقت مین بعیت متروک نہ تہی اور اس بات کو ہمنے بضمن
ہدایت نمبر (۲۴) ثابت کر دکہلایا ہے اگر صاحب قول الجمیل کے طرز اختیار کرین
تو یہ جواب ہے کہ بیشک خلفاء راشدین کے بعد اکثر خلفاء فاسق گذرے ہین اور جو
پرہیزگار تہے سنتون مین اُن سے بہی قصور ہوتا تہا چنانچہ بعض خلفاء رکوع وسجود
کے وقت بعض تکبیرات نہ کہتے ۔ اور عمر بن عبد العزیز نماز اول وقت نہ پڑہتے تہے جب
صلحا بہی سنتون مین سستی کرتے تہے تو کیا تعجب ہے اس سنت مین بہی سستی
کی ہو ۔ بالفرض اگر خلفا کسی سنت کو ترک کر دین تو کیا وہ سنت سنت نہ رہیگی اور
کیا حضرت رسالت کا قول وفعل عمر بن عبد العزیز کی تصحیح کا محتاج ہے استغفر
ربك واطع نبيك **مغالطہ ۵۵** اور اگر خلیفہ فاسق تہے تو اور علماء
مجتہدین تبع تابعین موجود تہے اونہون نے کیون نہ بعیت کی معلوم ہوتا ہے کہ
شیخ کے زعم مین بعیت صرف خلیفہ پر منحصر ہے فتدبر ع مرا خواندی وخود بدام آمدی

ھدایہ قول الجمیل والے نے اِس اعتراض کو بخوبی رفع کر دیا ہے مگر مصنف کو قصور حافظہ کے سبب کچھہ یاد نہین رہتا شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بعیت کے سبب فتنہ کا خوف تہا لوگ شاید بعیت خلافت کا گمان کرتے اور خلیفہ دشمن ہو جاتا احتیاطاً علماء نے اسکو ترک کر دیا آیندہ اِس جواب کو یاد رکہئیے اور سجائے مراخواندی وخود بدام آمدی کے یہ بیت ورد کیجئے ؎ شد غلامی کہ آب جو آرد + آب جو آمد وغلام ببرد

مغالطہ ۵۵ - پہر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ بعیت تمسک بحبل التقوی بہی متروک تہی خلفاء راشدین کے وقت مین اسواسطے کہ وہ صحابہ تہے انکو حضرت کی صحبت کی برکت سے کسیکی ساتہہ بعیت کی حاجت نہ تہی راقم کہتا ہے اگر صحابہ کو حاجت نہ تہی تو اور لوگ جو روم وشام وغیرہ ملکون سے جو نئے مسلمان ہوتے تہے انکو بہی حاجت نہ تہی اقامت سنت کی کسکو حاجت نہین ہوتی پہر السلام علیک بہی ترک کرنا چاہئے تہا ۵۵

ھدایہ پہلے تو صحابہ کرام کا ترک ناسخ حدیث تبلایا تہا۔ اب شام وروم کے نومسلمون کا ترک بہی ناسخ ٹہرایا۔ روم وشام کے نومسلم کسی سنت کو اگر ترک کر دین تاہم وہ سنت رہیگی۔ اور یہ جو آپ لکہتے ہین کہ السلام علیک ترک کرنا چاہئے تہا واہ کیا خوب جس سے اداء تہجد مین غفلت ہو جاوے وہ اوقات پنجگانہ کی سنتین بہی چہوڑ دے یہ مثل مشہور ہے مارا جاتا دیکہئے آدہا دیجئے بانٹ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بدکہین متعتقدین کو یہ قاعدہ نہ تبلا دینا **مغالطہ ۵۶** برکت صحبت اقامت سنت کی دلیل ہے نہ ترک سنت کی **ھدایہ** بعیت اُن سنتون مین سے نہین ہے جو روز مرہ کی جاوے بلکہ اگر عمر بہر ایک ہی دفعہ کرے بہی کفایت کرتی ہے صحابہ کبار کو برکت صحبت نصیب ہوئی تہی اور وہ آنحضرت کے ہاتہہ پہ بعیت کرکے فیضیاب ہو چکے تہے انصاف سے کہو کہ انکو دوسرے کے ہاتہہ پر بعیت کرنیکی کیا حاجت رہی۔ آفتاب کے سامنے مشعل کون جلاتا ہے۔ ۵۶

مغالطہ ۵۷ بلکہ اتنا ہی کافی تہا کہ کل بعیتین من او لہ الی آخرہ اِسی خوف سے (یعنی خوف تفرق وفتنہ وفساد) ترک ہوئین الابعیت قبول خلافت **ھدایہ** جزاک اللہ آپ نے سچ کہا ہم بہی مانتے ہین کہ خوف فتنہ سے صلحٰ امت نے بعیت کو ترک کردیا تہا اور یہی شاہ صاحب نے فرمایا ہے اب آپ کی ساری بحث لغو ٹہری آیندہ بعیت کو کبہی بدعت نہ کہنا۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است **مغالطہ ۵۸**۔ صوفیون نے بعیت کی جگہہ خرقہ رکہا۔ اب فرمائے تغیر سنت کے کیا معنی یہی ہین کہ ایک سنت کو ترک کرکے اسکی جگہہ ایک شی مستحدثہ قایم کرلینی **ھدایہ** بعض محدثین کہتے ہین خیر القرون مین خرقہ جاری ہوا ہے اور جب امر کا خیر القرون مین رواج ہو علمائے محققین کے نزدیک وہ داخل بدعت نہین ہوتا خاصکر جبکہ داخل فی الدین نہ سمجہا جاوے علامہ جلال الدین سیوطی نے اتحاف الفرقۃ بوصل الخرقۃ مین اور ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین ناقلا سخاوی سے اور قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے اور عبد العزیز ملتانی نے اپنی کتاب کوثر النبی مین رواج خرقہ کو خیر القرون سے (جسکی خیر ہونیکی حضرت رسالت نے شہادت دی ہے) ثابت کیا ہے مصنف کو تنگ نظر ہے سوا چند رسایل متداولہ کے اور کسی کتاب کی خبر نہین دلیری سے بن دیکہے رستہ چلتا ہے اور قدم قدم پر ٹہوکرین کہاتا ہے۔ خیر القرون کو اہل بدعت ٹہرانا اور ان کے رواج کو بدعت کہنا خوارج کا کام ہے اگر مصنف کو خبر ہوتی تو غالبًا طعن نکرتا بالفرض اگر خیر القرون کے طرف نظر نہ کرین اور روایات مذکورہ کو صحیح نہ سمجہین جیساکہ بعض محدثین کا قول ہے تاہم طایفہ صوفیہ حدیث ام خالد اور معاذ سے استنباط کرتے ہین کہ آنحضرت نے ام خالد کو لوئی عنایت فرمائی اور معاذ کو جب یمن کیطرف رخصت کیا تو عمامہ پہنایا۔ اگرچہ ہمارے نزدیک بہی یہ استنباط صحیح نہین

مگر چونکہ یہہ ایک اجتہادی خطا ہے اسلئے انکو معذور سمجہکر صرف خطا پر مطلع کردینا چاہیے طعن اور عیب گیری بالکل بیجا ہے **مغالطہ ۵۹** پہر اگر خوف سے ترک تہا تو مداہنت اونہون نے کیون کی چاہیئے تہا کہ وہان سے ہجرت کرتے جہان سنت قایم ہوتی وہان جاکر رہتے **ھدایہ** اوس وقت تمام دار الاسلام تو خلیفہ کا قلمرو تہا اور جو مخالفون کے ملک تہے وہ دار الحرب تہے ایک سنت کیواسطے دار الاسلام کو چہوڑکر دار الکفر مین جانا اور ہزار قباحت اور معصیت کے مرتکب ہونا کوئی مسلمان پسند نہ کریگا۔ اگر مصنف صاحب ہوتے تو فتویٰ جاری کردیتے **مغالطہ ۶۰** اگر ہجرت نہ ہوسکتی تو ہجرت کی استطاعت پانے تک تقیہ کرتے چہپ چہپ کر ایسے طریق سے سنت ادا کرتے جس سے وہم بیعت خلافت کا نہ پڑتا **ھدایہ** بہلا اگر کوئی کہے کہ وہ لوگ ضرور چہپکر بیعت کیا کرتے تہے تو کیا آپ کسطرح اسکو جہٹلا سکتے ہین۔ یہہ پردہ کی بات ہے کو سوائے اللہ کے کون جانتا ہے کسی کو غیب کا علم ہو تو اثبات یا انکار کا دعوی کرے۔ اسکا علم خدا کو سپرد کرو اس معاملہ مین جان کا خوف تہا اسکو حتی الوسع لوگ چہپاتے تہے جب سو قسمت کے حاکمون تک کو خبر نہ ہوتی تہی تو آج ہزار سال بعد ہمین کسطرح حال معلوم ہو جاوے کہ بیعت کرتے تہے یا نہین۔ اگر ہم فرض کرین کہ ان لوگون نے خوف حکام سے بیعت کو ترک کردیا تہا تو بہی شرعاً کچہہ الزام اور مواخذہ نہ ہوگا بلکہ بلا عذر تارک السنت پر الزام نہین اور یہ جو آپنے تقیہ کا ارشاد کیا ہے آپ پہلے یہہ ثابت کردین (کہ بیعت واجب تھی اور وہ لوگ درپردہ بہی نہ کرتے تہے) تو ہم آپکے ساتہہ متفق ہوکر انکو ملامت کرینگے اور آپکو قائل بیعت سمجہکر بحث چہوڑ دینگے **مغالطہ ۶۱** کیا یہہ بہی دوائے طبی ہے کہ ایک دوا نہ ملی تو دوسرے دوا قائمقام اوسکے ڈالدین۔ **ھدایہ** دین محمدی مین حکیم مطلق نے بہت سہولت رکہی ہے۔

مثلاً اگر پانی نہ ملے یا استعمال نہ کرسکے تو تیمم جائز ہے اور قرآن مجید یاد نہو تو صرف
سبحان اللہ والحمد للہ کہنا نماز مین کافی ہے اور جو قیام نہ کرسکے وہ بیٹھ کر بیٹھ نسکے
تو لیٹ کر نماز پڑہے اور ضعیف العمر روزہ نرکھہ سکے تو فدیہ ادا کرے نماز کے وقت
مسجد پاس نہ ہو تو تمام زمین مسجد ہے یہ سب بدل ہین اور بہی شریعت مین ایسی بہت
صورتین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طب روحانی مین طب یونانی کی نسبت
زیادہ آسانی رکھی گئی ہے پروردگار فرماتا ہے **وما جعل علیکم فی الدین**
من حرج اللہ نے دین مین تم پر تنگی نہین کی جب طب جسمانی مین اصلاح
بدنی کے واسطے اطبا نے بدل تجویز کی ہین تو علاج روحانی کے لئے حکیم حقیقی دواسطے
رفع حرج کے کیون بدل مقرر نہ فرماویگا - ہان دوا کے تغیر و تبدل مین بیمار کو کچھہ اختیار
نہین یہ حکیم کا کام ہے **مغالطہ ۶۲** - اور کسی تواریخ سے بہی ثابت نہین
کہ خلفا نے کسی مشایخ کو جب کہ اونہون نے بیعت شروع کی منع کیا ہو **ہدایہ**
جبتک رسم بیعت خلیفون مین جاری تہی اُن کے خوف سے دوسرے کے ہاتہہ
پہ بیعت نہین ہوتی تہی جب خلیفون نے رسم بیعت کو ترک کردیا اور بیعت اُنکی
رسم نہ رہی تو لوگون کو اس کام سے کیون منع کرتے - پہر بہی جس کے ہاتہہ پر بیعت
اور جمعیت کثیر ہوتی تہی حکام اُن سے دشمنی رکہتے تہے - قصوری صاحب
آپ تاریخ سے واقف نہین - ابہی ہندوستان مین یہ واقعہ گذرا ہے شیخ نظام الدین
المعروف بسلطان الاولیاء کے ہاتہہ پر جب لاکہون مسلمانون نے بیعت کی - تو
پادشاہ وقت کو دل مین خدشہ ہوا اور شیخ کا دشمن ہوگیا **مغالطہ ۶۳** شیخ
صاحب تو خود اور اُن کے والد ماجد اس بلا مین مبتلا تہے **ہدایہ** دیکہو
قصوری کے فہم کا قصور اور عقل کا فتور یہان عامل سنت کو گرفتار بلا کہا ہے اور آگے
چلکر اسی رسالہ مین فتوی دیا ہے (اگر کوئی کسیکے آگے کہانا رکہکر بطور اجازت کی

کہے بسم اللہ) جیساکہ عام رواج ہے کہتے ہین بسم اللہ کیجیے یہ کہنے والا کافر ہوجائیگا
کوئی انسے پوچھے کہ بسم اللہ کہنے سے اور سنت پر عمل کرنے سے تو آدمی کافر اور بدعتی ہوجاتا
ہے اب ہدایت کس چیز مین باقی رہی ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

مغالطہ ۶۴ مین کہتا ہون شیخ صاحب نے جاری کے کیون فرمایا بلکہ لفظ
استحداث کہنا چاہئے تھا **ھدایہ** ملا صاحب شیخ کی عبارت کو دیکھو وہ لکھتے
ہین (بعیت مسنونہ جاری کی) اگر لفظ استحداث لکھتے تو یون عبارت ہوجاتی بعیت مسنونہ
استحداث کی بھلا مسنون بھی کبھی بدعت ہوتا ہے کچھ تو آگے پیچھے دیکھا کرو اور بعیت مسنون
کوئی ایسی اجزا اسکے مرکب چیز بھی نہین کہ جسمین یہ تاویل کرکے (جو کچھ سنت ہی اور کچھ بدعت
مستحدثہ) آپ کی اصلاح کو صحیح بنایا جاوے ایک ہی چیز کو سنت اور بدعت کہنا عقلمندون
کا کام نہین **مغالطہ** ۶۵ اور سنت متروکہ اور منسوخہ باجماع کو جاری کرنیوالے
کی مصداق ہوئی **ھدایہ** مصنف نے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہے (اکثر ائمہ میرے
ساتھ ہین) چنانچہ اسکا بیان نمبر (۵۲) مین ہم کرچکے ہین اور یہان لکھتا ہے (سنت منسوخہ
باجماع) مصنف مبالغہ کرنے مین اوستاد ہے اگر شاعر ہوتا خوب نام پاتا اصل بات تو اتنی
تہی لفظ عوام آپنے اسکے معنے کئے (قوم علماء مجتہدین) پھر اس پر حاشیہ کیا (اکثر ائمہ
میرے ساتھ ہین) اور یہان پہنچکر جو طبیعت جولانی پر آئی لکھدیا (بعیت سنت منسوخہ
باجماع) ہر بے دلیل دعوی کرنا دروغگوئی کی علامت ہے اگر آپ کا دعوی صحیح ہے تو ایک
ہی معتبر عالم کا قول نقل کیجئے اجماع یا اکثر اماموں کا اتفاق ثابت کرنا تو امر محال ہے کم فہمی
ہے مصنف نے اور بھی اعتراضات قول الجمیل پر کئے ہین چونکہ ہماری بحث سے انکو علاقہ
نہین اسلئے ہم کچھ تعرض نہین کرتے مصنف نے یہان تک بڑھکر لکھا ہے کہ شاہ صاحب
نے قول الجمیل کو کفر و شرک سے بھر دیا ہے استغفر اللہ شاہ ولی اللہ وہ شخص ہے جس نے
اتباع سنت اور توحید کا سب سے پہلے ہندوستان مین بیج بویا ہے بلکہ اُن کے بعد بھی

آجتک اسلام مین کم ایسا شخص معلوم ہوتا ہے کہ جس نے ردشرک وبدعت اور احیای سنت مین ویسی کوشش کی ہو شاہ صاحب کا علم وفضل اور اتباع سنت اون کی تصانیف کی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے خاصکر حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید انصاف تفہیمات کے مطالعہ سے تو یقین ہوتا ہے کہ یہ شخص لاثانی تہا۔ متاخرین توکیا متقدمین مین بہی کوئی ایسا کم گذرا ہوگا۔ ان کتابون مین اتباع کتاب وسنت کے طرح طرح سے تائید کرکے تقلید وبدعت کی خوب جڑ اوکہاڑی ہے اِس زمانہ کے سب علماء اوسی خاندان کے خوشہ چین ہین اونہین سے فضیاب ہونا اور اونہین پر اعتراض بیجا کرنا کفران نعمت کی علامت ہے۔ ہم سب مسلمانون کو چاہیے کہ ایسے پیشوائے دین سے محبت رکہین آنحضرت دعا کیا کرتے تہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ اے پروردگار تو ہمین اپنی اور اپنے دوستون کے محبت نصیب

مغالطہ ۶۶ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی سواء اللہ کے کسیکو دلمین تمیز الفاظ نہین کرسکتا **ھدایہ** جو آیت مصنف نے لکہی ہے اُسکا مضمون یہ ہے (کہ جسکو اللہ گمراہ کرے اُسکا کوئی ہادی نہین) یہ بات بیشک حق ہے جسکی قسمت مین گمراہی لکہی گئی وہ کبہی ہدایت نہین پاتا۔ مگر اِس آیت کا یہ مطلب نہین کہ انبیاء اور اصفیاء سے خلقت کو کچہہ ہدایت حاصل نہین ہوتی پروردگار فرماتا ہے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اے نبی تو ہدایت کرتا ہے سیدہے راہ کی طرف اور فرمایا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ یہ کتاب ہمنے تجہہ پر نازل کی ہے تاکہ تو نکالی لوگون کو اندہیرون سے طرف روشنی کے اور فرمایا وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر گروہ کے واسطے ایک رہنما ہے اور فرمایا وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ ہماری مخلوقات مین سے ایسے ہین جو سچے راہ تبلاتے ہین اِن آیات سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ہہین سیدہی راہ

دکہلانے کواُسے اور موافق ہدایت قرآن کے ظلمات سے طرف نور کی کہنچکر لاتے ہین
اور ہر امت کی طرف رہنمائی کے واسطے رسول آتے رہے ہین اور ہروقت بندگان خدا
سے ایسے لوگ موجود رہتی ہین جو گمراہون کو راہ حق بتلا دین ہدایت اور ضلالت تقدیر
آلہی کے تابع ہے وہ چاہے تو ہدایت کرے نہ چاہے تو نہ کرے اسمین کسیکو انکار نہین
فاعل حقیقی وہی ہے مگر انبیا اور کتب آسمانی اور صلحا اور علما کو پروردگار نے اسباب
ہدایت مقرر فرمایا ہے ۔ اگر انکو ہدایت خلق مین کچہہ دخل نہ ہوتا تو پروردگار رسول نہ
بہیجتا اور کتابین نازل نہ فرماتا اور امر بالمعروف کی تاکید نکرتا اب جو فواید صحبت صلحا
اور علما کا انکار کرے وہ معاذ اللہ تمام اسباب ہدایت کو لغو ٹہراتا ہے ملا صاحب نے لکہا ہے
کہ اللہ ہی مرشد ہے اور کسیکو مرشد کہنا قرآن شریف کے خلاف ہے اور قصیدہ علیا
مین جو اس رسالہ سے پیچہے بنایا ہے لکہتے ہین کہ میرا مرشد رسول اللہ ہے ۔ معلوم ہوا
کہ اس قول سے تائب ہو گئے ہین یا اپنے واسطے قرآن شریف کا خلاف جایز سمجہتے ہین
اوردن کے لئے ناجایز **مغالطہ ۶۷** ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بندہ
کامل کو حکم نہین کہ کسیکو اپنا عبد یا مرید یا چیلہ کہے اور یہ حکم ہے کہ سب ربانی اور
اللہ والے ہو **ھدایہ** اس آیت کی شان نزول مفسرین یون لکہتے ہین کہ
جب آنحضرت کو نبوت ملی اور آپنے تمام خلقت کو طرف توحید اور اقرار رسالت کے
بلایا تو یہودیون نے لوگون مین یہہ بات مشہور کی جو خدا کو ہم بہی مانتے ہین مگر یہ شخص
(مدعی نبوت) چاہتا ہے کہ مجہہ پر ایمان لاؤ یعنے مجہکو اپنا معبود سمجہو ۔ غرض اس تہمت سے
آنحضرت کو بدنام کرنا چاہا تاکہ کوئی شخص آپ کی بات نمانے اور آپ کا دین اختیار نہ کرے
اللہ جلشانہ نے یہہ آیت نازل فرماکر اُن کا فریب کہولدیا اور ارشاد کیا کہ نبی شرک نہین
بتلایا کرتے ہمارا رسول یہہ حکم کرتا ہے کہ تم خدا پرست ہو اسواسطے جو تم اے اہل کتاب
کتاب پڑہتے پڑہاتے رہے ہو ۔ قصوری صاحب بہی احبار کی پیروی کرتے ہین اور

احسل اسد پہ تعلیم شرک وبدعت کی تہمتین لگاکر خلقت کو آن سے نفرت دلاتے ہین
عباد کے معنی اسجگہہ عبادت کرنیوالے ہین جیساکہ مصنف نے بہی تصریح کی ہے پس
اس لفظ سے پیر و مرید کہنے کی ممانعت استنباط کرنا ظلم اور تحریف ہے پیر اور مریدمین تو شاگرد
اور اوستاد والی نسبت ہے جس سے کوئی فن یا علم یا خاصکر احکام اسلام سیکہے اوسکو اوستاد
اور شیخ کہتے ہین اور جو مرد کامل طریقہ حضور دائمی کا (جسکو اصطلاح شرع مین احسان
کہتے ہین) بتلاوے اوس کو مرشد اور پیر کہکر پکارتے ہین - احسان کا درجہ سب علمون
سے بڑہکر ہے اور جو اس عالی منصب پہ مترقی ہوتی ہین وہی پیر اور پیشوا سمجہے جاتے
ہین اگر کہو یہ صوفیون کے ڈہکوسلے ہین اسلام کے سوا اور کچہہ نہین تو ہم آپ کو
پتہ بتلا دیتے ہین مشکوۃ کتاب الایمان فصل الاول کا مطالعہ کرو - درجہ احسان کا آپہین
صاف صاف ذکر ہے - مین کہتا ہون قصوری سے زیادہ کسکی حالت قابل افسوس
ہوگی تعلیم مرتبہ احسان کو شرک اور بدعت کہتا ہے اور اون کاملین کے حقمین جو
اس طریقہ کے معلم ہین آیت کونوا عبادا لی من دون اللہ پڑہتا ہے اس محل آیت
لانے سے معلوم ہوا کہ تحریف جو عادت یہود ہے آپ مین یہبی موجود ہے بعض علماء
ہمعصر ہماری کہتے ہین - کہ بیعت صالحون کے ہاتہہ پر بیشک سنت ہی مگر پیری مریدی
بدعت ہے مین کہتا ہون یہ انکی بڑی بہاری غلطی ہے جب بیعت صالحون کے ہاتہہ
پر سنت جانتے ہین پس پیری مریدی کہ عبارت ہے بیعت کرنی اور طریقہ احسان
بتلانے سے جو دونون کتاب وسنت سے ثابت ہین کیونکر بدعت ہوئی بلکہ اس
وقت مین پیری مریدی فقط بیعت لینی اور کرنی کا نام ہے جس شخص کے ہاتہہ پر بیعت
کیجاوے اگرچہ اور کچہہ نہ بتلاوے اسکو پیر کہتے ہین اور بیعت کرنے والے کو مرید -
تعجب ہی جب بیعت سنت ہے تو عمل اوسکا کیون بدعت ہوا اور عامل اوسکا
کیون مبتدع ہوا اس تقریر سے جب وہ لاجواب ہوجاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمارا

مطلب یہ ہے کہ بیعت لینے والے پر پیر کا نام رکھنا اور کرنیوالے کو مرید کہنا بدعت
ہے اور یہ قول انکا بھی غلط ہے کیونکہ اسما امور عادیہ سے ہین اور امور عادیہ مین
بالاتفاق بدعت نہین ہوتی والا مثلا غلام علی احمد اللہ غلام اللہ عطاء اللہ و مثال
ذلک نام رکھنا اور استاد شاگرد کہنا بھی بدعت ہوجائیگی۔ کیونکہ یہہ نام
سلف سے منقول نہین ہان اگر کوئی فقط اِس خالی نام کو ثواب اور عبادت سمجھے
تو بیشک اوسکے حق مین بدعت ہوگی **مغالطہ** ۶۸۔ اِس سے معلوم ہوا
کہ قرآن ہی کی تعلیم کرین اور اسی تعلیم سے راہ دین دکہائین نہ بذریعہ کسی اور
طریقہ محدثہ کے **ہدایہ** کلمۃ حق وارادبہا باطلا مصنف نے بات تو ٹہیک
کہی مگر اوس کی غرض باطل ہے دیکہو مغالطہ (۱۲) صلہ مین تعلیم فاتحہ پر انکار کیا ہے
اور یہان قرآن کی اجازت دیتا ہے کیا الحمد قرآن مجید مین سے نہین کاش
مصنف اپنے ہی قول کے موافق عمل کرتا اور ضد مین آکر طریقہ مسنونہ پر جو قرآن
وحدیث اور تعامل صدیقین امت سے ثابت ہے اعتراض نہ کرتا۔ مونہہ سے حق
کہنا اور خود گہڑت قواعد سے اوسکو روکر کے خلاف عمل کرنا اہل حق سے بعید ہے
اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایہا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ای ایمان والو ایسی
بات کیون کہتے ہو جو تم نہین کرتے اللہ کے نزدیک بڑے غضب کا باعث ہے جو تم
مونہہ سے کہو اور نہ کرو **مغالطہ** ۶۹ اور شیخ صاحب اور اون کی اولاد امجاد
اپنی کتابون مین صریح لکھتے ہین کہ یہ سب باتین شرک ہین شاید شیخ صاحب نے کسی
مصلحت سے لکھا ہوگا **ہدایہ** مناسب تہا کہ آپ یون کہتے (شاید شیخ علیہ الرحمہ
کی کلام میری سمجھ مین نہین آئی) ورنہ یہ کیا عذر ہے کہ شیخ نے کسی مصلحت سے
لکہا ہوگا کوئی ایسی مصلحت بہی ہے جسکے سبب شرک اور بدعت کا رواج دینا جایز

ہوجائے غالبًا آپ کے نزدیک مصلحتًا جہوٹ بولنا دینی مسایل مین درست ہوگا
جبہی آپکا رسالہ بہتان اور جہوٹ کا مجموعہ ہے **مغالطہ۔ ۷** اور ظاہر ہے
قوم سے مراد شیخ کے قول مین قوم مجتہدین کے ہے الی قولہ۔ اس بیان سے ثابت
ہوا کہ راقم اس بات مین منفرد نہین ہے بلکہ اور مجتہدین بہی میرے ساتہہ ہین
ہدایہ شاہ صاحب نے صرف اتنا لکہا ہے کہ ایک قوم نے بیعت کو خلافت
پر منحصر سمجہا ہے مگر ساتہہ ہی یہہ بہی فرمایا ہے **وهذا ظن فاسد منهم** یہہ اون کا
گمان غلط ہے شاہ صاحب تو اِس قول کو رد کر چکے ہین قصوری صاحب کے پاس اور
کوئی سند نہین یہی عبارت جسکا قایل بہی مصنف کے نزدیک مجہول ہے بار بار
نقل فرماتے ہین اگر کوئی مجتہد یا امام یا معتبر عالم بیعت کو قبول خلافت پر منحصر سمجہتا
تو ضرور مفسرین و محدثین کسی کتاب مین اوسکا قول نقل کرتے اور نام بہی لکہتے
صدہا کتابین موجود ہین۔ کسی مین یہ مسئلہ پایا نہین جاتا۔ پہر اس بناء فاسد پر جناب نے
دعوی کیا ہے اوسمین بڑا خلل اور اختلاف ہے ص۱۸ مین لکہتے ہین (باجماع امت بیعت منسوخ
ہے) اور ص۱۵ مین لکہا ہے (اکثر ائمہ دین میرے ساتہہ ہین) اور یہان کہتے ہین (راقم اس بات
مین منفرد نہین) مصنف نے اظہار خبط اور جنون مین کوئی کسر نہین رکہی اگر لوگ
اب بہی نہ سمجہین تو اون کا قصور ہے ہم قصوری صاحب سے رعایت کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اجماع امت اور اتفاق اکثر ائمہ کا ثبوت اون کو معاف صرف ایک مجتہد یا معتبر
عالم کا نام بتلا دین تب ہم اون کو معذور سمجہینگے ملاحظہ نمبر (۵۳) و نمبر (۵۲) مین اس مسئلہ
کو ہم پہلے بہی لکہہ چکے ہین ناظرین اگر توجہ کرینگے تو حق ظاہر ہوجائیگا **مغالطہ**
جیسا کہ تحذیر ابن حبان کی اور ابن جوزی کے کتاب تلبیس ابلیس اور شیخ احمد موصوف
کے قواعدون سے اور عبد الحق صاحب کی شرح سے جو ان قواعد کی ہے بہی معلوم
ہوتا ہے کہ بہت علما نے متصوفہ کے طرق کا انکار کیا ہے **ہدایہ** علمائے

اِس طایفہ کی بدعتوں کو بہت دکیاہی اور رد بدعات مین کتابین تصنیف کی ہین مگر کسی
نے آپ کی طرح بیعت توبہ اور بیعت اسلام اور بیعت اتباع سنت کو رد نہین کیا۔
انکار حق خاص آپ کا حصہ ہے ابن جوزی رحمہ اللہ نے جیسی صوفیون پر نکتہ چینی
کی ہے ویسی محدثین اور فقہا اور واعظین کے عیوب بہی ظاہر کئے ہین ہمنے فرض
کیا اِس طایفہ کے رواج سراسر بدعت ہین ابن جوزی یا کسی اور سے بیعت کا انکار
ثابت کرو خارج از مطلب جہگڑا کرنے سے کچہہ حاصل نہین **مغالطہ ۴۷** راقم
کہتا ہے کہ نووی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیعت توبہ و استغفار کی اول امر مین
تہی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی **ھدایہ** نووی رحمہ اللہ
نے جو فرمایا درست فرمایا مگر آپ کا استنباط اُس سے غلط اور بہتان ہے اونہون نے
یہ نہین فرمایا کہ بعد از ہجرت بیعت متروک ہوگئی تہی یہ قصوری صاحب کی
الحاق ہے واسطے تسلی ناظرین ہم اُن روایتون کو نقل کرتے ہین بایعنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا نشرک باللہ شیئا ولا نزنی ولا نسرق
ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق عبادہ بن صامت فرماتے ہین ہمنے بیعت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم کبہی شرک اور زنا اور چوری اور خون ناحق
نہ کرینگے امام نووی بعد نقل روایت کے کہتے ہین یہ معاملہ قبل از ہجرت ہوا تہا
مگر یہ نہین کہا کہ ہجرت کے بعد کبہی آنحضرت نے بیعت توبہ نہین لی اور نہ امام موصوف
ایسا کہہ سکتے ہین کیونکہ صحیحین کے روایت سے اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے مصنف نے
کج فہمی سے ایسا سمجہا اور امام کے ذمہ لگا دیا صحیحین مین ہے ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا
تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا
ببہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف

وفی روایۃ للبخاری والنسائی وقرء ایۃ النساء فمن وفی منکم فاجرہ
علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئا فعوقب بہ فھو کفارۃ لہ ومن
اصاب من ذلک فسترہ اللہ علیہ فامرہ الی اللہ ان شاء عاقبہ وان شاء
عفا عنہ قال فبایعناہ علی ذلک آنحضرت کے مجلس مین اصحاب کبار حاضر تہے
آپنے ارشاد کیا آو مجھہ سے اِس بات پر بعیت کرو جو ہم شرک اور چوری اور زنا نکرینگے
اور اپنی اولاد کو نہ مارین گے اور کسی پر بہتان نہ کرینگے اور حکم ہی کا خلاف نکرینگے
اور صحیح بخاری اور نسائی کے روایت مین ہے کہ آپنے یہ آیت بہی پڑہی اذا جاءک
المومنات یبایعنک الخ پس فرمایا جو شخص اِس وعدہ کو پورا کریگا اللہ اوسکو
اجر دیگا اور جو ان گناہون کا مرتکب ہوا اور سزا دیا گیا پس سزا اوس کے لیے
کفارہ ہے اور جس گنہگار کے خداتعالی پردہ پوشی کرے اُسکا معاملہ خدا کے سپرد
ہے خواہ عذاب دیوے خواہ بخشے راوی کہتا ہے پہر ہمنے اِس بات پر آنحضرت
سے بعیت کی۔ لفظ عوقب سے اور آیہ اذا جاءک المومنات پڑہنے سے
صاف ثابت ہے کہ یہہ بعیت آنحضرت نے بعد از ہجرت کی تہی کیونکہ لفظ عقاب
سے مراد حدود شرعی ہین اور حدود کا حکم بعد ہجرت نازل ہوا تہا اور ایسی ہی آیت
مذکورہ بہی زمانہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی تہی گویا یہہ حدیث دو طرح سے ہمارے
دعوی کے موافق شہادت دیتی ہے۔ مصنف نے الفاظ صریحہ کو چہوڑکر کج فہمی سے
اولٹا دعوی کرکے اُسکو نووی کیطرف ناحق منسوب کیا ہے مسترجم کہتا ہے
تصوری صاحب کی تحریرون کے مطالعہ سے ہمین ازروے انصاف اس طرحکی
ریویو لکہنے کا اور رائے دینے کا موقع ملا ہے کہ اِس رسالہ کے اکثر دعوی غلط۔ اور دلائل
مغالطات اور روایات منقولہ محض افترا ہین **مغالطہ ۲۳** اس حدیث سے
تصدیق ہوتی ہے قول مسلم کے جو اوس نے کہا ہے کہ یہہ بعیت اول اسلام مین تہی۔

ھدایہ قصوری صاحب سوچ سمجھکر مونہہ سے بات نکالو صحیح مسلم مین تو اسکا اشارہ بہی نہین ہان نووی نے اتنا کہا ہے کہ یہہ بعیت لیلۃ العقبہ مین ہوئی تھی آپ نے اس پر یہہ حاشیہ کیا (کہ بعد از ہجرت بعیت متروک ہوئی) اور آپنے حاشیہ کو امام موصوف کے ذمہ لگایا ۔ اوس افترا کو ہم بخوبی رد کر چکے کیا آپ مسلم اور نووی کو ایک سمجھتے ہین یا افترا کی عادت ہوگئی ہے ام تامرھم احلامھم بھذا ام ھم قوم طاغون نووی اور مسلم اگر ایک ہین تو آپ کیون غیر ہوگئے ۔

مغالطہ ۴۷ پہر آپ نے بعیت مردون سے بہی ترک کردی **ھدایہ** حدیث متفق علیہ جسکو ہم ابہی الکہہ چکے ہین اس باطل دعوی کے ابطال کیواسطے کافی ہے **مغالطہ ۵۷** بعیت توبہ و استغفار کے اول ہین تہی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی اسی پر دال ہے یہہ آیت شریف یا ایھا النبی اذا جاءك المومنات وجہ استدلال کے یہہ ہے کہ اسکے پہلے رسول اللہ صلعم عورتون کے بعیت کبہی نہین کی مردون سے بعیت جہاد و اسلام کے کرتی تہے اور بعیت توبہ بھی پھر آپ نے بعیت مردون سے بھی ترک کردی **ھدایہ** مصنف کے قول (اسکے پہلے الخ) مین دو معنون کا احتمال ہے یا مصنف کی مراد اس کلام سے یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے عورتون سے بعیت نہین کرتے تہے بلکہ مردون سے بعیت اسلام جہاد و توبہ کرتے اور یہہ محض غلط ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے بعیت جہاد نہ تہی بلکہ حکم جہاد ہجرت سے پیچہے نازل ہوا ہے۔ اور یا مراد مصنف کے یہہ ہو کہ قبل از نزول اس آیت کے مردون سے بعیت اسلام جہاد توبہ کرتے تہے اور عورتون سے نہین کرتے تہے اس صورت مین بہی غلط ہے کیونکہ مصنف کا قول ہے (بعیت توبہ بعد از ہجرت متروک ہوئی) حالانکہ یہہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اور صلح حدیبیہ ہجرت سے چھٹی سال مین ہوئی چنانچہ کتب

مین ہے پس بعیت بعد از صلح حدیبیہ متروک ہوئی نہ بعد از ہجرت ۔ یہ صرف مصنف کی کلام مین تناقض اور اوس کی کند فہمی کا بیان ہے ورنہ درحقیقت بیعت نہ بعد از ہجرت متروک ہوئی و نہ بعد از نزول آیت چنانچہ مفصل بیان ہدایہ نمبر (۷۲) مین ہوگیا

م ۷۶ **مغالطہ ۷۶** ۔ اور کہین ثابت نہین کہ بعد از ہجرت یہ آیت پڑہکر کسی مرد سے بھی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو

ھدایہ مصنف تبرکا دلیہ معلیم ہین بے ڈہڑک کہتے ہین (اور کہین ثابت نہین کہ بعد از ہجرت یہ آیت پڑہکر کسی مرد سے بھی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو) اور حالانکہ ہجرت کے بعد ایسے واقعات صحیح روایتون سے ثابت ہین ۔ بخاری اور مسلم ترمذی اور نسائی مسند عبد الرزاق اور مسند احمد سعید بن منصور اور ابن سعد عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن مردویہ یہ سب عبادہ بن صامت سے راوی ہین قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا وقرأ اٰیۃ النساء فبایعناہ علی ذلک عبادہ کہتے ہین کہ ہم لوگ حاضر خدمت تھے تو آنحضرت نے فرمایا مجھسے بیعت کرو اسبات پر کہ شرک اور چوری اور زنا نہ کرینگے اور آپ نے آیۃ النساء اذا جاءک المؤمنات یعنی جو عورتون کے حقمین نازل ہوئی ہے پڑھی ۔ پس ہمنے ان امور پر آپ سے بیعت کی اس حدیث مین دو قرینہ شاہد ہین اور اسکی تفصیل ہدایت نمبر ۷۲ مین ہم کہہ چکے ہین ادنی توجہ کے ساتھ آدمی ان مسایل کو کتب حدیث سے نکال سکتا ہے، مگر مصنف کو غرور اور خود پسندی نے مارا خود علم نہین دوسرے سے پوچھنے کو عیب جانتا ہے انما شفاء العی السوال بیعلمی کا علاج ہے پوچھ لینا جو شخص بعلم ہو اور عالمون سے دریافت نہ کرے وہ آخر جہل مرکب مین گرفتار ہوجاتا ہے قصوری صاحب کے اکثر دعوی ایسے ہین کہ جب کتب صحاح کو دیکھین تو سب روایتین اسکے

خلاف نکلتی ہین **مغالطہ ۲۷** اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے بعیت توبہ ترک کر دی تو اوسکو عورتون پر جاری کرنے کے واسطے یہ آیت اوتری کما مر ورنہ اِس آیت کے نزول کی کیا حاجت تھی آگے تو بعیت مروج تہی **ہدایہ** قصوری کی عجب حالت ہے۔ پرلے سیر کا غبی ہوکر پہر بھی اپنی راے پر چلتا ہے نقل سے خبر نہین اور درایت سے حصہ نہین مگر قرآن وحدیث پر راے لگانے کو تیار بیٹھے ہین حضرت رسالت فرماتے ہین من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جو قرآن مین اپنی راے لگاکر مطلب کچھہ سے کچھہ بناتا ہے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا کرے اور یہ بہی ارشاد ہے ایک زمانہ آویگا لوگ اپنی راے پر خود پسندی کرینگے خدا کے بندہ اِس وعید کو دیکھہ اور نزول آیات کے سبب اپنے دل سے بنا بنا کر لوگون کو جرابی مین نہ ڈال بخاری نے مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ سے حدیث نقل کی ہے جس سے سبب نزول صاف معلوم ہوتا ہے ناظرین اِس روایت کو پڑہکر قصوری کے علم اور دیانت کا اندازہ کرین روی البخاری عن مروان بن الحکم والمسور بن مخرمۃ انہما قالا کان فیما اشترط سہیل بن عمرو علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یاتیک منا احد وان کان علی دینک الا رددتہ الینا فکاتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فرد یومئذ ابا جندل ولم یاتہ احد من الرجال الا ردہ وان کان مسلما وجاءت المؤمنات مہاجرات وکانت ام کلثوم ممن خرج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء اہلہا یسالون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجعہا الیہم فلم یرجعہا الیہم لما انزل اللہ فیہن اذا جاءک المؤمنات مہاجرات فامتحنوہن وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتحنہن بہذہ الآیۃ یا ایہا الذین

امنوا اذا جاءك المومنات مهاجرات الی غفور الرحیم مروان اور مسور بیان
کرتے ہین کہ جو شرائط سہیل بن عمرو نے آنحضرت سے منظور کرائی تہین اون مین ایک
یہ بھی شرط تہی کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس آدے خواہ وہ مسلمان ہوگیا ہو ہمارے حوالہ
کردینا آنحضرت نے یہ شرط منظور کرکے عہدنامہ لکہدیا اور اوسی روز ابو جندل رضی اللہ عنہ
کو (جو حضرت کے ساتہہ ہجرت کرنیکو تیار تہا) آنحضرت نے لوٹا دیا اور جو شخص حاضر خدمت
بابرکت ہوتا گو وہ مسلمان ہوکر آتا اوسکو بہی لوٹا دیتے۔ اور ایمان والی عورتین گہربار
چہوڑکر آپ کی جناب مین حاضر ہوئین بی بی ام کلثوم اونہین مین سے تہی اون کے
رشتہ دارون نے آکر درخواست کی جو ام کلثوم ہمارے حوالہ کیجاوے۔ پروردگار نے
یہ چند آیتین جو سورہ ممتحنہ کے اخیر مین ہین نازل فرمائین یاایها الذین آمنوا اذا جاءك
المومنات مهاجرات فامتحنوهن اے ایمان والو جسوقت تمہارے پاس عورتین
ایمان والی اور گہربار چہوڑنیوالی آوین تم اون کا امتحان کرو۔ اور آنحضرت ان آیتون
سے اون کا امتحان کیا کرتے تہے۔ مقام حدیبیہ مین جو عہد و پیمان ہوا تہا اوس مین
یہ شرطین درج تہین اور اس شرط مین (کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس جاوے اوسکو
واپس کردینا) عورتین بہی داخل تہین۔ پروردگار کو اون کا پہیرنا منظور نہ ہوا یہ آیتین
نازل فرماکر کافرون کا عہد توڑ دیا۔ دیکہو اس حدیث مین ان آیتون کے نازل ہونیکا
سبب کیسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے پس جو شخص ظاہر روایت کو چہوڑکر اپنی رای
سے توجیہین تراش کر اوسکا مقابلہ کرے اوس کو پرلے سرے کا متعصب یا
ناواقف محض سمجہنا چاہئے **مغالطه ۸۷** اور نیز اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے عورتون کو جا بیٹہے جیسا کہ خطاب
آیت اذا جاءك دال اسی پر ہے - **هدایه** ہدایہ نمبر (۲۵) مطالعہ کرو وہان
انصاری عورتون کا حضرت عمر رضہ کے ہاتہہ پر بیعت کرنا بخوبی دکہلایا گیا ہے اور نیز یہ

ہم یہ بہی ثابت کرین گے جو قریشی عورتون نے مکہ معظمہ مین عمر فاروق سے بیعت کی
تہی تمہارے عقلی استنباط کے رد کرنے کو یہ دو روایتین شاہد عدل ہین

مغالطہ ۷۹ مومنات کے لفظ سے مومن مرد نکلینگی ہدایہ ۷۹
مرد آپہی خدا کا خوف کر بسم اللہ کہتے ہی لوگون کو کافر بتلاتے ہوا اور خود قرآن
مجید کی تفسیر اپنی راے سے کرتے ہو یہ کیا ایمانداری اور اتقا ہے صحیحین اور سنن
اور مسانید کی روایت سے (جسکو ہم بضمن ہدایت نمبر (۷۲) ذکر کر چکے ہین) صاف ثابت
ہے کہ آنحضرت نے مردون سے بیعت لی اور آیۃ النساء (جسکو قصوری نے عورتون کے
ساتہہ خاص کیا ہے) پڑہی اور نسائی مین ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
الا تبایعونی علی ما بایع علیہ النساء قلنا بلی یا رسول اللہ فبایعناہ
علی ذلک آنحضرت نے اصحاب سے ارشاد کیا جو کیا تم مجہہ سے بیعت نہین کرتے اوس
عہد پر جس پر عورتون نے بیعت کی ہے ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس ہمنے اوسی
عہد پر بیعت کی ناظرین پہلے اس بات کو سمجہہ لین کہ اس آیت مین بیشک خاصکر
عورتون کا ذکر ہے اور اونہین سے خطاب ہے مگر آنحضرت نے مردون کے حق
مین یہہ آیت پڑہکر (باوجودیکہ آنجناب لفظ مومنین اور مومنات مین فرق کر سکتے
تہے) زن اور مرد سب کو اس حکم مین شامل کر دیا اور پہر قصوری صاحب کو دیکہین
جو بیان و توضیح نبوی کو چہوڑ کر کس طرح راے پر چلتا ہے مغالطہ ۸۰ اور ۸۰
شرط اذا جاءک سے یہہ نکلا کہ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوے اپنی خواہش
سے تو اوس سے بیعت توبہ کی لین نہ بلا بلا کر تحریض کر کے بیعت کرین ہدایہ
اے پروردگار قصوری کو خوف و خشیت نصیب کر کم علمی و بے فہمی سے تیرے
آیات و احکام کو خرافات باتون سے مقابلہ کرتا ہے اور بزعم خود اون کو اجتہادات
اور استنباطات سمجہتا ہے مین حیران ہون لفظ بایعونی جو امر کا صیغہ ہے یعنی مجہہ سے

بیعت کرو صحیح روایت مین موجود ہے اور یہ بے انصاف کہتا ہے کہ (حضرت تحریض نہ کرتے تہے) امام بخاری اور مسلم ابن عباس سے روایت کرتے ہین جو ابن عباس نے فرمایا مین نماز عید الفطر مین آنحضرت کے ساتہہ تہا پس جناب رسالت مآب عورتون کے پاس تشریف لیگئے اور آیہ اذا جاءك المومنات یبایعنك علی ان لا یشرکن بالله اخیر تک پڑہکر سنائی اور فرمایا کہ تم ہی اس عہد پر بیعت کروگے ایک عورت نے عرض کیا ہان یا رسول الله دیکہو اس سے زیادہ کیا ترغیب ہوگی کہ آنحضرت چلکر گئے اور بیعت کی درخواست کی۔ اور روایت اُم عطیہ جسکو ہم بضمن ہدایہ نمبر ۲۵ نقل کر چکے ہین درخواست و طلب بیعت کے لئے کامل ثبوت ہے۔ مثلاً عورتون کو ایک جگہہ پر جمع کرنا اور اپنی جگہہ نائب بہیجکر بیعت لینا اہتمام کی علامت ہے اور سب سے بڑہکر نسائی کی روایت مین تصریح ہے کہ آنحضرت نے مردون کو ارشاد کیا کیا تم مجہہ سے اس طرح کی بیعت نہین کرتی جیسے عورتون نے کی ہے۔

مغالطہ ۸۱ اور کاف خطاب سے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے **ہدایہ** قصوری صاحب اس بات سے مزہ لیتے ہین اور بار بار کہکر دل خوش کرتے ہین۔ لو ہم بہی آپ کی اقتدا کرکے واسطے یاد دہانی ناظرین کے اون احادیث کا اعادہ کرتے ہین جنکو ہم بضمن ہدایہ (۲۴) و (۲۵) تحریر کر چکے ہین صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی الله عنہم کے ہاتہہ پر بیعت کی اور بیعت کرتے وقت یہ بہی کہا کہ ہم کتاب الله اور سنت رسول الله پر آپ سے بیعت کرتے ہین دیکہو صحیح بخاری اور مسند امام احمد بن حنبل مین قصۂ بیعت عثمان رضی الله عنہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ بروز فتح مکہ کوہ صفا پر آنحضرت مردون سے بیعت لیتے تہے اور عمر فاروق رضی الله عنہ پہاڑ سے نیچے عورتون سے بیعت کرتے تہے اور ابو داؤد اور بیہقی اور طبرانی

نمبر ۸۱

۱۵ اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال انزلت هذه الآیة یوم الفتح فبایع رسول الله صلعم الرجال علی الصفا وعمر یبایع النساء تحتها عن رسول الله صلعم واخرج نحوه ابن جریر عن ابن عباس

اور ابو یعلی وغیرہم راوی ہین ام عطیہ سے کہ جب حضرت رسالت مدینہ مین قدوم فرما ہوئے انصار کی عورتون کو ایک مکان مین جمع ہونیکا حکم دیا اور عمر کو اپنی جگہہ بعیت لینے کے واسطے بہیجا - دیکہو اگر یہ کاف خطاب سے خصوصیت آنحضرت کی مراد ہوتی تو آنحضرت عمر فاروق کو ہرگز نائب نہ کرتے اور صحابہ کبار خلفاء سے بعیت کرنیکو جایز نہ سمجھتے - ان روایتون سے صاف ثابت ہو کہ بعیت توبہ اور بعیت خلافت کوئی بہی خاص آنحضرت نہین **مغالطہ ۸۲** باقی رہی حدیث مجاشع بن مسعود سلمی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابایعہ علی الھجرۃ فقال ان البیعۃ قد مضت لاھلھا ولکن علی الاسلام والخیر وفی روایۃ قلت فبای شیئ تبایعہ قال علی الاسلام والجھاد والخیر اول تو یہ حدیث مختلف ہے **ھدایہ** مجاشع کی حدیث نے منکر کا کوئی عذر باقی نہین چہوڑا - اگر کہے بعد ہجرت کے آنحضرت نے مردون سے بعیت نہین کی تو یہہ بہی رد ہوتا ہے اور اگر خاص بعیت توبہ کا انکار کرے تو وہ بہی غلط ٹہرتا ہے آخر الامر اوس نے نیا عذر اور بہانہ ایجاد کیا - ناظرین انصاف پسند غور کرین مغالطہ نمبر (۳۸) مین مصنف نے مسئلہ بعیت کو جو آیات واحادیث سے ثابت ہے اس عذر سے رد کیا تہا کہ اجماع نے اوس کو منسوخ کر دیا ہے حالانکہ وہ اجماع بہی اون کا خیالی پلاؤ ہے یہان حدیث مجاشع کو جو باتفاق واجماع ائمہ حدیث صحیح ہے صرف اپنی رائے سے رد کرتے ہین یا اجماع کے ایسے معتقد تہے کہ نصوص کو اوس سے منسوخ کرتے تہے اب ایسے منکر ہوئے کہ امام بخاری اور مسلم کی احادیث کو جسکی صحت پر اجماع امت ہے آپ ادہر ادہر کی باتین بنا کر خلاف اجماع ضعیف بتلاتے ہین - چہ خوش بود آن شوراشوری یا این بے نمکی اب ہم مصنف کے اعتراضات اور اون کے جوابات مفصل لکہتے ہین - اول اس حدیث مین یہہ اختلاف ثابت کیا ہے

کہ ایک روایت مین راوی کا بیان ہے مین آنحضرت کے پاس آیا تہا کہ ہجرت پہ
بیعت کہ دن اور دوسری روایت مین ہے مین اپنے بہائی کو آنحضرت کی خدمت
مین لایا تاکہ ہجرت پہ بیعت کرے۔ اور تیسری روایت مین ہے کہ مین اپنے
بہتیجے کو لیکر آیا۔ دوم یہہ اختلاف ظاہر کیا ہے کہ ایک جگہہ اسلام اور جہاد اور خیر
تینون کا ذکر ہے اور دوسرے مقام مین لفظ علی الخیر نہین کہا۔ اور بعض موقعہ
پر لفظ (علی الایمان) بڑہایا گیا ہے۔ پہلے اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ اگر حدیث
صحیح الاسناد مین ایسا اختلاف ہو کہ اوسمین تطبیق کر سکین تو اوس اختلاف
کو کالعدم سمجہا جاویگا اور اُس حدیث کو پایہ صحت اور اعتبار سے ساقط نکرینگے
یہ قاعدہ تمام محدثون کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے نووی رحمہ اللہ فرماتے ہین۔
اگر احادیث مختلف مین تطبیق ممکن ہو تو دونون روایتون پر عمل واجب ہوگا اور حافظ
ابن حجر نے نخبۃ الفکر اور اوسکی شرح میں لکہا ہے کہ حدیث مختلف ممکن الجمع مقبول
ہوتی ہے اور جو شخص صحیح بخاری کے الفاظ پر غور کرے وہ ان روایات کے جمع اور
تطبیق بخوبی کر سکتا ہے۔ مگر مصنف تحقیق الکلام قصور فہم کے سبب معذور ہے
صحیح بخاری مین ہے عن مجاشع اتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم باخی فقلت
بایعنا علی الهجرة الحدیث مجاشع کہتے ہین مین اپنی بہائی کو لیکر آنحضرت کے پاس
آیا پس مینے عرض کیا کہ آپ ہم دونون سے بیعت کیجیے ہجرت پر در اصل مجاشع رضی اللہ عنہ
اور اونکا بہائی دونون حاضر خدمت ہوئے تہے اور دونون بیعت کیواسطے
آے تہے مگر جب آپ قصہ بیان کرتے تو کبہی فقط اپنا ذکر کرتے اور کبہی صرف اپنے
بہائی کا حال بیان کرتے اور کبہی اپنا اور اپنے بہائی کا اکٹہا ذکر فرماتے چنانچہ اِس
روایت مین لفظ بایعنا سے دونون کی بیعت صاف ظاہر ہوتی ہے اب تین اختلاف
تو نکل گئے صرف ایک اختلاف باقی رہا یعنی (ابن اخی) کا نسخہ ہم کہتے ہین یہ نسخہ

صحیح نہین بلکہ نسخہ صحیحہ (انا وانجی) ہے اور اسی سبب سے شارحون نے اس نسخہ پر صحیح
لکہا ہے جو کل روایات صحیحین کے مطابق یہی نسخہ ہے۔ اعتراض ثانی کا یہہ جواب ہے
کہ اگر ثقہ اور معتبر راوی اپنے روایت مین ایسا زاید لفظ بیان کرے جو دوسرے لوگون
مین نہو اور وہ زیادتی باعث خلاف بہی نہ ہو تو وہ روایت ایمہ حدیث کے نزدیک
مقبول ہوگی جسکو شک ہو وہ مقدمہ نووی شرح صحیح مسلم اور شرح نخبۃ الفکر
حافظ ابن حجر کا مطالعہ کرے **مغالطہ ۳** ۸ دوم یہہ کہ پہلے حدیث سے صریح
معلوم ہوتا ہے لیکن علی الجہاد و الاسلام والخیر یہ جملہ مستانفہ ہے اور علی کا متعلق بیتقیم
تکلیگا جسکا معنے یہ ہوئے کہ اب بیعت نہین رہی لیکن قایم رہو تو اوپر اسلام اور جہاد
اور خیر کے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ علی کا متعلق ابایعک علی الاسلام والجہاد نکلے
جیسا کہ نووی نے نکالا ہے لیکن اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **ھدایہ** مصنف صاحب
آپ مولوی اور موحد کہلاتے ہین آپ کو ایسی جرأت مناسب نہین۔ اسکو احتمال
نہین کہتے اسکا نام تحریف ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے کیا معنی ہین
آپ کا بنا دٹی متعلق کون مانیگا متعلق علی صحیح بخاری مین ابایعہ کا لفظ موجود ہے
جب حدیث مین شارع کیطرف سے صراحت آچکی تو دوسری روایتون کے بحکم
یفسر بعضہ بعضاً کی وہی تشریح سمجہنی چاہیئے اگر آیات واحادیث کے ایکدوسرے
سے تفسیر نہ کرین اور ایسے مقدرات اور متعلقات نکالنے کی اجازت دین تو تمام
کارخانہ دین برباد ہو جائیگا۔ مثلاً فرعون نے کہا انا ربکم الاعلی اگر یہان لفظ عبد
مضاف مقدر نکالین تو معنی یہ ہون گے مین تمہارے بڑے رب کا بندہ ہون
پروردگار ہم سب کو تحریف سے بچادے **مغالطہ ۴** ۸۔ بعد تسلیم یہ نہین
صریح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے اوس سے بیعت کی ہو اور دوسری روایات
سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بیعت نہین کی الی قولہ کیونکہ اگر بیعت

کرتے تو راوی کو ضرور تہا کہ بیان کرتا **ہدایہ** کیون صاحب وہ دوسرے روایات کہان ہین شاید اون کو کتب خانہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہین کاش آپ نقل کر دیتے تو ہمین بھی زیارت نصیب ہوجاتی - اچہا یہ تو فرمایے کہ ایک وقت کے تمام وقائع کا بیان کرنا راوی کے ذمہ کیون واجب تہا اور کس نے فرض کر دیا تہا ہان جس مطلب کے اظہار کے واسطے کلام شروع کیجاے اوسکا پورا کرنا البتہ لازم ہوتا ہے - اس راوی کا مقصود یہ ہے کہ بعد فتح مکہ ہجرت کا حکم منسوخ ہوگیا تہا اتنا ہی بیان کر دیا اگر بعیت کا ذکر مقصود بالذات ہوتا تو بلاشبہ اس کے وقوع کی خبر بہی دیتا اور واضح رہے کہ لفظ ابایعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آن حضرت نے اون سے بعیت کی تہی مجاشع اور اوس کے بہائی نے درخواست کی اور آپ نے اون کی عرض کو پذیرا فرمایا کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت کسی سے وعدہ فرماوین اور وفا نہ کرین - یا آنحضرت کسی یار جان نثار سے بعیت چاہین اور وہ ٹلا جاوے - بلکہ حق تو یہ ہے کہ لفظ ابایعہ کا ایسے موقع پر لانا (یعنے مجاشع اور اس کے بہائی نے درخواست کی یا رسول اللہ آپ مجہہ سے بعیت کرین آپ نے فرمایا ہم بعیت کرتے ہین) انعقاد بعیت کے لئے کافی ہے جو شخص ایسے ظاہر واقعہ کا انکار کرے سواے تکذیب نصوص کے اوس کے پاس اور کیا دلیل ہوگی - بالفرض اس روایت مین ہم منکر کا عذر مان لین تو روایت صحیحین اور روایت نسائی سنکر کیا عذر کریگا

مغالطہ ۸۵ جواب اسکا کئی طرح پر ہے **ہدایہ**

پہلے ہم اصل قصہ کو نقل کرتے ہین پہر مصنف کی بے اصل توجیہات کا ذکر کرینگے صحیح بخاری مین ہے جسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے جنہون نے تخلف کیا تہا اور شامل غزوہ نہ ہوے تہے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر عذر کرنے لگے اور اظہار صداقت کے لئے حلف کی آنحضرت

نے اون کے ظاہری عذر قبول فرماکر اون سے بعیت کی اور دعاے مغفرت فرمائی
اور معاملہ باطنی اون کا خدا کے سپرد کیا چونکہ اس قصہ سے ثابت ہوتا تہا کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت و فتح مکہ لوگون سے بعیت توبہ لی
اسلئے مصنف نے دو وجہ سے اس بعیت کی بعیت التوبہ ہونیسے انکار کیا ہے۔
وجہ اول یہ بیان کی ہے کہ جنکا عذر آنحضرت نے قبول فرمالیا اون کے ذمہ تو گناہ ثابت
نہ ہوا اور جس کے خطا نہین اوس کی توبہ کیسی پس یہہ بعیت بعیت توبہ نہ تہی
بلکہ اون کی تالیف قلوب کے لئے اور لوگون مین اُن کی براءت ثابت کرنیکے واسطے
اور اون کے سمجہانے کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون سے ظاہرا
و باطنا راضی ہین بعیت کی تہی اور آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم
قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم (وہ تمہارے سامنے عذر کرینگے جب تم لوٹکر
جاؤگے تو کہہ بہانے مت بناؤ ہم ہرگز تمہارا اعتبار نہ کرینگے) کے (جس سے اون کا
گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے) یہہ تاویل کے ہے کہ وہ اور ہی لوگ تہے منافق مجاہر
جنکا نہ عذر قبول ہوا اور نہ عذر کرنا اون کا ثابت ہے جو خود اپنا نفاق ظاہر کیا کرتے
تہے۔ پس جنکا اس آیت مین ذکر ہے وہ گنہگار تہے مگر اونہون نے توبہ نہین کی
اور جو لوگ تائب ہوئے وہ گنہگار نہ تہے۔ دوسری وجہ لکہتے وقت ایسی ٹہوکر
کہائی ہے جوسر پاؤن کی تمیز نہین رہی پہلے ایک بات کو لکہکر آگے جاکر جہٹلا دیا
ہے فرماتے ہین کہ اس بعیت کو بعیت توبہ نہین کہہ سکتے توبہ کا بیان کیا ذکر ہے
اگر کہین تو اسکو بعیت اسلام کہسکتے ہین کیونکہ مخلفین پر آنحضرت نے حکم کفر
جاری کرکے زمرہ اہل اسلام کو اون کے ساتہہ بات چیت کرنے سے منع کردیا
تہا اور پہر کہتے ہین یہ لوگ تو عذر اور سوگند سے بری الذمہ ہو گئے تہے اون سے
بعیت توبہ اور بعیت اسلام کا لینا بے موقع ہے واہ اب بعیت اسلام کہنے کو

بے موقع کہتے ہو پہلے اسکا نام بعیت اسلام کسنے رکہا تہا اچہا اسکا قصور معاف
آیندہ تصنیف کا نام نہ لینا تصنیف بڑا مشکل کام ہے الغرض یہ ایسا کلام ہے
کہ اسکے معنی درلطن قائل ہی نہین وجہ اول کا جواب یہہ ہے کہ مخلفین چہار قسم
کے لوگ تہے ایک وہ لوگ جو قبل روانگی آنحضرت کے پاس آئے اور عذرین
سنا کر اجازت چاہی رسول اللہ نے اون کا عذر قبول کر اجازت دی آیہ وجاء
المعذرون من الاعراب و لیس علی الضعفا ولا علی المرضی مین اونکا
ذکر ہے دوسرے دغاباز منافق جنہون نے لڑائی کے وقت ساتہہ نہ دیا اور جب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدان سے لوٹ کر آئے تو جہوٹے حیلے بہانے بنا کر اور قسم سوگند
کہا کر اپنی صفائی کا اظہار کیا چنانچہ آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم
اور آیت سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم اور آیت یحلفون لکم
لترضوا عنہم مین اون کا بیان ہے تیسرے وہ لوگ جو دل کے سچے اور مخلص
تہے مگر کوچ کے وقت تیاری نہ کی اور آجکل کہتے ہوئے وقت کہو بیٹہے جب آنحضرت
تشریف لائے تو مارے ندامت کے سامنے نہ آسکے اور اپنے آپکو ستون سے جکڑ دیا
اس طایفہ کا اس آیت مین ذکر ہے واخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا
عملا صالحا واخر سیئا چوتہے وہ لوگ جو اخلاص مین تیسرے گروہ جیسے تہے
فقط سستی کے باعث شامل نہ ہوئے اور جناب رسالتمآب کے روبرو حاضر ہوکر
قصور کا اقرار کیا آنحضرت نے مسلمانون کو اون کے ساتہہ کلام کرنیسے منع کر دیا اور
حکم الہی کے منتظر رہے چنانچہ آیت وآخرون مرجون لامر اللہ اون کے حق مین
نازل ہوئی ہے۔ ایک فرقہ بروقت روانگی عذر کر کے آنحضرت کی اجازت سے
پیچہے رہجانیوالی جنکو معذرون کہا گیا ہے اور تین گروہ بے اذن رہجانیوالے
جنکا نام مخلفین ہے قرآن مجید سے ثابت ہین بے اذن رہجانیوالون مین چوتہا

قسم جو مصنف نے نکالا ہے اوس کا قرآن وحدیث مین بلکہ کسی تفسیر مین بہی ذکر
نہین مخلفون مین سے وہ لوگ جنکا قسم دوم مین ہمنے ذکر کیا ہے منافق تہے
انہون نے آنحضرت کے روبرو جہوٹے عذر بنا کر معافی چاہی اور بیعت کری اہل
نفاق کے ظاہر حال پر حکم کیا جاتا ہے باطن سے کچہہ تعرض نہین ہوتا اِسلئے
بظاہر اون کا عذر پذیرا ہوا ہمارے بہولے مصنف کو یہہ وہم گذرا کہ اگر وہ منافق
ہوتے تو آنحضرت اون سے بیعت نہ کرتے اور نہ اونکا عذر قبول کرتے کیونکہ اللہ
عز وجل فرماتا ہے قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم ای نبی تو کہدے عذر مت کرو
ہم ہرگز یقین نہ کرینگے - پس باوجود اس حکم کے کسطرح اون کا عذر قبول کیا - اور
یہ نہین سمجہا کہ لن نؤمن لکم کا معنی تو یہ ہے کہ ہم تصدیق اور یقین نہ کرینگے تمہارے
عذر کی اور ظاہر اون کا قبول کرنا اور باطن اونکا سپرد خدا کر دینا یہہ تو اعراض اور
درگذر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تصدیق اور سچا جاننے اون کے سے منع
ہوے نہ اعراض اور درگذر سے بلکہ اعراض پر تو امر آیا تہا چنانچہ آیت سیحلفون
لکم اذا انقلبتم الیہم لتعرضوا عنہم فاعرضوا عنہم فانہم رجس مین
یہی ارشاد ہے اسیواسطے اون سے درگذر کیا اور حسب ترحم وعادت اپنی کے اون
کے لئے مغفرت مانگی اور آن سے بیعت توبہ لی مصنف بمقتضائے نفسانیت
یا سفاہت کہتا ہے کہ آیت یعتذرون الیکم سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا
بہی ثابت نہین م استغفر اللہ ایسی تاویلات سے تکذیب آیات تک نوبت پہنچتی ہے
خدا محفوظ رکہے اللہ تو فرماوے کہ یہہ لوگ عذر کرینگے قسمین کہاوینگے اور آپ
کہتے ہین اس آیت سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا بہی ثابت نہین - پہلی
حدیث مجاشع مین بہی اسی قسم کی توجیہین کر کے سنت صحیحہ کا انکار کیا تہا یہان
آیات کو جہٹلا دیا ادیکھو فہمی کا یہہ حال ہے کہ نقیضین کو جمع کر دیا ہے منافق کبہی مجاہر

نہین ہو سکتا منافق ہمیشہ اپنا حال چھپایا کرتے ہین اور بظاہر حال مومن کہلائے دیتے ہین۔ مصنف کا ایک اعتراض یہہ بہی ہے کہ اگر یہ لوگ جنکا عذر بظاہر رسول اللہ نے قبول کیا منافق ہوتے تو اون پر تو حکم کفر اور جہنم کا ہے اون کے لئے استغفار اور ترحم کیا معنے مین کہتا ہون کہ رسول اللہ ہمیشہ اون کا نفاق دیکہتے تہے اور آیتین بہی اون کے حق مین اوترتی تہین مگر آنحضرت بمقتضای کرم اونکے لئے دعاے مغفرت فرماتے رہے یہانتک کہ پروردگار نے فرمایا اگر تو ستر بار انکے لئے دعاے مغفرت کرے توبہی پروردگار اون کو نہ بخشنے گا پہر بھی آپ دعا کرتے تہے عمر فاروق نے منافقون کی شرارتین دیکہکر عرض کیا کہ آپ اُن کے لئے دعا نکرین آپ نے ارشاد کیا ہم ستر دفعہ سے زیادہ دعا کرینگے کُل مفسرین وشارحین حدیث سلف سے لیکر خلف تک اون لوگون کو (جنکا عُذر بظاہر قبول کر لیا اور باطن اون کا سپرد خدا کیا) منافق کہتے ہین مصنف سب سے برخلاف بلا دلیل اون کو مسلمان بتلاتے ہین۔ وجہ ثانی آپ اپنا رد اور جواب ہے البتہ ایک بات یہان قابل ذکر ہے ہم سُنا کرتے تہے کہ قصوری صاحب مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہین اِس حکم کفر سے جو آپنے مخلفین کے حق مین لگایا ہے اور خاصکر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین تک جس کا اثر پہنچتا ہے ہمین یقین آگیا اور اِس فتوے پر دلیل کیا لائے ہین کہ آنحضرت نے لوگون کو اون کے ساتہہ بات چیت کرنے سے منع کر دیا تہا یہ عجب دلیری ہے اگر انصاف مدنظر ہوتا تو اس بات کی طرف بہی خیال کرنا کہ حضرت نے اون کو طلاق کا حکم نہین دیا بلکہ ہلال بن امیہ کے بیوی کو پاس رہنے کی اور خدمت کرنے کی اجازت دی معاذ اللہ مؤمنہ اور کافر مین کیا علاقہ تہا کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم بیعت کی بحث کرتے کرتے منافقون کو مومن اور مومنون کو کافر بنا دیا[له] **مغالطہ** ۸۶ اور نواب صدیق حسن خانصاحب

[له] مولوی صاحب [illegible] بیعت بالسیف [illegible] پیر مریدی [illegible] مثال [illegible] کہ مطلق بیعت [illegible] [illegible] [illegible]

۸۶

تفسیر فتح البیان مین لکھتے ہین والتی احدثتہ الصوفیة والمشائخ وجہلة المتصوفة
فلا یثبت بدلیل شرعی ولا اعتداد بہا بل ہی متصادفة لما ثبت من الکتاب
والسنة کما تری **ہدایہ** افسوس مصنف نے نقل عبارت مین خیانت
کی زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ بیچارہ چور کہلایا بدنام ہوا اور مطلب کچھہ
نہ نکلا جتنی عبارت چھانٹ کر نقل کی ہے اوس کے اخیر مین ایک ایسا فقرہ ہے
جس سے سب کیا کرایا برباد ہوتا ہے نواب صاحب نے اول آنحضرت کی بیعت کا طریقہ
نقل کیا ہے اور یہہ فرمایا وہذا ہو البیعة الثابتة بالسنة فی دین الاسلام
والتی احدثتہا الصوفیة والمشائخ وجہلة المتصوفة فلا یثبت بدلیل شرعی
ولا اعتداد بہا بل ہی متصادفة لما ثبت من الکتاب والسنة ترجمہ
اس طرح کی بیعت دین اسلام مین سنت نبوی سے ثابت ہے اور جو کچھہ کہ صوفیون
اور مشایخ اور زاہدان خشک نے ایجاد کیا ہے پس وہ دلیل شرعی سے ثابت نہین
اور نہ کچھہ اوسکا اعتبار ہے بلکہ اون کی بیعتین مقابل ہین اوس بیعت کے جو کتاب
اور سنت سے ثابت ہے۔ اس عبارت سے جو کہ مصنف نے اپنے مفید مطلب سمجھکر
سند مین پیش کیا ہے ہمارا مدعی ثابت ہوتا ہے اسمین بیعت کی دو قسم بیان کی
گئی ہین ایک بیعت مسنونہ دوسری بدعی اور یہی ہمارا مقصود ہے اور سورہ فتح
کی تفسیر مین نواب صاحب فرماتے ہین وہذہ الآیة فیہا دلالة علی مشروعیة
البیعة وقد صدرت منہ صلعم مبایعات کثیرة اشتملت علیہا
الاحادیث الواردة فی الصحیحین وغیرہما من دواوین الاسلام ومما لا
شک فیہ ولا شبہة انہ اذا ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی
سبیل العادة والاہتمام بشانہ فانہ لا ینزل عن کونہ سنة فی الدین وان
الذی اعتادہ الصوفیة من مبایعة المتصوفین ففیہ ما یقبل وما یرد

ویظهر ذالك بعرضهما علی الکتاب والسنة فما وافقهما فهو السنة والصواب
وما خالفهما فهو الخطا والتباب اِس مین شروعیت بیعت کا ثبوت ہے
اور آنحضرت نے بہت بار بیعتین کے ہین جنکا بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کے
روایتون سے ثبوت ملتا ہے بے شبہ یہہ قاعدہ ٹہیک ہے کہ جب آنحضرت سے
کسی فعل کا صدور بطریق عادت اور اہتمام ثابت ہو جاوے تو کم از کم وہ فعل سنت
فی الدین ضرور سمجہا جائیگا اور جو صوفیون مین رواج ہے کہ صوفیون کے ہاتہہ پر بیعت
کرتے ہین اوس کے بعض اقسام مقبول ہین اور بعض مردود اور کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ کی تطبیق سے یہہ فرق معلوم ہوسکتا ہے پس جو مطابق سنت کے
ہو وہ بیعت سنت اور صحیح ہے اور جو برخلاف ہے وہ خطا اور ہلاکت ہے مصنف
نے ایسی کتاب کا حوالہ دیا اور ایسی عبارت نقل کی جس سے ہمین اس مشہور مثل کا
۸۷ مصداق ملگیا۔ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد **مغالطہ** ۸۷ اِس
سب بیان سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ علما محققین جو اس بلا سے محفوظ رہے تشنیع اِس
طریق کے کرتے رہے ہین **ھدایہ** بیعت کے بحث ختم ہونے پر آئی اور آپ نے
کسی عالم کا نام نہ لیا ابتک یہی سننے مین آتا ہے کہ اکثر ائمہ میرے ساتہہ ہین اجماع اُمت
سے بیعت منسوخ ہے ہم بھی اس کے سند اور حوالہ کا شوق رکہتے ہین اگر ہو تو بتا دیجیے
۸۸ **مغالطہ** ۸۸ - آپنے یہ مثل نہین سُنی ملان اور فقیر کا ہمیشہ سے جنگ چلا
آیا ہے **ھدایہ** کیا جناب نے یہ نہین سُنا وکذالك جعلنا لکل نبي
۸۹ عدوا من المجرمین وکفی بربك هادیا ونصیرا **مغالطہ** ۸۹ پانچوان
استدلال بہت بڑا استدلال حرمت بیعت پر یہہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی
سے اتنے فتور اسلام مین پڑے ہین جنکا تعداد حصر امکان مین نہین الی قولہ جس قدر
اقسام شرک کے ہین اسی سے پیدا ہوئی **ھدایہ** یک نشد دو نشد بیعت کو اِس

دلیل ہے کہ وسیلہ شرک کا ہے خاصہ نبوی اور حرام بتلانا معاذ اللہ موجب بے ادبی اور تخفیف رسول اللہ کا ہے کیا خاصہ رسول اللہ کا ایسی چیز بھی ہے جو ذریعہ شرک کا ہو ملا صاحب جیسا شرک و بدعت سے بچنا ضرور ہے ویسا ہی کتاب و سنت کے پیروی بھی فرض ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ جاہلون کی پیری مریدی مین بہت سی قباحتین ہین مگر برائی سے بچنے کے لیے سنت سے انکار کرنا اور اسکو حرام اور بدعت کہنا ہرگز جایز نہین بیعت سد باب شرک کا ذریعہ ہے اور اسیواسطے مشروع ہوئی ہے رب العالمین فرماتا ہے اذا جاءك المؤمنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا جبوقت آوین تیرے پاس عورتین بیعت کرنے کو اس بات پر کہ وہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھیراوینگی پس بیعت کر تو اون سے اور رسول اللہ فرماتے تے بایعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ... رضوان الہی اور فلاح عمل اور اطمینان خاطر اور فتح اور بہت غنیمت اس سے حاصل ہوتا ہے لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا يعنی خوش ہوا خدا اون مومنون سے جنہون نے تجہ سے بیعت کی درخت کے نیچے پہر جانا جو اون کے جی مین تہا پس اوتاری تسکین اوپر اون کے اور انعام دی اون کو فتح نزدیک اور فرمایا ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله الى قوله فسيؤتيه اجرا عظيما جو لوگ بیعت کرتے ہین تجہ سے وہ بیعت کرتے ہین اللہ سے آخر آیت تک ہے اسکو دیگا اوسکو ثواب بڑا خدا پاک نے تو بیعت کی یہ خوبیان ذکر فرمائیں اور مصنف اسکو اعظم وسائل شرک سے شمار کرتے ہین - راقم اس مقام پر بفحوای کل الخطاب لا يستحق الجواب عامل آیت کریمہ فاصفح الصفح الجميل کا ہوتا ہے اور دعاے ہدایت اپنے رب سے اپنے واسطے اور مصنف کے لئے مانگتا ہے -

مغالطہ ۹۰ ... ہاتھ کسی عورت سے نہین ملاتے اور بیعہ ہاتھ سے

ملانا زاید بات ہے بیعت کے معنون مین داخل نہین **هدایه** بیشک عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لینا منع ہے تمام اہل حق اوسکو برا جانتے ہین مگر یہ جو آپ لکھتے ہین ہاتھ ملانا زاید بات ہے یہہ بات فضول ہے عقد بیعت کے دو جز ہین ایک عہد لسانی دوسرا عہد فعلی جب تک دونون اجزا جمع نہ ہون گے بیعت کا انعقاد نہ ہوگا آنحضرت بیعت کے وقت مردون کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑتے اگر بیعت کرنیوالا حاضر نہ ہوتا تو جناب رسالت اپنی بائین ہاتھ کو دائین پر مار کر فرماتے یہہ فلان شخص بیعت کرنیوالے کا ہاتھ ہے ۔ معاذ اللہ فضول امر کے لئے آنحضرت اتنا اہتمام کرتے تہے ۔ ایسے ہی جب عورتون سے بیعت لیتے تو واسطے اتمام عقد بیعت کے اون کے طرف ہاتھ پہیلاتے اور بیعت کرنے والیان آنجناب کیطرف ہاتھ بڑہاتین چونکہ نامحرم کے بدن کو مس نہ کر سکتے تہے اشارہ پر اکتفا کرتے اسکی مثال یہ ہے جیسے حاجی لوگ انبوہی کے وقت حجر اسود تک نہین پہنچ سکتے تو دور سے اشارہ کرتے ہین ۔ اب وہ روایتین سنو جنمین ہاتھ پہیلانے اور اشارہ کرنیکا ذکر ہے ۔ بخاری اور مسلم مین ام عطیہ سے روایت ہے قالت بایعنا رسول اللہ صلعم فقرا علینا ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحۃ فقبضت منا امراۃ یدہا الحدیث ہمنے آنحضرت سے بیعت کی پس آپ نے ہمین یہہ آیت پڑہکر سنائی (لا یشرکن باللہ شیئا) اور بین کرنے سے منع کیا پس ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کر لیا اور عرض کیا کہ فلانی عورت نے میرے مردہ پر بین کی تہی مین اوسکا بدلہ دینا چاہتی ہون اور ابو داؤد مین ہے ان ہندا بنت عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغایر کفیک فکانہما کفا سبع ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجہہ سے بیعت کرین پس فرمایا ہم تجہہ سے بیعت نہین کرتے جب تک تو ان کا رنگ نہ بدلے تیرے ہاتہہ ایسے ہین

جلیسے وزندسے کے پنجے۔ اور ابو داؤد اور نسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کرتے ہین اومت امراۃ من وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری
اید رجل ام ید امراۃ الحدیث ایک عورت نے پردہ مین سے (بیعت کے لئے)
آنحضرت کی طرف اپنے ہاتھہ سے اشارہ کیا اور مکتوب اُسکے ہاتھہ مین تہا آپ نے ہاتھہ پھیر
ہٹا لیا اور فرمایا مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتھہ مرد کا ہے یا عورت کا اور عبد بن حمید ابو داؤد
ابویعلی طبرانی ابن مردویہ بیہقی ام عطیہ سے روایت کرتے ہین کہ عمر فاروق نے
ہمسے بیعت لی اور عمر نے ہماری طرف ہاتہہ پہیلایا اور ہم نے اُوس کیطرف حافظ
ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین حدیث ہاتہہ پہیلانے رسول اللہ
اور عورتون کی حالت بیعت مین صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان سے نقل کی ہے
ان روایات کی شرح مین علماء کے دو قول ہین بعض کہتے ہین کہ یہ فقط دور کا اشارہ
تہا اور بعض کہتے ہین کہ عورتین آپ کی آستین پکڑتی تہین اور سعید بن منصور
اور ابن سعد اور ابو داؤد مراسیل مین اور عبد الرزاق بہی مرسلا شعبی سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر عورتون سے بیعت کیا کرتے تہے ایسے ضروری
کام کو زاید کہنا زیادتی عقل کا مقتضا ہے **مغالطہ ۹۱** مگر معالم التنزیل مین ۹۱
نقل بلا سند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے اوپر تہے اور عمر صفا کے
نیچے حضرت نے امر کیا کہ عورتون سے بیعت کر۔ بیعت کرنیوالی جب میرے شبہ کا
کہ یہ امر معمول نہین جواب نہین پاتی تو ناچار ناواقفون کو اس قصہ مجہول بے
اسناد سے شبہ ڈالتے ہین علاوہ برین اول اس حدیث کا معارض ہے اسکے آخر کا
ہدایہ مصنف اگر بیعت کو غیر معمول بہ اپنا بتلاتا ہے تو صحیح ہے ہم بھی جانتے
ہین کہ اوسکو توفیق اس سعادت کی نصیب نہین ہوئی اور اگر اوسکی یہ نیت ہے

کہ امت محمدیہ مین کسی نے اس پر عمل نہین کیا تو ہدایت نمبر (۲۴) کا ملاحظہ کرے۔
صحابہ و دیگر مقبولان امت کا تعامل ہمنے بخوبی ثابت کر دکھلایا ہے اور معالم التنزیل
کی روایت اگر قابل اعتماد نہین تو چشم انصاف سے روایت ابن جریر و ابن کثیر
و ابن ابی حاتم اور روایت ابن سعد و عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابو یعلی ۹۲
اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی کیطرف نظر کرے **مغالطہ** اور
ایک آدمی کو گدی پر بٹھانا اور اوسی کو بیعت کے واسطے مقرر کرنا اور اوسکا
حق موروثی سمجھنا یہ سنت ہنود اور مہنتون کی ہے کیا معنی کہ ایک آدمی کو
بلا ترجیح مرجح کر لینا اور وہ خود تو معصوم نہین گنہگار ہے الی قولہ شرعی بات نہین
محض سنت ہنود ہے جسکے پاس کوئی دلیل ہو پیش کرے **ہدایہ** جسکو
آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے
لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفني في قومي واصلح ولا تتبع
سبيل المفسدين تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اور لوگون مین اصلاح
رکھنا اور مفسدون کے پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک
کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت مني بمنزلة هارون
من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسا ہارون اپنے بھائی موسی کا
(بحالت سفر) جانشین تھا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی
اولاد دے جو ہماری نائب اور لوگون کے پیشوا ہو وین فهب لي من لدنك
وليا يرثني ويرث من آل يعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجھے
کام سنبھالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب کا اور اللہ جل شانہ
خبر دیتا ہے وورث سليمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد
کے وارث ہوے۔ واضح رہے کہ مراد اس ورثہ سے نبوت اور امامت ہی

کہین روافض کیطرح مال ومتاع سے تاویل نہ کرنا اور صحابہ کرام نے بعد
انتقال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق کو گدّی پر بٹھلایا اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی مین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر
فرما گئے۔ ایسے ہی عثمان وعلی رض باتفاق صحابہ جانشین ہو گئے۔ ایسے ہی مشایخ
کرام کی اولاد یا مریدون مین سے جو تقوی اور دیانت سے موصوف ہوتا ہے
وہ اپنے بزرگون کا جانشین اور نائب قرار پاتا ہے اور لوگ اوسکی خداداد
خوبیون کے سبب اوسکو ہمعصرون مین سے ممتاز جانکر پیشوا پکڑتے ہین۔
کہو یہ انبیاء اور صدیقین سے مشابہت ہے یا مہنتون کے متابعت اور بزرگان
خدا مین سے ایک ایسے بھی گذرے ہین نہ اون کو کسی نے گدی پر بٹھلایا
اور نہ اونہون نے لوگون کو اپنے طرف بلایا غیب الغیب سے خلعت امامت
اون کو عطا ہوا۔ خلق اللہ کے دلون مین اون کی ارادت اور محبّت بھری گئی۔
ہزارون آدمی دور دور ملکون سے آکر اون کی صحبت اختیار کرتے رہے اور
علی رغم الحاسدین اون کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے۔ چنانچہ ہمارے مرشد
اور امام عبد اللہ صاحب غزنوی تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جناتہ ابھی گذرے
ہین جبتک تھے مجمع الخلائق تھے کیا یہان ترجیح بلا مرجح کا اعتراض خدا پر کروگے
اور یہ جو آپ لکھتے ہین (وہ خود معصوم نہین گنہگار ہے) کیا آپ کے نزدیک عصمت
(گناہون سے پاک ہونا) امامت کی شرط ہے کوئی اہلسنت مین سے اس شرط
کا قائل نہین۔ البتہ رافضیون کا مذہب ہے۔ معلوم ہوا کہ مجادلہ کیخاطر آپ طریقہ
روافض بھی اختیار کر لیا کرتے ہین ملا صاحب ایسے خبط مین پڑوگے تو امامت انبیاء
کا انکار لازم آئیگا۔ بھول چوک سے پیغمبر بھی معصوم نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی دعا کیا کرتے تھے اللھم اغفرلی جدّی وھزلی وخطائی وعمدی

وکل ذلک عندی متفق علیہ اے خدا تو مجھے معاف کر جو مینے کوشش سے کام کیا یا ہنسی سے اور جو بھول چوک سے کیا یا ارادہ سے اور یہ سب باتین مجھہ مین ہین۔ یہہ اعتراض خاص مشایخ پر نہین بلکہ خاتم النبیین پر بھی ہے مصنف کے یہہ دعوی سنکر جب اوسکی حالت کو دیکھتے ہین تو مقام عبرت نظر آتا ہے۔ دعوی تو یہہ کہ خلافت حرام ہے گدی پر بٹھلانا مہنتون کے سنت ہے اور خود اپنے لڑکے کو واسطے قیام گدی کے نماز جمعہ اور عیدین مین اُن لوگون کے ہوتے ہوے امام کرتا ہے جو اوس سے علم اور عمر مین زیادہ ہوتی ہین اور یہہ صریح خلاف سنت ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون **مغالطہ ۹۳**

علاوہ یہہ کہ جس کو ترجیح دی ہے وہ بہی گناہ کرتا ہے وہ کیون نہین اپنے گناہون سے کسی کے ہاتہہ پر توبہ کرتا **ہدایہ** مشایخ مین سے ایسا کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتہہ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتہہ پر سب توبہ کیا کرتے ہین۔ اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہ کہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتہہ پر توبہ کیون نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہہ نتیجہ ہے جو آپ کے موہنہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین۔ جن سے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم یہدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین **مغالطہ ۹۴** صرف ہاتہہ مین ہاتہہ ملانا مسنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین **ہدایہ** صفحہ ۶۹ مین آپ لکھتے ہین (ہاتہہ سے ہاتہہ ملانا امر زاید ہے بیعت کے مفہوم مین داخل نہین) یہان اقرار کرتے ہین کہ ہاتہہ سے ہاتہہ ملانا مسنون ہے اور اکثر مقامات مین کہین بیعت کو خاصہ اور کہین منسوخ بتلایا ہے اب کہو ہم بیعت

کو کنا سمجھین سنت یا بدعت خاصہ یا منسوخ الحق یعلوا ولا یعلی خدانے منکرون
سے بہی اقرار کرادیا والحمد للہ علی ذالک مگر افسوس آپنے حق کے ساتھ ایسا باطل
ملایا ہے جسکا بطلان بدیہی ہے آپ فرماتے ہین (صرف ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا مسنون
ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین) لوازم کیا ہین شرک۔ زنا۔ سرقہ۔ قتل۔ بہتان
عصیان۔ تہمت سے تائب ہونا گویا ان سب باتون سے توبہ کرنا ملا صاحب کے
نزدیک بدعت ہے حالانکہ ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا اور گناہون سے توبہ کرنا یہ دونون
امر آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین واللہ اعلم مصنف اپنے آپ کو اس آیت
(نؤمن ببعض و نکفر ببعض) کا مصداق کیون بناتا ہے اور خدا جانے اختلال
عقل ابتدا عمر سے ہی ہا یا اب بڑھاپے مین شروع ہوا ہے ہمین خیال آتا ہے شاید
کوئی کلام مصنف کی یون تاویل کرے کہ (کل لوازمات بدعت ہین) اس فقرہ
کا یہ مطلب ہے کہ ملحدون اور جاہلون کی بیعت کے لوازم مراد ہین ہم اون کو
پہلے ہی سمجھائے دیتے ہین کہ یہان بیعت توبہ کی بحث ہے اور اوس کے لوازم
یہی ہین جو ہمنے ذکر کئے — اور خاصکر لفظ کل تو جملہ لوازم کو شامل ہے بیعت مسنونہ
کے ہون یا بدعیہ کے **مغالطہ ۹۵**۔ اور بعض طریق بیعت مروجہ قریب کفر
کے ہین **ھدایہ** صاف صاف کہو کونسی بیعت قریب کفر کے ہے ملحدون
کے بیعت یا سنت طریق کے طریقہ سنت کو کفر کہنا شان اسلام کے خلاف ہے
اور ملحدون کے طریق سے یہان کچھہ بحث نہین اوس کے ذکر سے فایدہ کیا
شاید کوئی شخص ہر دو قسم بیعت پہ یہی فتوی جاری کر دے کیونکہ آپ کل لوازم
کو بدعت کہہ چکے ہین اور اوسکا بوجھہ آپ کے ذمہ ہو **مغالطہ ۹۶**
بیعت مروجہ بیعت توبہ نہین ہے توبہ استغفار جو کراتے ہین یہ صرف رسم ہے
رسم ہی مراد اور مقصود بالذات طریق مین داخل کرنا ہے اور اپنا طرفدار اور

مرید بنانا **هدایه** الله جلشانه فرماتا ہے یا ایها الذین امنوا اجتنبوا
کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ای اہل ایمان بچو کثرت ظن سی
بیشک کہین نہ کہین گمان کرنے سے گناہ لازم آتا ہے اور آنحضرت فرماتے
ہین فان الظن اکذب الحدیث اٹکل سے بات کہنی پرلے درجہ کا جہوٹ ہی
خدا کے بندے ایسے بھی ہین جو طریق مسنون کے موافق بعیت کرتے ہین اور
اون کی غرض اشاعت اور رواج سنت کے سوا اور کچہہ نہین۔ تم ناحق نیکون
پر بدگمانی کرکے عوام کو راہ حق سے روکتے ہو اور اون کو عمل سنت سی محروم
رکہتے ہو ولا تصدون عن سبیل الله پر غور کرو اور الله کے وعید سی ڈرو حضرت
فرماتے ہین کہ جب بندہ اپنے پروردگار سے تقرب چاہتا ہے تو پروردگار اوس
پر مہربان ہوتا ہے اور ملاء اعلی اور اہل السموات والارضین ہین منادی کیجاتی
ہے کہ فلان شخص سے رب العالمین محبت رکہتا ہے تم بھی اوس سے محبت
رکہو۔ لوگون کے دلون مین خود بخود عقیدت اور محبت پیدا ہوتی ہے گہربار
اہل عیال کو چہوڑکر اون کی صحبت اختیار کرتے ہین اور محبان خدا کی ہمنشینی
سی رتبہ انابت اور خشیت اور استقامت کو پہنچتے ہین اسی حالت کا نام احسان ہی
جو اعلی مرتبہ ایمان کا ہی اور ایسے بابرکت لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہین اور ہوتے رہین گے ہمین چاہیئے
اون کی جستجو مین رہین اور اون کی خدمت اور اون کی بعیت کو غنیمت جانین۔
مصنف جو بعیت سی منع کرتا ہے اور اہل بعیت کو طالبان دنیا بتلاتا ہے کیا اوسکے
نزدیک اہل احسان اور صاحبان تقرب کا خاتمہ ہو چکا۔ یا سوائے پیغمبر صلی الله علیه
وسلم کے کوئی دوسرا اس رتبہ کو نہین پہنچا **مغالطه ۹۷** ۔ توبہ کرنی کسی کے
ہاتہہ پر مامور نہین ہے کیونکہ کلام الله شریف مین جہان حکم توبہ کا ہے مطلق
ہے جیسا کہ تصریح کرتے ہین اختیار کردم فلان طریق را اور حدیث مین بہی یہ کہین

دلکہتیاہین کہ کسی کے ہاتہہ پہ توبہ کرو **ھدایہ** دوسرے کے ہاتہہ پر توبہ کرنے کا قرآن اور حدیث مین حکم ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما پروردگار فرماتا ہے اگر یہہ لوگ جبوقت خطاوار ہوے تہے تیرے پاس آتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور پیغمبر خدا بہی اون کے لئے دعا مغفرت کرتا پاتے وہ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اس آیت مین گنہگارون کو ارشاد ہے کہ نبی کے پاس حاضر ہوکر توبہ کرو تمہاری توبہ منظور ہوگی اور جو لوگ آنحضرت کے ہاتہہ پر تائب نہ ہوئے تہے پروردگار نے اون کی مذمت فرمائی ہے واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم جبوقت کہا جاتا ہے اونکو آؤ پیغمبر خدا تمہارے لئے دعا مغفرت کرین وہ تکبر سے اعراض کرتے ہین اور یہ لوگ مغفرت سے محروم رہے اور خداوند کریم نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ جو عورت تیرے پاس بیعت کے لئے آوے اوس سے بیعت کر اور بخشش مانگ اون کے لئے فبایعھن واستغفر لھن اللہ اور بہت احادیث ہین جن سے آنحضرت کا رغبت دلانا اور امر کرنا ثابت ہے غرض آیات اور احادیث سے یہہ بات بخوبی ثابت ہے کہ لوگون کو آنحضرت کے ہاتہہ پر توبہ کرنیکا حکم تہا حدیث صحیح بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا الحدیث اسبات کی دلیل ہے اور بحکم آنحضرت عورتون نے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ پر توبہ کی اور آپ کے بعد خلفاء کے ہاتہہ پر بیعت کرتی رہی پس قصوری کا یہہ کہنا (کہین ذکر نہین کسی کے ہاتہہ پر توبہ کرو) محض نادانی کی بات ہے اور قول مصنف کا (جیسا کہ تصریح کرتے ہین اختیار کردم فلان طریق را) سابق لاحق سے کچہہ تعلق نہین رکہتا مثال اور ممثل لہ مین کسی نوع کی مناسبت نہین بالکل لغو وبے ربط کلام ہے **مغالطہ** ۹۸ - اگر بیعت کے بعد پہر مرتکب صغایر وکبایر کا ہو تو عند اللہ ماخوذ ہوگا کیونکہ آیات اور احادیث مین ایفاء عہد کی نسبت

بہت تاکید ہے **ھدایہ** جو شخص بغیر بیعت کے توبہ کرے اور پہر مرتکب گناہ
کا ہو وہ بھی ماخوذ ہوگا توبہ کرنے والا آئندہ کے واسطے خدا سے عہد کرتا ہے
کہ پہر گناہ نہ کرونگا جب کریگا تو ضرور بازپرس ہوگی اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے و
اوفوا بعہدی اوف بعہدکم اگر اس دلیل سے بیعت کی رد کرتا ہے پس مُلّا
صاحب کو چاہئے لوگون کو توبہ سے بہی منع کردین **مغالطہ ۹۹** جس ۹۹
امر کی صحابہ نے رسول اللہ سے بیعت کی ہے پہر اُسکو نہین توڑا **ھدایہ**
یہہ تمہارا دعویٰ غلط ہے حدیث کا علم نہین جو چاہتے ہو سو کہتے ہو اکثر اصحاب
آن حضرت کے ہاتہہ پر بیعت کرتے اور پہر اُن سے خلاف عہد وقوع مین آتا
چنانچہ صحیحین مین ثابت ہے کہ بیعت الرضوان کے دن اصحاب نے اس بات
پر بیعت کی تھی جو ہم معرکہ سے نہ بہاگینگے اور بروز غزوہ حنین اُنہین مین
سے اکثر بہاگ نکلے اور صحیحین مین ام عطیہ سے روائت ہے بایعنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا ننوح فما وفت امراۃ منا الا ام سلیم و ام
العلاء و بنت ابی سبرۃ امراۃ معاذ او بنت ابی سبرۃ و امراۃ معاذ ہم نے
رسول خدا سے بیعت کی جو ہم مُردہ پر بین نہ کرینگے پس ہم مین سے کسی نے وعدہ
پورا نہ کیا سوائے ام سلیم اور ام علا اور ابو سبرہ کی بیٹی کے جو معاذ کی بیوی
ہے یا شائد یون کہا ایک ابوسبرہ کی بیٹی نے دوسرے معاذ کی بیوی نے ۔
راوی کو شک ہے کہ ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی ایک ہے یا دو عورتین
ہین جو شخص بے علم ہوکر اپنے آپکو مجتہد سمجہے اُسکا خدا حافظ **مغالطہ ۱۰۰** ۱۰۰
تتبع سے دریافت ہوتا ہے کہ کل گناہ صغائر و کبائر سے ترک کرنیکی بیعت کسی
صحابی نے کبھی رسول اللہ صلعم سے نہین کی بعض بعض خاص کامون مین بیعت
کی ہے **ھدایہ** تمہاری ایسی تلاش کو کیا کہون حدیث تو درکنار قرآن سے

بہی واقفیت نہین اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے ولا یعصینك فی معروف فبایعھن
جب عورتین تجہہ سے یہہ عہد کرین جو ہم کسی حکم شرعی مین مخالفت نکرینگے پس
تو اُن سے بیعت کر- لفظ معروف عام ہے کوئی امر شرعی اس سے خارج نہین رہتا
کیونکہ لفظ معروف نکرہ ہے نفی کے حیز مین واقع ہوا عموم کا فائدہ دیتا ہے کما لا
١٠١ یخفی فتدبر **مغالطہ** ۱۰۱- اور یہہ لوگ کُل کا عہد لیتے ہین اور تکلیف
مالایطاق محال ہے **ھدایہ** جناب رسول خدا صلعم نے حق فرمایا کہ اس
اُمت کے لوگ یہود کی روش اختیار کرینگے جب یہودیون نے احکام الہی جو
توراۃ مین نازل ہوئے تہے سُننے تو گہبراکر انکار کر دیا اور کہنے لگے سمعنا و
عصینا ہم نے سُنا اور اطاعت نہین کرتے - ایسے ہی مُنکرین بیعت لوگون کو تعلیم
کرتے ہین جو کہین ہر امر کی اطاعت کا عہد نہ کرنا مبادا کہین فرمانبرداری مین قصور
ہوجائے اور تم پکڑے جاؤ یہہ سنت یہود ابتک جاری نہوئی تہی ہمارے بہادرون
نے آج اسکو بھی جاری کر دیا مصنف کی تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ استغفر اللہ
من کل ذنب واتوب الیہ یعنے معافی چاہتا ہون مین اللہ سے تمام گناہون کی
اور توبہ کرتا ہون مین طرف اُسکے کہنا درست نہین کیونکہ تکلیف مالا یطاق ہے -
آنحضرت کا بیعت لینا اوپر آیہ ولا یعصینك فی معروف بہی معاذ اللہ ظلم اور افراط
ہے عدل کا رستہ یہہ ہے کہ سب امر ونہی سنکر کے یون کہے نومن ببعض و نکفر
ببعض ہم کچہہ تہوڑا مانتے ہین اور کچہہ نہین مانتے - اگرچہ مُلّا صاحب نے عہد کلی
کی ممانعت خاصکر بیعت مین کی ہے مگر چونکہ بیعت اور توبہ مین سوائے ہاتہہ
پکڑنے کے کوئی فرق نہین اس واسطے توبہ مین بھی یہی قباحت پائی جائیگی
١٠٢ **مغالطہ** ۱۰۲- ایسی بیعت مصداق آیہ کریمہ ہے ولا تتخذوا آیات
اللہ ھزوا الی قولہ توبہ کنندہ اور جسکے ہاتہہ پر ایسی توبہ کیا جاوے مستہزئے

بآیات اللہ مین **ھدایہ** بیعت کرنیوالا تین حال سے خالی نہین ہوتا یا بقصد
چھوڑ دینے گناہ کے بیعت کرتا ہے یا اس ارادہ سے کہ شائد اس شخص کی بیعت
کی برکت سے گناہون سے ہٹ جاؤنگا یا خوف حاکم سے حاکم کا خوف تو اس زمانہ
مین نہین بغیر اُن دونون باتون ادل کے اُسپر کوئی باعث نہین ہوتا اور نہ اسکو کوئی فایدہ
ملتا ہے اگر مصنف کو بیعت کرنیوالی کا دلی حال معلوم ہے کہ اُسکو کسی اور ہی فایدہ
کا لحاظ ہے تو ہمین بھی بتلاوے کہ وہ فایدہ دینی ہے یا دُنیوی اگر دینی ہے
مصنف کا اعتراض اسپر بیجا ہے اور اگر دُنیوی ہے تو بیعت کرنیوالا مستہزی
بآیات اللہ ہوگا شیخ کا کیا قصور علم قلوب کے مدعی تو آپ ہو شیخ کو حالت بیعت
مین کیا خبر ہے کہ مخلص ہے یا منافق اگرچہ بیعت کے بعد عدم وفا اُس سے
معلوم کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نظر کرو آپکے پاس منافق
آتے اور اخلاص ظاہر کرتے آنحضرت اُنکے لئے دعاے مغفرت کرتے توبہ
کراتے اور بیعت لیتے پہر وحی سے معلوم ہو جاتا کہ یہہ انکا محض فریب تھا۔
مصنف کے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستہزی ٹھہرے
در اصل ایمان اور اسلام ہی ایک عہد اطاعت مابین خالق اور مخلوق کے ہے
پس جو شخص صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بحکم مصنف
اسلام نہ لاوے کیونکہ عہد شکنی کے سبب استہزا لازم آئیگا گویا مُلّا قصوری
بمقتضاے قصور علم و فہم یہہ فتوی دیتا ہے کہ مسلمان ہو کر گناہ کرنے سے
یہی بہتر ہے کہ آدمی بحالت کفر مرجاوے **مغالطہ** ۱۰۳ - اور ایک آدمی ۱۰۳
عورت کو طلاق دیتا تھا اور غلام کو آزاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے ٹھٹھے
سے کیا ہے پہر یہہ آیت نازل ہوئی **ھدایہ** مصنف نے وعدہ کیا تھا
جو ہم ہر مسئلہ کی سند مین حدیث صحیح یا حسن ضرور لاوینگے اب ہم سوال کرتے

ہین کہ اس آئت کا شان نزول جو اُس نے بیان کیا ہے حسب وعدہ حدیث
صحیح یا حسن سے ثابت کرے ورنہ بہ سبب وعدہ خلافی کے خود اس آئت کا
عکہا مصداق ٹھہرے گا **مغالطہ ۴۰** اگچہ شک نہین کہ جو اوراد متصوفہ مین
مروج ہین بعض شرعی بعض اختراعی جو اختراعی ہین اُنکی حرمت کا کسیکو شک
نہین **ھا اُیہ** ورد وظیفہ اور دعائین جن مین کلمات شرک ہون یا مہمل
الفاظ جنکے معانی معلوم نہ ہون یا اپنی شان اور مرتبہ سے بڑھ کر درخواست کرے
اس قسم کے اذکار اور دُعائین سب ناجائز ہین اور اگر اس قسم کی کوئی قباحت
نہ پائی جاوے تو اوراد غیر ماثورہ بے شُبہہ جائز ہین اللہ فرماتا ہے یا ایہا الذین
امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت سی یادگاری
سے اور فرمایا ادعونی استجب لکم مجھہ سے دعا کرو مین قبول کرونگا اور
فرمایا فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا یہ حکم عام ہے
کوئی جس طرح کی دعا چاہے کرے کیفیت خاص نہین فرمائی بلکہ صحیح حدیثون
سے ثابت ہے کہ دُعا کرنیوالے کو اختیار ہے جونسی دعا اُسکو خوش آوے او
جو وہ چاہے مانگے۔ صحیحین مین ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ الیہ نمازی
سلام پھیرنے سے پہلے وہ دعا پڑھے جو اُسکو زیادہ پسند ہو اور نسائے مین
ہے ثم لیتخیر من الکلام ما شاء قبل از سلام پسند کرے جو بات کہ چاہے حسب
حاجت اور موافق اوقات کے آدمی دُعا کرنی چاہتا ہے اگر بقول مُلا صاحب دعائین
توقیفی ہون (یعنے بجز اُن الفاظ کے جو حدیث مین آچکے ہین اور الفاظ سے
دُعا جائز نہ ہو) تو سوا خاص حاجتون اور خاص وقتون کے مانگنا حرام ہوگا جاہل تو
کیا بڑے بڑے عالم بھی اگر ہر ہر حاجت کے لئے دُعا ماثورہ تلاش کرین تو ملنا
ممکن نہین مُلا صاحب کا یہہ قاعدہ بالکل غلط اور خلاف کتاب اور سنت کے ہے

حضرت رسالت مآب تو نماز مین اجازت دیتے ہین کہ جو چاہو سو مانگو یہ شخص (امت مرحومہ پر تنگی کرنیوالا اور مشقت ڈالنے والا) منع کرتا ہے۔ اور یہہ طرفہ بات ہے کہ آپ خطبات عید و جمعہ اور ابتداء رسائل مین الفاظ غیر ماثورہ سے دُعا اور حمد اور ثنا کرتے ہین اور اس وعید کا مصداق بنتے ہین لم تقولون مالا تفعلون الآیہ اور یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون سلف صالحین کی تصنیفات کو ملاحظہ کرو دیباچہ کتاب مین حمد اور ثنا اور دُعا نئی نئی ڈہنگ سے لکہتے ہین دعا اور ثنا سے مقصود صرف اپنی حاجتمندی اور عاجزی اور اُسکی بزرگی اور نعمت کا اظہار ہے وقت اور زمان کا خصوصیت نہین صحابہ کرام بحالت نماز و دیگر اوقات نئی نئی طرز کی دُعائین پڑہتے آنحضرت سُنکر کچہہ اعتراض نہ کرتے بلکہ بعض اوقات پسند فرماتے۔ سنن ابوداؤد مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے ان رجلا جاء فدخل الصف وقد حفزہ النفس فقال الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ فلما قضی رسول اللہ صلعم صلوتہ قال ایکم المتکلم بالکلمات فارم القوم فقال ایکم المتکلم بہا فانہ لم یقل باسا فقال رجل جئت وقد حفزنی النفس فقلتہا فقال لقد رایت اثنا عشر ملکا یبتدرونہا ایہم یرفعہا ایک شخص آیا اور صف مین شامل ہوا اور اُسوقت اُسکا دم ٹہکانے نہ تہا پس اُس نے کہا الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے یہہ کلمات کہے تہے پس سب لوگ خاموش رہے پہر فرمایا کون تہا کہنے والا اُس نے کچہہ بیجا نہین کہا پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آیا اور میرا دم ٹہکانے نہ تہا اُسوقت مین نے یہہ کلمات کہے تہے پس فرمایا ہم نے دیکہے بارہ فرشتے جہپٹتے تہے جوان کو پہلے کون اُٹہاتا ہے اور ابوداؤد مین عامر رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے قال عطس شاب من الانصار خلف رسول اللہ

صلعم وھو فی الصلوۃ فقال الحمد للہ حمد اکثیرا طیبا مبارکا فیہ حتی یرضی
ولعد ما یرضی من امر الدنیا والآخرۃ فلما انصرف رسول اللہ صلعم قال
من القائل الکلمۃ فانہ لم یقل باسا فقال یا رسول اللہ انا قلتھا لم ارد بھا الاخیرا
قال ما تناھت دون عرش الرحمن کہا ابو عامر نے ایک جوان انصاری نے چھینک
لی آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے پس کہا اُس انصاری نے الحمد للہ حمدا
کثیرا طیبا مبارکا فیہ آخر تک پس جب نماز سے فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم فرمایا
کسنے کہی تھی یہہ بات ابو عامر کہتے ہین پس چپکا ہورہا وہ جوان پھر فرمایا کون تھا
کہنے والا اس بات کا اس نے کچھہ بُری بات نہین کہی پس اُس نے عرض کیا
یا رسول اللہ مین نے کہا تھا وہ کلمہ اور سوائے خیر کے میرا کچھہ مقصود نہ تھا فرمایا
اس کلمہ نے عرش پر پہنچکر دم لیا ہے اور بخاری وغیرہ مین ہے عن رفاعۃ
قال کنا یوما وراء النبی صلعم فلما رفع راسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ
لمن حمدہ قال رجل وراءہ ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
فلما انصرف قال من المتکلم قال انا قال رایت بضعۃ وثلاثین ملکا یبتدرونھا
ایھم یکتبھا اول روائیت ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز ہم آنحضرت کے
مقتدی تھے پس جب آنجناب نے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا سمع اللہ لمن حمدہ
کہا۔ ایک شخص نے پیچھے کھڑے کہدیا ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ پس
جب آپ نے سلام پھیرا فرمایا کون تھا کہنے والا اُس شخص نے عرض کیا مین ہون
یا رسول اللہ فرمایا ہم نے دیکھے کچھہ اوپر تیس فرشتے جھپٹتے تھے جو کون انکو پہلے
لکھتا ہے اور ابو داود اور ترمذی مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے سُنا کہ ایک شخص اپنی دعا مین کہتا تھا اللھم انی اسالک بانک انت
اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا

احد فقال دعا الله باسمه الاعظم الذی اذا سئل به اعطی واذا دعی به اجاب
اے الله مین تجهه سے سوال کرتا ہون بسبب اس کے جو توہی معبود برحق
نہین کوئی معبود مگر تو جو اکیلا اور پاک ہے وہ ذات ہے تیری جس نے نہ جنا نہ خود جنا
گیا اور جسکے برابر کا کوئی نہین پس فرمایا اُس نے پکارا ہے الله کو ساتهه ایسے اسم
عظمت والے کے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُسکے واسطہ سے عطا کرتا ہے اور
جسوقت پکارا جاتا ہے ساتهه اُسکے اجابت کرتا ہے اور رزین کی روائیت مین ہے
عن بریدة قال دخلت المسجد عشاء فاذا ابو موسی یدعوا فقال اللهم
انی اشهد انک انت الله لا اله الا انت احدا صمد المر یلد ولم یولد ولم
یکن له کفوا احد فقال رسول الله صلعم لقد سال باسمه الذی اذا سئل به
اعطی واذا دعی به اجاب قلت یا رسول الله اخبره بما سمعت منک قال
نعم فاخبرته لبقول رسول الله صلعم فقال لی انت الیوم لی اخ صدیق حدثتنی
بحدیث رسول الله صلعم کہا بریدہ رضی الله عنہ نے مین عشا کے وقت مسجد
مین داخل ہوا کیا دیکهتا ہون کہ ابو موسی رضی الله عنہ دعا مانگ رہے ہین
پس کہا ابو موسی نے اللهم انی اشهد کفوا احد تک پس حضرت پیغمبر خدا صلی الله
علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا بیشک اِس نے پروردگار کو اُسکے ایسے اسم اعظم
کے ساتهه پکارا ہے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُس اسم کے ساتهه عطا کرتا ہے
اور جسوقت پکارا جاتا ہے ساتهه اُسکے قبول فرماتا ہے مین نے عرض کیا یا
رسول الله مین ابو موسی کو تبلا دون جو آپ سے سُنا ہے فرمایا ہان پس مین نے
ابو موسی کو خبر دی آن حضرت کے ارشاد سے پس اُنہون نے مجهہ سے کہا تو
آج سے میرا مہربان بهائی ہے تو نے مجهے رسول الله صلعم کی حدیث سُنائی
اور موطا مالک مین ہے کہ جب ابو الدرداء رضی الله عنہ تہجد کے لئے اُٹهتے

تو کہتے نامت العیون و ھدات الجفون و لم یبق الا انت یا حی یا قیوم آنکھین سوگیئن اور پلکون نے آرام کیا اور کوئی باقی نہین مگر تو اے زندہ رہنے والے قایم رہنے والے ناظرین ان روایتون کو شتی نمونہ از خروارے سمجھین ورنہ اِس قسم کی صدہا روائیتین ہین اور واضح ہو کہ یہہ دعائین اور اذکار جنکا ہم نے ذکر کیا ہے صحابہ کرام اپنے دل سے بنا کر پڑھا کرتے تہے اور یہہ احتمال ہرگز نہین ہوسکتا کہ صحابہ آنحضرت سے سُنکر اور سیکہہ کر پڑہتے ہونگے کیونکہ اِن روائیتون مین تصریح ہے کہ آن حضرت نے کہنے والون کا نام دریافت فرمایا اور کہنے والا مارے خوف کے دبکر چُپ ہورہا جب آپ نے تسلی فرمائی تب اقرار کیا اور بریدہ ابوموسی کو مژدہ سنانے کے لئے دوڑے ان چار قرائن سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ نے وقت اور حاجت کے موافق جن الفاظ سے چاہا اپنے رب کو پکارا اور اگر یہہ کہین کہ تمام اقوال وافعال جو صحابہ سے وقوع مین آئے ہین سب آنحضرت سے دیکہہ کر اور سُنکر اُنہون نے کئے ہین تو حدیث موقوف کی نفی لازم آئیگی حالانکہ جملہ محدثین حدیث کے دو قسم لکھتے ہین ایک مرفوع (جسکا ثبوت صراحتہ یا حکماً آنحضرت سے ہو) دوئم موقوف (جسکا ثبوت صحابی سے ہو) غرض تعلیم نبوی کے سوا صحابہ کرام سے ادعیہ اور اذکار ثابت ہین۔ البتہ اِس بات مین شک نہین کہ دعاے غیر ماثورہ دعاے ماثورہ کو نہین پُہنچ سکتی **مغالطہ ۱۰۵** اور جو شرعی ہین اُنکو تغیر اوقات تغیر اوضاع تغیر عادات تغیر تقدیم وتاخیر اور تغیر التزام وغیر ذلک سے عمل مین لاتے ہین اور تغیر مرویات کا بدعت ہے کل بدعۃ ضلالۃ **ھدایہ** بیشک دعاے ماثورہ کے لفظون کو بدلنا منع ہے چنانچہ ثابت ہے کہ ایک شخص دعا مین بجاے لفظ نبی کے رسول پڑہتا تہا آپ نے اُسکو منع فرمایا۔ اور اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہو جاے مگر اُسکی مداومت اور اُسکا شمار اور ۱۰۵ع

اُسکے وقتون کی خصوصیت ہمین ثابت نہو تو اُسکو خاص اوقات مین معین عدد
کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہ ہوگا آنحضرت فرماتے ہین احب الاعمال
الی اللہ ادومہا پروردگار کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ کام ہے جسپر
ہمیشگی کیجائے بموجب اس حدیث کے یہہ سب التزام جائز ہین صحیح بخاری
مین روایت ہے کہ ایک صحابی (جو اپنی قوم مین امام تہا) اوقات پنجگانہ مین
ہر رکعت کے اندر (جب فاتحہ سے سورت ضم کرتا) تو پہلے قل ہو اللہ پڑہتا پہر
اور سورت ملاتا مقتدیون نے کہا آپ ہمیشہ قل ہو اللہ احد کیون پڑہتے ہین اسکی
کیا ضرورت ہے امام نے کہا اگر تم میری امامت پر راضی ہو تو مین قل ہو اللہ ضرور
پڑہونگا ورنہ تمہارا اختیار ہے کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرو مقتدیون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اس بات کی شکایت کی آن حضرت
نے فرمایا اے شخص بتلا کیا باعث ہے جو تو اس سورہ کو ہمیشہ پڑہتا ہے اور
اسکے ترک سے تجہے کون مانع ہے اُس نے عرض کیا مجہے اس سورت سے
محبت ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجہے جنت مین داخل کریگی اور صحیحین
مین ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ ہر ایک وضو کے بعد دوگانہ پڑہتے جب آنحضرت
کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کچہہ اعتراض اور انکار نہ کیا اور ابوداوُد مین ہے کہ اذان
فجر سے پہلے ہمیشہ بلال رضی اللہ عنہ یہہ دعا پڑہتے اللھم انی احمدک واستعینک
علی قریش ان یقیموا دینک اے اللہ مین تیری حمد کرتا ہون اور تجہہ سے مدد
چاہتا ہون قریش پر اس بات کی جو وہ قایم کرین دین تیرا امور ثلثہ کی مداومت
تو کیا انکا ایک دفعہ کا وقوع بہی آنحضرت سے ثابت نہین اور بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا چاشت کی نماز ہمیشہ پڑہتین اور فرماتین اگر میری ما اور باپ دونو
زندہ ہوجاوین تو اس نماز کو نہ چہوڑون (یعنے نماز چہوڑ کر انکی زیارت کو نجاون)

چاشت کی نماز باتفاق علماء آنحضرت سے ثابت نہین ہوتی مختلف فیہ ہے مداومت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اور حمد اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا الله جل شانہٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب پس پاکی بیان کر ساتھ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چھپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور رات کو پس تسبیح کر اُسکی اور بعد نمازون کے اِس قسم کی بہت آئیتین اور حدیثین ہین اگر کوئی شخص ان وقتون کو افضل اوقات سمجھ کر کوئی وردیا ذکر پڑھیگا تو کہو اس نے کونسی بُرائی کری شارع کی طرف سے مطلق ذکر الٰہی کی ہدائت ہے اور یہہ شخص بہی ذکر کرتا ہے ۔

مغالطہ ۱۰۶ اور ایک اصحاب کا بیٹا وضو مین دعا پڑھ رہا تہا اللھم انی اسالک قصرا ابیض فی یمین الجنۃ اصحاب نے کہا اے بیٹے زیادتی مت کر کیونکہ رسول الله صلعم نے فرمایا کہ میرے پیچھے ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ ادعیات میز زیادتیان کرینگے ہمکو رسول الله صلعم اتنی دعا سکہاتے تہے اللھم انی اسالک الجنۃ اِس سے معلوم ہوا کہ سب ادعیات واذکار توفیقی ہین **ھدایہ** مُلّا صاحب نے اس حدیث مین اسقدر الفاظ بڑہا دیئے ہین کہ جس سے افترا کی حد تک پُہنچگیا ہے حدیث کے الفاظ یہ ہین ۔ ان عبد الله بن مغفل سمع ابنہ یقول اللھم انی اسالک القصر الابیض عن یمین الجنۃ اذا دخلتھا فقال ای بنی سل الله الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول الله صلعم یقول سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطھور والدعا عبد الله بن مغفل رضی الله عنہ نے اپنے بیٹے کو یہہ کہتے ہوئے سُنا اے الله تحقیق مین مانگتا ہون تجہہ سے سفید محل جو جنت کے بائین طرف ہو پس عبد الله نے

کہا اسے لڑکے میرے مانگ الله سے بہشت اور اُسکی پناہ لے دوزخ سے پس تحقیق مین نے سُنا ہے رسول خدا صلعم سے فرماتے تہے قریب ہے ہوگی بیچ اس امت کے ایک قوم جو زیادتی کرینگے وضو اور دعا مین یہہ دو جملہ مُلا صاحب نے گہٹا دیئے ہین (وضو مین دعا پڑہ رہا تہا) اور (ہمکو رسول الله نے اتنی دُعا [illegible] ہے اللہم انی اسالک الجنۃ) اگرچہ احتمال ہے کہ مُلا صاحب نے دانستہ یہہ [illegible] ہون بلکہ بیماری اور بڑہاپے کے باعث کچہہ کمی بیشی ہوگئی ہو مگر بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عمداً واسطے اثبات مدعا کے ترکہ ماثور پر زیادتی [illegible] اس امر ناجائز کا ارتکاب کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون دراصل حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ دعا مین غلو اور افراط نہ کرو یعنے اپنے منصب سے بڑہکر سوال نہ کرو قصرا بیض عن یمین الجنۃ انبیا کا مقام ہے ملا نے اتنا جملہ (ہمکو رسول الله نے اتنی دعا سکہائی ہے اللہم انی اسالک الجنۃ) بڑہا کر تحریف کا حق ادا کردیا اور مطلب کو بالکل بدل دیا اب ماحصل کیا ٹہرا کہ دعاے ماثور مین اور الفاظ نہ ملاؤ اب ہم پوچہتے ہین کہ دعا کی کمی بیشی سے تو آپ منع کرتے ہین اور روایت مین خیانت کرنے سے اور تحریف مضامین اور پیغمبر پر بہتان باندہنے سے کیون نہین ڈرتے آپ نے یہہ وعید نہین سُنا من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار صحابہ کرام دعائے ماثورہ مین الفاظ بڑہا کر پڑہا کرتے اور حضرت کچہہ انکار نہ فرماتے تہے صحیحین مین عبد الله بن عمر رضی الله عنہ سے روایت ہے کہ رسول الله صلعم اس طرح لبیک پکارتے تہے لبیک اللہم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک اور خود جناب عبد الله اس مسنون تلبیہ پر یہہ الفاظ زیادہ کرتے لبیک لبیک و سعدیک والخیر بیدیک والرغباء الیک اور ابو داؤد مین ہے کہ لوگ آنحضرت

کی تلبیہ پر لفظ ذا المعارج وامثال ذلک زیادہ کرتے اور آپ سنتے اور کچھ نہ فرماتے ۔
صحابی کی جگہہ اصحاب کہنا اور دعا کی جمع جو دعوات اور ادعیہ ہین ادعیات بنانا مصنف
کی لیاقت کی دلیل ہے **مغالطہ** فقہا بھی والدرجۃ الرفیعۃ سے جو دعا اذان ۱۰۹
مین داخل ہے منع کرتے ہین جیساکہ ردالمحتار مین ہے اور انت السلام ومنک السلام
مین جو زیادہ بڑہائی گئی ہے علماء نے اُس سے منع کیا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے
رسالہ مصنوع فی احادیث الموضوع مین لکھا ہے **ھدایہ** ملا صاحب نے
فقہا کی عبارتون کو نقل نہین کیا ہم بغیر دیکھے آپکی روائیت اور درایت کا اعتبار
نہین کرسکتے غالباً فقہا نے اس طرح لکھا ہوگا جو یہہ الفاظ ماثور نہین ہین آپنے اُسکا ترجمہ کیا ان
الفاظ سے منع کیتے ہین اور بالفرض اگر کسی عالم نے ایسا کہا ہو تو کیا ہم اسکی مقلد ہوکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا طریق چہوڑ دینگے مین کہتا ہون جو کوئی اہل علم سنت صحابہ چہوڑکر ایسی بیجا تقلید نہ کریگا صاحب ردالمحتار
نے والدرجۃ الرفیعۃ پڑہنے سے منع نہین کیا بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے صرف یہہ بات
نقل کی ہے کہ یہ الفاظ بے اصل ہین چنانچہ اُنکی عبارت یہہ ہے قال ابن
حجر وزیادۃ والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیا ارحم الراحمین لا اصل لھما ۔ کہا
ابن حجر نے زیادتی (والدرجۃ الرفیعۃ) کے اور اس دعا کو ختم کرنا ساتہہ (یا ارحم الراحمین)
کے انکا کچہہ اصل نہین ۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شیخ جزری سے نقل کرتے ہین
واما ما یزاد بعد قولہ اللھم انت السلام من نحو والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل لہ بل مختلق بعض القصاص
اور جو کچہہ بڑہا دیتے ہین اللہم انت السلام کے پیچہے مثلاً کہتے ہین (والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام) اسکا کچہہ اصل نہین یہہ بعض قصہ خوانون کا ایجاد
ہے ۔ ان عالمون نے تو الفاظ ماثورہ اور غیر ماثورہ کو علحدہ کرکے تبلایا ہے اِنکے پڑہنے
سے منع نہین کیا ۔ اور ملا صاحب نے عدم ثبوت اور حرمت کو ایک ٹہرا کر ممانعت کا فتوی

۱۰۸ **مغالطہ ۱۰۸** کیا ساتھہ کے اسلام ترجمہ کا سلام کہ ہے یہہ تو طرفہ - کر دیا جاری
اگر ادعیات اور اوراد توفیقی نہ ہوتے تو صحابہ کو صلوۃ کی کیفیت دریافت کرنے کی
کیا ضرورتہی **ھدایہ** اگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلعم سے نماز
کا طریقہ سیکہا تو اس سے یہ نہین پایا جاتا کہ سب اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف
ہین - البتہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ذکر ماثور غیر ماثور سے افضل ہے - اسی واسطے تشہد
مین علما کا اختلاف ہے اور جن کلمات کو جس نے ماثور جانا اُنہین کے پڑہنے کا
فتوی دیا اور افضل سمجہا - تمام علما اور محدثین بلکہ تمام امت محمدی کا قاعدہ ہے کہ
جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر لاتے ہین تو یہہ درود صلی اللہ
علیہ وسلم پڑہتے ہین اور اپنی کتابون مین جا بجا لکہتے ہین اور ملا صاحب نے بہی
اپنے اس رسالہ مین جہان آنحضرت کا ذکر آیا ہے وہین یہہ درود لکہا ہے بلکہ
اس رسالہ کے اخیر مین جہان ہنڈوی کا مسئلہ لکہا ہے لکہتے ہین وصلی اللہ علی
رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین حالانکہ یہہ الفاظ آنحضرت سے منقول نہین پس آپ بہی
اہل بدعت ٹہرے اور تمام بزرگان امت کو بہی معاذاللہ بدعتی ٹہرایا - درود اور
دعا جسمین کلمہ شرک نہ ہو اگرچہ غیر ماثور ہو اُسکا پڑہنا بے شبہہ جائز ہے -

۱۰۹ **مغالطہ ۱۰۹** تشہد جو صحابہ کرام اپنے طور سے پڑہتے تہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایک التحیات اُن کے واسطے خاص فرمایا **ھدایہ**
اُس تشہد مین ناجائز الفاظ اور غیر جامع دعائین پڑہتے تہے مثلاً کہتے تہے السلام
علی اللہ آنحضرت نے فرمایا اللہ خود سلام ہے اُسپر سلامتی بہیجنے کے کیا معنے - اور
کہتے السلام علی جبرائیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان و فلان آپ نے بجاے
اُسکے کلام جامع تلقین فرمائی السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسمین تمام بندگان
خدا اہل السموات والارض سب آگئے غرض پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے تشہد

مین قباحت اور نقصان دیکھہ کر اصلاح فرمائی یہ نہین کہ سوائے ادعیہ ماثورہ کے
اور دعاؤن سے منع فرما دیا - اور اماموں کا اختلاف بھی بعض الفاظ کی فضیلت
مین ہے اور جائز و ناجائز ہونے کی بات نہین - چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اور شاہ
۱۱۰ ولی اللہ نے اس بات کو بصراحت بیان کیا ہے - **مغالطہ** ۱۱۰ - ابن ماجہ
مین حدیث ہے جسکے راوی سب صحیح ہین - **ہدایہ** - حدیث کا یہ منصب نہین
کہ روایات پر ضعف اور صحت کا حکم لگاوے ملا صاحب کو لازم تھا کہ کتب معتبرہ کسی
محدث سے نقل کرین - بلکہ یہہ روائیت مجروح ہے کیونکہ اسکا ایک راوی اعمش ہے
جو مدلس ہے اور عن کہہ کر روائیت کرتا ہے اور محدثین کے نزدیک مدلس جو
عن کہہ کر روائیت کرے اُسکی روائیت صحیح نہین سمجھی جاتی - اور اسکے سوا راوی ہین
اُنکا رتبہ پہچاننا ہمارا کام نہین ائیمہ حدیث اُنکی شناخت کرسکتے ہین - ہمارے مُلا
صاحب شاید راویون کی مزاج پُرسی کو گئے تھے آکر خبر دیتے ہین (بفضلہ تعالے
سب راوی صحیح وسلامت تندرست ہین -) محدثین کی اصطلاح مین تو صحت اور ضعف
۱۱۱ روائیت کی صفت ہے راویون کی صفت نہین **مغالطہ** ۱۱۱ - اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اذکار نماز کے توفیقی ہین **ہدایہ** ہم اس حدیث کو بالفاظہ
نقل کرتے ہین تاکہ طالبان حق بنظر انصاف دیکھین جو اس حدیث سے یہہ معلوم
ہوتا ہے جو اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف ہین یا کہ اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لرجل ما تقول فی صلوتک قال اتشھد ثم اسال اللہ جنۃ واعوذ بہ من النار
وانا واللہ ما احسن دندنتک ولا دندنۃ معاذ فقال حولھما ندندن روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہین رسول خدا صلعم نے ایک شخص کو فرمایا تو اپنی
نماز مین کیا کہا کرتا ہے اُس نے کہا مین تشہد پڑھتا ہون پھر (التحیات کے بعد)

سوال کرتا ہون اللہ سے جنت کا اور اُسکی پناہ چاہتا ہون دوزخ سے اور قسم
ہے پروردگار کی آپ کی غنغناہٹ (جو آپ ہلکی آواز سے چپکے چپکے پڑھتے ہین)
اور معاذ کی غنغناہٹ اچھی طرح ہمیر سمجھہ مین نہین آتی آپ نے فرمایا ان دو کلمات (سوال جنت
اور پناہ از دوزخ) کے گرد مین ہم غنغناہٹ کیا کرتے ہین اِس حدیث سے
صاف ثابت ہے جو کوئی دعا نماز مین پڑہی جاے یا خارج از نماز تعلیم نبوی پر
موقوف نہین آنحضرت کی جناب مین اُس نے شکایت بھی کی جو مین آپکی دعا
نہین سمجہتا تاہم آپ نے اُسکو کچھہ نہین سکھلایا اور یہہ بھی نہین فرمایا کہ تو نے
دل سے دعا بنا کر پڑہنے کے سبب بدعتی ہوگیا ہے اگر دعا اور ذکر توفیقی ہوتے
تو آپ اُسکے یہہ کلمات سُنکر (ثم اسأل اللہ الجنۃ واعوذ بہ من النار) ضرور
فرماتے کہ اِس طرح جنت کا سوال کر اور ان الفاظ کے ساتھہ جہنم سے خدا کی پناہ
مانگ حق ظاہر ہے مگر جنکو بصیرت نہ ہو وہ نہین دیکھہ سکتے **مغالطہ ۱۱۳**
اور اُنکی آواز اپنے کانون تک بھی نہین پہنچتا انکی نماز جائز نہین کما حققہ الفقہا
ھدایہ آپ نماز کے ناجائز ہونے کی کیا اچھی دلیل لائے ہین وعدہ تو
کیا تھا کہ ہم آیت اور حدیث سے سند لاوینگے جب آیت و حدیث سے کوئی سند
نہ ملی تو فقہا کے مقلد بنگئے عدۃ المؤمن کاخذ الکف مگر خدا جانے ملا صاحب
کیسے مؤمن ہین جنکو ایفا وعدہ کا کچھہ خیال نہین یہ ہین کتاب اور سنت کہین
ثابت کرو کہ جسکا آواز کانون تک نہ پہنچے اُسکی نماز جائز نہین **مغالطہ ۱۱۳**
یہہ دلایل صحیحہ شرعیہ کرکے توفیقی ہونے پر اور ذکر معمولہ صوفیہ کی بدعت ہونے پر
لکھہ چکا ہون **ھدایہ** آپ نے ایک حدیث بھی مفید مدعا نہین لکھی اور
جو کچھہ بزعم خود لکھا ہے وہ بالکل نسیج عنکبوت (مکڑی کا جالا) ہے چنانچہ ہم
ہر ایک بات کا جواب جس سے ملا صاحب کی غلط فہمی ظاہر ہوتی ہے بہ تفصیل

۱۱۴ لکھہ چکے ہین **مغالطہ ۱۱۴** جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے وصیت نامہ
مین بیعت سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ درین زمان دست بدست کسے نبائید داد
اور قول جمیل مین سنت لکھا ہے اور مولوی اسماعیل شہید نے تقویتہ الایمان
اور ایضاح الحق مین کس کس خوبی سے رد بدعت و شرک کیا ہے اور پھر صراط مستقیم
اور رسالہ امامت مین اُسکی مناقض اور خلاف لکھا ہے **ہدایہ** شاہ صاحب
کی کلام مین کچھہ تناقض نہین جو اُنہون نے لکھا ہے سب حق ہے قول الجمیل
مین لکھتے ہین کہ بیعت سنت ہے اور وصیت نامہ مین فرماتے ہین (دست در دست
مشائخ این زمان نبائید داد) اسکا مطلب یہہ ہے کہ سوچ سمجھہ کر بیعت کرنی چاہئیے
اسوقت کے پیر اکثر مکّار اور بدعتی ہین اگر کوئی متبع سنت اور اہل حق پیشوا ملجائے
تو سبحان اللہ نعمت عظمی ہے غنیمت سمجھے اور بیعت کرے کہو اسمین کیا تناقض
ہے تعصب کا اندہیرا آپکے راستہ مین چہا گیا ہے نشیب و فراز کچھہ نہین سوجہتا حق
بزرگون پر اعتراض کرتے ہو اور جو مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر کو آپ متناقض
بتلاتے ہین غالبًا وہ بہی آپکی کج فہمی کا نتیجہ ہوگا اگر آپ عبارت نقل کر دیتے تو
۱۱۵ البتہ ناظرین کو حال معلوم ہو جاتا **مغالطہ ۱۱۵** اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
وصیت نامہ مین لکھتے ہین وکلام شارع ہرگز برین معنے محمول نیست نہ صریحًا نہ اشارۃً
آرے قومی این مطالب را از کلام شارع فہمیدہ اند مثل آنکہ کسی قصہ لیلی و مجنون
بشنود و ہر سخنی را بر سر گزشت خود حمل کند و آنرا در عرف ایشان اعتبار گویند۔
ہدایہ شاہ صاحب کی غرض یہہ ہے کہ صوفیون کے اعتبارات اور اشارات
جو وہ آیات اور حدیثون سے نکالتے ہین وہ اصل فن تفسیر نہین ہین بلکہ وہ ایک
جدا اگانہ فن ہے جسکا نام اعتبار ہے۔ پھر فرماتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلّم نے بہی فن اعتبار کو معتبر قرار دیا ہے اور خود اس روش کو اختیار

فرمایا ہے چنانچہ فوز الکبیر مین لکہتے ہین و اما اشارات الصوفیۃ واعتبارا تھم فلیست فی الحقیقۃ من فن التفسیر الی ان قال وھھنا فائدۃ مھمۃ ینبغی الاطلاع علیھا وھی ان حضرتہ صلعم جعل فن الاعتبار معتبرا و سلک ذلک الطریق لتکون سنۃ لعلماء الامۃ و یکون ذلک فتحا لباب ما وھب لھم من العلوم اسے پر صوفیون کے اشارے اور اُنکے اعتبارات در اصل فن تفسیر سے نہین ہین آخر لکہتے ہین کہ اس مقام مین ایک ضروری فائدہ ہے جسکی آگاہی مناسب ہے وہ یہہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی الله علیہ وسلم نے فن اعتبار کو معتبر ٹہرایا ہے اور خود اس روش کو اختیار فرمایا ہے تاکہ علمائے اُمت کے لئے سنت ہوجاوے - اور جو علم اُنکو عطا ہوئے ہین اُن علمون کا دروازہ کہل جائے - ملا صاحب کو اظہار حق منظور نہین تلبیس عوام کے لئے طرح طرحکے فریب کرتے صریح اور مفصل بات کو چہوڑ کر ایک مجمل قول لکہتے ہین تاکہ لوگ سمجہین کہ شاہ صاحب جیسے عالم بہی آپکے ساتہ ہین - بالفرض والتقدیر اگر مرزا صاحب اور شاہ صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب طایفہ عالیہ کے منکر ہوجائین توکیا اُنکا قول ہمپر حجت ہوگا اور کیا اقوال علما آپکے نزدیک نصوص شرعی ہین - چہ جا کہ یہ بزرگوار خود اس طایفہ مین داخل ہین -

۱۱۶ **مغالطہ ۱۱۶** راقم کہتا ہے کہ مولوی محمد اسمعیل نے بہی یہی لکہا ہے کہ اشغال صوفیہ امور شرعیہ نہین یہ آلہ احسان کے ہین مین کہتا ہون کہ آلہ دو قسم کا ہوتا ہے یا مروی شارع سے یا غیر مروی مروی جیسا کہ وضو واسطے نماز کے اور ہر قسم کے ہتہیار واسطے جنگ کے **ھدایہ** مولوی اسمعیل صاحب فرماتے ہین کہ صوفیون کے اشغال کو امور اصلی اور مقصود بالذات نہ سمجہنا چاہئیے بلکہ یہہ اخلاص اور احسان کا آلہ اور وسیلہ ہین اور وسیلہ کا وہی حکم ہونا ہے جو اصل شئے کا حکم ہو - ملا صاحب نے مختصر عبارت نقل کرکے اصل مطلب کو

چھپایا ہے خدا اُنکو ہدائیت کرے - آپ لکھتے ہین وضو نماز کا آلہ ہے - چہ خوش خوب
سمجھے ایسی عقل تھی جو بعیت کے منکر ہوئے وضو شرط نماز ہے نماز کا آلہ نہین شرط
شئے اُس چیز کو کہتے ہین جسکے سوا دوسری چیز پائی نہ جاوے جیسے وضو واسطے نماز کے
جب تک وضو نہ کیا جائیگا تب تک نماز نہ ہوگی اور آلہ کہتے ہین اوزار کو جیسے درخت کا
اوزار سوئی اور کوٹھے پر چڑہنے کا اوزار سیڑہی - نماز کا آلہ تو خود نماز ہی ہے اور وضو
اُسکے لئے شرط اور خوبی دیکھئے آپ فرماتے ہین آلہ مروی (جسکی سند پیغمبر خدا سے
ہو) کی مثال جیسے ہر قسم کی لڑائی کی ہتیار شائد بندوق اور توپ بھی آپکے نزدیک
خیر القرون مین بنی ہوگی اور یہہ بات بالکل خلاف ہے **مغالطہ ١١٧** ١١٧
اور یہہ اذکار و اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے -
ھدایہ ذکر جو آلہ احسان ہے وہی آلہ کا عین کس طرح ہوگیا - ذکر الٰہی سے
تو اخلاص اور انابت پیدا ہوتی ہے اور اسی اخلاص کا نام احسان ہے آپ کس
عقل سے کہتے ہین (اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے)
کیا آپکے نزدیک ذکر اور رتبہ احسان کا ایک ہی چیز ہین - خدا کے لئے آپ
ایسی باتین نہ کیا کرین لوگ سنینگے تو آپکو جنون کی طرف نسبت کرینگے - **مغالطہ**
١١٨ - اور جو جو خوارق و احوال ایسے لوگون سے ظاہر ہوتے ہین کہ جو سنت کے ١١٨
خلاف سے ثمرہ حاصل ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے پس یہہ خوارق شیطانی
ہین جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین
اور ابن تیمیہ فرقان مین کہتا ہے **ھدایہ** بیشک جو لوگ اسماء الٰہی کو
تغیر دیکر پڑہتے ہین یا مشائخ کے نام کا وظیفہ کرتے ہین یہہ لوگ مشرک ہین اور
اُنکے احوال اور خوارق سب شیطانی ہین تطہیر الاعتقاد اور شرح فقہ اکبر اور
فرقان مین اُن صوفیون کا ذکر ہے جو اقسام شرک مین مبتلا ہین اور جنکا عقیدہ

ہے حلول - اتحاد - اتصال - انفصال اور ذات باری تعالی کو وجود مطلق سمجھتے ہین
ایسے گندے اعتقاد والون کے حق مین اُنھون نے یہہ فتوی لگائے ہین مصنف
نے کمال بے انصافی کی عوام الناس کو دہوکا دیا فقط اتنا لکھہ دیا کہ یہہ لوگ بُرے
ہین اُسکو چاہئیے تہا مفصلًا لکہتا کہ جو اہل شرع اور اہل حق ہین وہ ملکی صفات رکہتے
ہین اور اُنکی خوارق کرامات ہین اور جو شرک اور گمراہ ہین اِنکے حالات اور خوارق
شیطانی ہین ملّا علی قاری نے بعد رد ملحدین کے اہل حق صوفیون کا ذکر کیا ہے اور
اُنکی بڑی تعریف لکھی ہے چنانچہ فرماتے ہین وھذہ طریقة السابقین الاولین
وھی طریقة التابعین ومن بعدھم من الایمة المجتھدین واکابر المفسرین و
اعاظم المحدثین وعمدة الصوفیة المتقدمین کداؤد الطائی والمحاسبی والسری
السقطی والمعروف الکرخی وجنید البغدادی والمتاخرین کابی النجیب السہر
وردی وعبد القادر الجیلانی وصاحب العوارف وابی القاسم القشیری
الی ان خلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشھوات ترجمہ
یہہ طریقہ ہے آگے بڑہنے والے اول درجہ کے لوگون کا اور طریقہ ہے تابعین اور
ایمہ مجتہدین اور اکابر مفسرین اور محدثین اور اگلے زمانہ کے برگزیدہ صوفیون کا
جیسے داؤد طائی اور محاسبی اور سری سقطی اور معروف کرخی اور جنید بغدادی رحمہم اللہ
اور پچھلے زمانہ کے اہل تصوف کا مانند ابونجیب سہروردی اور عبد القادر جیلانی وصاحب
عوارف اور ابو القاسم قشیری کی یہانتک نوبت پہنچی کہ اُنکے پیچھے رہے ناخلف
جنہون نے نماز کو ضایع کیا اور شہوتون کے پیچھے لگے اور محمد بن اسماعیل نے بھی اُنہین
کو بُرا کہا ہے جنکو تصوّف کا دعوے ہے اور ذکر الہی اور عبادات چھوڑکر لذات
نفسانی کے درپے ہورہے ہین چنانچہ لکھتے ہین او توھم ان ھذہ کرامات
لھولاء المجاذیب الضلال المشرکین الذین لا یسجدون للہ سجدة ولا

یذکرون اللہ وحدہ ان زعمت ھذا فقد اثبت الکرامات للمشرکین وھدمت بذلک قواعد الدین واذا عرفت بطلان الامرین علمت ان ھذہ احوال شیطانیۃ الی آخر ما نقلہ المصنف کیا تو گمان کرتا ہے تحقیق یہہ شعبدہ ان مجذوبون گمراہون مشرکون کی کرامتین ہین جو لوگ اللہ کو کبھی سجدہ نہین کرتے اور الہ واحد کا کبھی ذکر نہین کرتے اگر تو ایسا اعتقاد رکھتا ہے پس گویا تو نے مشرکون کے لئے کرامات کا درجہ ثابت کیا اور ایسے اعتقاد سے دین کے قواعد کو برباد کردیا اور جسوقت تو نے پہچان لیا باطل ہونا دونون امرون کا تو نے جان لیا اس بات کو تحقیق یہہ حالات شیطانی ہین ۔ اور شیخ ابن تیمیہ فرقان مین لکھتے ہین فان ابن عربی وامثالہ وان ادعوا انھم من الصوفیۃ فھم من الصوفیۃ الملاحدۃ الفلاسفۃ لیسوا من صوفیۃ اھل الکلام فضلا عن ان یکونوا من مشائخ اھل الکتاب والسنۃ کالفضیل بن عیاض وابراھیم بن الادھم وابی سلیمان الدارانی ومعروف الکرخی والجنید ابن محمد وسھل بن عبد اللہ التستری وامثالہ تحقیق ابن عربی اور اُسکی امثال اگرچہ دعوی کرین کہ وہ لوگ صوفی ہین پس وہ ہین ملحد فلسفی صوفی نہین ہین اہل کلام صوفیون مین سے چہ جائے کہ وہ ہووین اُن مشائخ مین سے جو صاحب کتاب اور سنت ہین جیسے فضیل بیٹے عیاض کے اور ابراہیم ادہم اور ابو سلیمان دارانی اور معروف کرخی اور جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری اور امثال انکے اور پہر اس کے قریب فرماتے ہین فان الجنید کان من ایمۃ الھدی بیشک جنید تہے پیشوایان ہدایت مین سے ملا صاحب نے ان عبارتون کو (جن مین طریقہ تصوف کا اقرار ہے اور صوفیہ کی خوبیون کا نام بنام ذکر ہے) حذف کردیا اور خلق خدا کے بہکانے کو ناقص عبارتین جن مین ملحدون کا ذکر ہے نقل کردین ۔ یہ انکار سنت کا وبال ہے جو تم خیانت اور تحریف کرنے لگے یاد رہے کہ پروردگار دغابازون کو کامیاب نہین کرتا ان اللہ

لایهدی کید الخائنین ہم کہتے ہین کہ جب بیعت کا سنت ہونا صحیح سندون سے
ثابت ہے پس بالفرض اگر ابن تیمیہ اور ملا علی قاری صوفیون کے منکر ہو جائین تو
اُنکے کہنے سے سنت منسوخ ہو جائیگی اور آپ پر تو اُنکا قول حجت نہ ہو مگر لوگون کے
حق مین حجت ہو جائیگا **مغالطہ ۱۱۹** جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے فان قلت ۱۱۹
قد یتفق من هولاء الذین یلوکون الجلالة ویضیفون الیه اهل الخلاعة
والبطالة خوارق پس اگر تو کہے کبھی اتفاق ہوتا ہے ان لوگون سے جو بولتے
ہین اسم اللہ کو اور نسبت کرتے ہین طرف اُنکی صاحب فریب اور بطال کرامتون کو
ہدایہ واہ کیا ہی ترجمہ کیا ہے۔ یتفق فعل اسکا فاعل ندارد۔ ویضیفون
جو کہ مع معطوف علیہ اپنی کے صلہ ہے موصول کا موصول صلہ ملکر اور مجرور ہو کر جار کا یتفق
سے متعلق تھا جدا جملہ بنا دیا خوارق (جو در اصل یتفق کا فاعل ہے) یضیفون کا
مفعول ٹھہرادیا اہل الخلاعة والبطالة جو یضیفون کا مفعول تھا فاعل اسکا بنا دیا۔ اور
یلوکون جسکے معنے ہین چبانا آپ اسکا ترجمہ کرتے ہین بولنا۔ اور یضیفون جس کے
معنے اس جگہہ مین ملانا ہے آپ اسکا ترجمہ نسبت کرنا بتلاتے ہین کہین فعل کو بیفاعل
کر دیا اور کہین فاعل کو مفعول اور مفعول کو فاعل بنایا ترکیب اور معنے اور ترجمہ الفاظ
سبکا ناس کر دیا اور سب سے عجیبہ یہہ ہے کہ عباد (جو بمعنے بندون کے ہے) کا
ترجمہ افواج سے کیا۔ صحیح ترجمہ یہہ ہے اگر تو کہے کبھی اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان
لوگون سے جو چبا کر (بگاڑ کر پڑھتے ہین) اسماء الہی کو اور ملاتے ہین ساتھہ اُسکے (اسماء
بیدلون اور گمراہون کے امور خوارق عادت (جو کرامات سے مشابہ ہوتے ہین)
مجھے اسوقت یہہ مثال یاد آئی اونٹ کی کونسی کل سیدھی ملا صاحب کے مسائل
اجتہادی اور عبارتون کے ترجمے اور انشا اور املا بجائے خود سب عجیب ہین —
مغالطہ ۱۲۰۔ اُسی مقام مین لکھا ہے کہ ذکر اللہ کا (جو مروج طریقہ ۱۲۰

نقشبندی ہے) ذکر نہین ہے جو اس ذکر سے حاصل ہوتا ہے سب شیطانی ہے
ھدایہ ملا صاحب تطہیر الاعتقاد کے حوالہ سے بیان کرتے ہین کہ طریقہ نقشبندی
کے ذکر اور شغل اور اُنکے حالات سب شیطانی ہین یہہ رسالہ دو دفعہ چھپ چکا ہے
غالباً اکثر لوگون کے پاس موجود ہوگا لوگ دیکھین اور ملا صاحب کی راست گوئی کا
اندازہ کرین صاحب تطہیر الاعتقاد فرماتے ہین فالعلت قد تیفق من ھولاء
الذین یلوکون الجلالۃ ویضیفون الیھا اھل الخلاعۃ والبطالۃ خوارق لطعن
انفسھم وحملھم لمثل الحنش والحیۃ واکلھم النار قلت ھذہ احوال شیطانیۃ
وانک لملبوس علیک ان ظننتھا کرامات للاموات لما ھتف ھذ الضال۔
باسماء ھم جعلھم اندادا وشرکا الی ان قال اوتزعم ان ھذہ کرامات لھؤلاء
المجاذیب الضلال المشرکین التابعین لکل باطل المنغمسین بین بحار الرذائل
الذین لا یسجدون للہ سجدۃ ولا یذکرون اللہ وحدہ پس اگر تو کہے کبھی
اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان لوگون سے جو چبا کر پڑھتے ہین اسماء الٰہی کو اور ملاتے
ہین اُنکے ساتھہ بیدینون اور گمراہون کے نامون کو کام خرق عادت جیسا کہ اپنے
جسم مین نیزہ مارنا اور حشرات الارض اور سانپ کو اُٹھالینا اور آگ کو کھا جانا مین جواب
مین کہونگا یہہ حالات شیطانی ہین اور اگر تو انکو مردون کی کرامات سمجھے تو (امر دین)
تجھپر پوشیدہ ہے جب کہ یہہ گمراہ اُنکے نام لیکر پکارتا ہے اُنکو خدا کا مثل اور
شریک ٹھہراتا ہے۔ آگے چلکر فرماتے ہین کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہہ افعال
کرامتین ہین ان مجذوب لوگون کے جو گمراہ شرک کرنیوالے ہر باطل کام کے
پیروی کرنیوالے بدعادتون کو دریاؤن مین غوطہ کہانے والے ہین۔ ایسے لوگ
جو اللہ کو ایک سجدہ نہین کرتے اور اُس اکیلے کا نام نہین لیتے ناظرین غور کرین
جو اِس عبارت اور مضمون کا (جو ذکر نقشبندی سے پیدا ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے)

کہین پیتہ نہین - ملا صاحب نے ایک مشہور رسالہ پر افترا کرکے اپنے آپکو اس مثل کا مصداق بنایا ہے - دروغ گویم بر روے تو - اور واضح ہو کہ مصنف رسالہ تطہیر الاعتقاد نے اس مقام مین ایک بڑی بہاری غلطی کہائی ہے وہ لکھتے ہین کہ بغیر طلب اور دعا کے صرف اللہ اللہ کرنا داخل ذکر نہین ہم کہتے ہین یہہ محض غلط ہے قرآن اور حدیث سے اسکا خلاف ثابت ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل ادعوا اللہ او ادعو الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی کہہ تو پکارو تم اللہ کو یا پکارو تم رحمن کو جسکو تم پکارو (سو بہتر ہے) پس اُسی کے واسطے ہین اچہے نام اور فرمایا فاذکرونی اذکر کم پس تم مجہے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا ان آیتون مین ارشاد ہے کہ خدا کو یاد کرو یا اللہ یا رحمٰن اور اللہ اللہ رحمن رحمن کہو غرض اسماء حسنی سے یاد کرو اور پکارو یاد الہی کے سبب رحمت نازل ہوتی ہے اور یہہ مستقل عبادت ہے اور دعا و استغفار علیحدہ چیز ہے حدیث شریف مین ہے کہ خدا کے ایک کم سو نام ہین جو شخص اُنکو یاد کریگا داخل ہوگا جنت مین اور صحیح مسلم مین ہے لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ اللہ اُن لوگون پر قیامت نہ آئیگی جو اللہ کہتے ہین اگر محض خدا کا نام لینا اور اُسکو یاد کرنا ذکر نہ ہوتا تو اسپر جنت کا وعدہ کیون ملتا اور قیامت جو عذاب الہی ہے اُن پر سے کیون ٹلائی جاتی و صاحب التطہیر محبوب والحق احب الینا منہ **مغالطہ**

۱۲۱ **۱۲۱** - اور دوسری جگہہ رسالہ مین لکھتے ہین کہ جو شخص یہہ اعتقاد کرے کہ اولیاء اللہ کے طریق ہین سواے طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جیسے کہ نقشبندیہ وغیرہ کہتے ہین) وہ کافر ہے اور اولیاء شیطان سے ہے **هدایہ** بیشک ایسے اعتقاد والا شخص گمراہ ہے مگر صوفیہ کرام کا یہہ عقیدہ ہرگز نہین اُن کے محققین کی تصانیف کو دیکہو کہ کسقدر اتباع سنت مین تاکید فرماتے ہین اور مخالف طریقہ نبویہ کو گمراہ تبلاتے ہین - میرزا مظہر صاحب اور مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ

صاحب اور مولینا محمد اسماعیل صاحب اسی زمرہ کے ہین ان بزرگون نے طریقہ
خلاف سنت کو کیسا ردّ کیا ہے اور ملا صاحب نے خود انکی عبارتون کو بطور سند ذکر
کیا ہے بالفرض اگر ایسا کلمہ کسی جاہل یا ملحد نے موںہ سے نکالا ہو تو کیا ایک شخص
کے گناہ کے بدلے ہم سب کو برا کہینگے اور تمام قوم پر مواخذہ کرینگے یہہ انصاف سے
بعید ہے **مغالطہ ۱۳۲** - اور جگہہ فرماتے ہین اور کرامات مین استعانت ۱۳۲
لیجاتے ہین ذکر اللہ اور قراءت قرآن سے اور صلوۃ اور دعا سے اور یہہ لوگ استعانت
پکڑتے ہین سماع اور تالیان بجانے سے **ھدایہ** رسالہ فرقان کی عبارت
جسکا ملا صاحب نے حوالہ دیا ہے ہم یہان لفظ بلفظ نقل کرکے ملا صاحب کی لیاقت
اور دیانت کا ایک نیا نمونہ دکھلاتے ہین صاحب فرقان لکھتے ہین فاذا کانت لا
تحصل بالصلوۃ والذکر وقراءۃ القرآن والدعاء بل تحصل بما یحبہ الشیطان
کالاستغاثۃ بالمخلوقات او کانت مما یستعان بھا علی ظلم الخلق وفعل الفواحش
فھي من احوال الشیطانیۃ لا من الکرامات الرحمانیۃ پس جبکہ خوارق عادت
کسی شخص کو نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن اور دعا سے حاصل نہ ہون بلکہ ایسی چیزون سے
حاصل ہون جنکو شیطان پسند کرتا ہے جیسے کہ مخلوقات کو پکارنا یا اس قسم کی چیز ہو جس
کے ذریعہ سے خلق اللہ پر ظلم کیا جائے اور بیحیائی وقوع مین آئے پس یہہ خرق عادت
حالات شیطانی سے ہے کرامات رحمانی سے نہین ہم افسوس کرتے ہین کہ وہ بعیت کے
لیئے ملا صاحب ہر خیر و شر کے ارتکاب کے واسطے تیار ہین کسی چیز سے پرہیز نہین نوبت
باینجا رسید کہ تحریف اور افترا جو سنت الیہود ہے اختیار کی - شاید اس ہدایہ کے مطالعہ
سے کوئی وہم کرے کہ راقم کے نزدیک سماع اور تالیان بجانے سے استعانت حالات
اور کرامات پر جائز ہے لا واللہ ہرگز ہرگز یہہ بات نہین بلکہ فقط مصنف کی تحریف اور افترا
ظاہر کرنا مراد ہے - دراصل مجوزہ سماع اور راگ تو خود ہی مصنف ہے جیسا کہ صـ۲ مین

حافظ ابن قیم پر حرمت راگ مین طعن کیا ہے **مغالطہ ۱۳۲**- اور اپنی جان ۱۳۲
اور مال اُسپر قربان کرے اور مال وجان سے اُسکا تقرب حاصل کرے اور اُس کی
خفگی کو خدا کی خفگی خیال کرے الی قولہ اور کوسون سے اُسکی زیارت کو آوے الی ان قال
یہہ محبت بیشک شرک جلی ہے **ہدایہ** جان اور مال سے نیکون کی خدمت
کرنی اور بہ نیت رضامندی الہی کے اُنکی رضاجوئی کرنی اور اُنکی ایذارسانی کو باعث
غضب الہی سمجھنا عین ایمان ہے حدیث قدسی ہے من عادی لی ولیا فقد
بارزنی بالحرب جس نے میرے دوست سے دشمنی کی پس تحقیق نکلا وہ میری
لڑائی کو اور آن حضرت فرماتے تھے ان من امن الناس علی فی مالہ ونفسہ
ابابکر تحقیق لوگون مین سے مجھہ پر بہت احسان کرنیوالا اپنے مال اور جان سے ابوبکر
ہے اور دارمی مین ہے کہ ابوبکر صدیق نے آن حضرت کی خدمت مین عرض کیا بل نفدیک
بآبائنا وامھاتنا وانفسنا واموالنا ہم اپنا مال جان باپ دادے آپ پر قربان
کرتے ہین اور ایکدفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور صہیب اور بلال رضی اللہ
عنہم کو ابوسفیان ملا صحابیون نے اُسکو دیکھہ کر کہا کیا خدا کی تلوارون نے نہین لیا
دشمنان خدا کی گردنون کو ابوبکر صدیق نے یہہ بات سُنکر کہا تم قریش کے سردار
کو ایسی سخت بات کہتے ہو پہر ابوبکر آن حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہہ سب
قصہ سُنایا آنحضرت نے سُنکر فرمایا لعلک اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم لقد اغضبت
ربک شاید تونے اُنکو غصہ دلایا ہے اگر تونے اُنکو غصہ دلایا ہے تحقیق تونے اپنے
پروردگار کو غصہ دلایا ہے پس ابوبکر اُنکے پاس آئے اور کہا اے بھائیو کیا مین
تمپر خفا ہوا تہا اُنہون نے کہا نہین - خدا تجھہ کو مغفرت کرے - اِن رواتیون سے صاف
ثابت ہے کہ اولیا اللہ کی خدمت مین سعادت ہے اور اُنکے رنج کرنے مین دین
اور دنیا کی بربادی مصنف صاحب اب کہو صحابہ کرام کے حق مین رجو مال وجان

رسول اللہ پر قربان کرتے تھے) کیا فتوی دوگے اور رسول اللہ کے باب مین (جو فقراء
صحابہ کے حق مین فرماتے تھے انکو غصہ دلانا پروردگار کو غصہ دلانا ہے) کیا حکم
جاری کروگے آپکی تحریر کے رو سے تو معاذاللہ وہ بہی مشرک ٹھہرے۔ کاش آپ یہہ رسالہ
نہ بناتے اور اہل بصیرت جو صدہا کوس سے اہل اللہ کی خدمت مین آتے ہین اُن کی
یہہ غرض ہے کہ طریقہ انابت اور خشیت اور احسان کا سیکھین اور علم باللہ حاصل کرین
اور طلب علم کے لئے سفر کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے **مغالطہ ۱۲۴** ۱۲۴
ظاہر یہی ہے کہ شد رحال کسی جگہہ تین مکانون کے سوا نہ کرو مگر جو شد رحال صریح
مجاز ہے اور شرع نے اجازت دی ہے جیسا سفر حج وتجارت وطلب علم **ھدایہ**
قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ علم دو قسم پر ہے۔ علم باللہ۔ اور علم بالاحکام۔ علم
باللہ (خوف وخشیت الہی) انسان کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور محض علم احکام (فرض
واجب حرام وحلال کی واقفی بغیر پہچاننے عظمت الہی کے) خدا کی حجت ہے بنی
آدم پر۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلما خدا کے بندون مین سے خدا کا خوف
وہی کرتے ہین جو علم والے (معرفت والے) ہین۔ امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا
وقائما یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون بہلا جو بندگی مین لگا ہے اوقات شب مین سجدے کرتا ہے یا
کہڑا رہتا ہے خوف کرتا ہے آخرت کا اور امیدوار ہے اپنے رب کی رحمت کا تو کہہ
بہلا برابر ہو جائینگے سمجہہ والے اور بے سمجہہ پروردگار نے اُن لوگون کو عالم اور سمجہہ
والے کہا ہے جو شب خیز عابد متقی ہین اور جن مین یہہ صفتین نہین وہ اِس زمرہ مین
شمار نہین ہوتے اُنکے حق مین فرمایا وہ گدہے ہین کتابون سے لدے ہوئے
کمثل الحمار یحمل اسفارا چارپائے برو کتابے چند۔ گدہا کتابون کا بوجہ اٹہا کر
عالم نہین بنتا ایسے ہی عالم بے عمل جسکو پڑہ گُن کر خوف وخشیت نصیب نہ ہو وہ عنداللہ

عالم نہین کہلاتا احکام شریعت سے واقف ہو کر جو سگ کی طرح نفس کی پیروی
کرتے ہین اُنکے حق مین فرمایا وہ کُتّے کی مانند ہین جیسا کتا اپنی مقتضائے طبیعت
کے سبب ہر وقت ہانپتا ہے ایسے ہی یہہ لوگ اپنی بد عادت کے سبب ہر دم نافرمانی
کرتے ہین فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث اصل علم
معرفت خوف خشیت الٰہی ہے جو اس مین کامل ہین وہ اس فن کے اوستاد اور
معلم ہین جیسا علم احکام (حدیث وفقہ) پڑہنے کے لئے سفر کرنا ضروری ہے ویسے
تحصیل معرفت اور خشیت کے واسطے سفر کرنا لازم ہے۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ ہم آنحضرت کے ہمراہ تہے آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا ایسا وقت
آنیوالا ہے جو لوگون مین سے علم اُٹھایا جائیگا یہانتک جو کچہہ بہی اُنکے قبضہ مین نہ رہیگا
زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح علم جاتا رہیگا ہم نے
قرآن پڑہا ہے اور آئندہ اپنے بال بچون کو پڑہائینگے (یہہ سلسلہ جاری رہیگا) آپ
نے فرمایا تجہہ کو روئی تیری ما اے زیاد ہم تجہے مدینہ والون مین سے دانشمند جانتے
تہے (پہر تو ہماری بات نہ سمجہا) یہہ ہین توریت وانجیل یہود اور نصاری کے پاس
پس اُنکو اِن کتابون سے کیا نفع ہے حدیث کا راوی کہتا ہے پہر مجہے عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا اتفاق ہوا اُن سے مین نے ذکر کیا ابو الدرداء ایسا
فرماتے ہین عبادہ نے کہا ابو الدرداء سچ کہتے ہین اگر تو چاہے تو مین تجہے بتلادون
وہ علم جو لوگون مین سے پہلے پہل اُٹہایا جائیگا وہ خشوع (خوف الٰہی) ہے اور قریب
ہے وہ حالت کہ تو جامع مسجد مین جاوے اور کسی شخص کو حالت خشوع مین نہ دیکھے
اِس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ الفاظ اور معانی کی واقفیت علم نہین خوف
خدا و معرفت الٰہی کو علم مقبول کہا جاتا ہے ملا صاحب اِس علم سے بے بہرہ ہین اِس
واسطے فرماتے ہین کہ بزرگون کے پاس جانے سے (جو کچہہ ہم سے زیادہ پڑہے

له رواہ الدارمی ورواہ احمد وابن ماجہ والترمذی مختصرا ۱۲

ہوئے نہین) کیا فایدہ بلکہ یہہ کفر اور شرک ہے - مین کہتا ہون اگر آپ ظاہر کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ سے بہی خبردار ہوتے تو اِس علم کے منکر ہو کر آیات اور احادیث
۱۲۵ کا مقابلہ نہ کرتے **مغالطہ ۱۲۵** اور موطا مین جو حدیث ہے ابوہریرہ ابوسعید
خدری کو ملا **ھدایہ** ملا صاحب کے حواس خمسہ مین خلل آگیا ہے ایک چھوٹا
سا فقرہ اور اسمین بہی غلطی کہائی آپ فرماتے ہین ابوہریرہ ابوسعید کو ملا اور حوالہ موطا
پر کرتے ہین - حالانکہ موطا مین یون ہے کہ ابوہریرۃ بصرۃ بن ابی بصرہ کو ملا ابوسعید
کا نام ونشان اُس جگہہ مین نہین مصنف کا عجب حال ہے نقل اور حوالہ اور نسبت اور
۱۲۶ املا چارون غلط اور اس لیاقت پہ اجتہاد کا دعوی **مغالطہ ۱۲۶** وفی الاحیاء
ذھب بعض اھل العلم الی الاستدلال بہ علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ
المشاھد وقبور العلماء والصالحین میرے مطلب کو اتنی عبارت ہی کفایت
کرتی ہے کہ بعض علما میرے موافق ہین اور اس حدیث سے استدلال پکڑتے
ہین اوپر سفر کرنے زیارت قبور اور زیارت صلحا کے کہ مشاہد کے لفظ مین جو جمع
ہے مشہد کے اور قاموس مین مشہد کے معنے محضر الناس لکہا ہے اسمین
داخل ہے **ھدایہ** ہمنے تسلیم کیا جو صاحب قاموس نے لفظ مشہد کے
معنے محضر الناس لکہے ہین اور محضر ظرف مکان ہے یعنے ایسی جگہہ جہان لوگ جمع
ہوان پس جس مکان کو لوگ متبرک سمجہکر زیارت کو آوین جیسے کسی پیر کی درگاہ
یا کسی شیخ کا چلہ وغیرہ وہان سفر کرنا بیشک بعض علما منع لکہتے ہین مگر کسی عالم یا شیخ
کی ملاقات کے واسطے سفر کرنا کسی کے نزدیک ناجائز نہین شیخ اور صوفی کوئی مکان
نہین ہے جنکی زیارت کی ممانعت لفظ مشاہد سے آپ نکالتے ہین - دیکہو شہر
طوس بہ سبب قبر امام علی رضا کے مشہد کہلاتا ہے آجتک کسی زندہ شخص کو کسی
نے مشہد نہین کہا واللہ اعلم آپ تعصب سے ایسی باتین کرتے ہین یا مقتضائے

اجتہاد یہی ہے اور علاوہ اسکے یہہ بات ہے کہ جنکے قول سے آپ سند پکڑتے ہین اُنہون نے
بصراحت تمام قبور اور مواضع فاضلہ کی زیارت کو مکروہ کہا ہے چنانچہ مجمع البحار اور
فتح الباری مین ہے واختلف فی شدها الی قبور الصالحین والی المواضع الفاضلة
فمحرم ومبیح قال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم عملا لظاهر الحدیث واشار القاضی
حسین الی اختیاره وبه قال عیاض وطائفة قبور صالحین اور مواضع فاضلہ کی
طرف سفر کرنے مین اختلاف ہے بعض علما اسکو حرام بتلاتے ہین اور بعض مباح ابو
محمد جوینی کہتے ہین کہ نظر بظاہر حدیث کے یہہ سفر حرام معلوم ہوتا ہے اور قاضی
حسین نے اسی مذہب کے پسند ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور قاضی عیاض اور
ایک طائفہ علمائ کا اسی مذہب کا قائل ہے اس عبارت سے امام غزالی رحمہ اللہ کے قول
کا مقصود صاف ظاہر ہوا کہ مراد مشاہد سے مکانات متبرکہ ہین یعنے کسی مکان کو
متبرک سمجھہ کر وہان جانا منع ہے علما اور صلحا کی زیارت کا وہان ذکر نہین - مانعین سفر
کے امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہین هذا الحدیث لا یتناول السفر الی
الاسکنة التی فیها الوالدان والعلماء والمشائخ والاخوان او بعض المقاصد
من الامور الدنیویة المباحة - اس حدیث مین وہ سفر داخل نہین جہان اپنے
والدین یا علما اور مشائخ اور اپنے بھائی ہون یا جس جگہہ اپنی دُنیاوی غرضین ہون
جنکا حاصل کرنا مباح ہے - دیکھیئے یہہ بزرگ تو زیارت علما اور صلحا کے واسطے سفر
کے اجازت دیتے ہین اور آپ لفظ مشاہد کے غلط معنے بتلاکر لوگون کو روکتے ہین
اور ناحق ان آیمہ دین پر افترا کرتے ہین - سنکتب شهادتهم ویسئلون مغالطہ ۱۴۷
۱۴۷ - اور وہ حدیث جو مسلم مین مروی ہے کہ ایک شخص دوسرے قریہ مین اپنے
بھائی کی ملاقات کو گیا تھا فرشتہ نے اسکو کہا کہ اللہ تجہہ کو دوست رکہتا ہے اس حدیث
سے تو اول سفر ہے نہین معلوم ہوتا جائیز ہے کہ قریہ قریب قریب ہون جیسا کہ ہم

دیکھتے ہین- **ھدایہ** بالفرض بستیان قریب قریب ہون تاہم اِس آمدورفت
کو سفر کہنیگے کیونکہ آپکے نزدیک تو سفر کی حد مقرر نہین قریب لبعید یکسان ہے اور
امام ابن قیم کہتے ہین کہ بہت سلف کا یہی مذہب ہے اور صحیح حدیثون سے بہی کوئی
۱۲۸ حد ثابت نہین ہوتی پس آپکا یہہ عُذر بالکل فضول ہے- **مغالطہ ۱۲۸** دوم
یہہ کہ بہائی اُسکا حقیقی تہا ظاہر یہی ہے ظاہر سے عدول کیون کیا جاوے اور صلہ رحم
کا واجب ہے اگرچہ شد الرحال سے ہی ہو- **ھدایہ** اگر وہ شخص حقیقی
بہائی کی مُلاقات کو جاتا تو (اصلہ) کہتا یعنے مین صلہ رحم کے لئے جاتا ہون حالانکہ
اُسنے (احبتہ فی اللہ) کہا یعنے مین اُس سے حب للہ رکہتا ہون اِس لئے زیارۃ
کو جاتا ہون- اور فرشتہ اُسکو اس عمل کی خوشخبری دینے نہ آتا انسان کو اپنے
رشتہ دارون سے طبعی محبت ہوتی ہے چنانچہ اکثر فاسق وفاجر اپنے اقربا سے محبت طبعی
رکھتے ہین اِس جہت سے وہ ایسی جزا کے مستحق نہین ہوتے- بالفرض ہم نے تسلیم
کیا کہ وہ دونون حقیقی بہائی تہے مگر ملاقات کی علت تو صلہ رحم بیان نہین کی بلکہ حب للہ
سُنایا اور فرشتہ نے بہی حبب خوشخبری دی تو یہہ وجہ بتلائی کہ حب اللہ کے سبب
خدا راضی ہے اسکے سوا اور کوئی وجہ بیان نہین کی اور حب للہ مین خویش اور بیگانہ
سب برابر ہین- غرض بہر طور اِس حدیث سے بہائی مسلمان کی ملاقات کے واسطے
سفر کرکے جانا ثابت ہوتا ہے اپنے بیگانے کا کچہہ فرق نہین- **مغالطہ**
۱۲۹- اور بعض لوگ جو حدیث شد الرحال پر کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قاعدہ ۱۲۹
نحو کا ہے کہ مستثنیٰ منہ جنس قریب نکالنی چاہئے اور جنس قریب سیاق کلام مین مسجد
ہے معنے حدیث کے یہہ ہوئی کہ کسی مسجد کی طرف شد رحال نہ کرو الا ان تین مسجدون
کی طرف اسکا جواب یہہ ہے کہ قاعدہ غلط ہے **ھدایہ** قاعدہ کو غلط بتلاکر
فارغ ہو بیٹہیے دیکہیے اِس حدیث کا کیا جواب دیتے ہین جس مین مستثنیٰ منہ (لفظ مسجد)

موجود ہے - امام احمد بن حنبل باسناد حسن اپنی مسند مین روایت کرتے ہین لا ینبغی للمطی ان تشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰة غیر المسجد الحرام والاقصی ومسجدی ھذا نہین لایق سواریون کے زین کسی جائین طرف کسی مسجد کے بغرض سے کہ اُسمین جاکر نماز پڑہین سواے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور اس میری مسجد کے - بالفرض اگر ہم ملا صاحب کا طریقہ اختیار کرین اور مستثنی منہ لفظ مکان نکالین تاہم علما اور مشائخ اسمین داخل نہ ہونگے - اور بموجب قاعدہ نحویون کے جنس لبعید اگر مراد لین تو بہی لفظ مکان مستثنی منہ ہوگا اور لفظ شیا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ رعائت جنس کی واجب ہے - مطلب برتقدیرین علما اور مشائخ داخل نہ ہونگے کیونکہ وہ غیر

۱۳۰ ہین مسجد اور مکان سے **مغالطہ ۱۳۰** کئی مکانون مین کلام اللہ مین مستثنی منہ اگر جنس قریب نکالین تو معنی صحیح نہین ہوتے جیسا کہ لا یعلم الغیب الا اللہ

ھدایہ ملا صاحب آئت قرآنی تو اس طرح جبر نہین کچہہ تو اللہ سے خوف کرو روسیت کے واسطے کسقدر بڑے بڑے گناہون کے مرتکب ہوگئے کبہی غلط حوالہ علما پر دیتے ہو اُسپر بہی قناعت نہین کی از خود حدیث بنا کر رسول اللہ کی طرف منسوب کر لیا اُسپر بہی آپ سے صبر نہ ہوا قرآن مجید مین کمی و بیشی کرنے لگے اعوذ بک من علم لا ینفع و قلب لا یخشع و دعاء لا یسمع آئت قرآنی یہہ ہے قل لا یعلم من فی السموات و [illegible] الارض الغیب الا اللہ اور یہہ آئت اس بحث سے تعلق نہین رکہتے کیونکہ اسمین مستثنی منہ مذکور ہے اور ہمارا گفتگو مستثنی مفرغ

۱۳۱ مین ہے **مغالطہ ۱۳۱** دوسری آئت وما ینظر ہولاء الا صیحة واحدة یہان جنس قریب صیحہ ہے مگر اُسکے معنے کچہہ نہین بنتے ضرور شیا ہے مقدر کرنا پڑیگا

ھدایہ اللہ جل شانہ نے بہت سے معجزے اور نشانیان دکہلائین اور کفار پہر بہی ایمان نہ لائے تب پروردگار نے یہہ آئت نازل فرمائی ما ینظر ہولاء

الا صیحۃ واحدۃ یعنے یہہ لوگ معجزات اور آیات دیکھہ چکے اب اور کچہہ باقی نہین
سوائے ایک سخت آواز کے جو بیچ مین دم نہ لیگی (اس سے مراد ہے نفخ صور) اس
معلوم ہوا کہ مستثنی منہ آیات ہین جو جنس قریب ہے اگر آپ بہی نظر انصاف سے دیکہین
تو ایسا سہل مسئلہ سمجہ سکتے ہین مگر تعصب نے آپکو بالکل کودن بنا دیا **مغالطۃ**
۱۲۳ جو شخص یہہ کہے کہ مین اس شخص کے پاس آیا ہون تاکہ اُسکی عادات و اخلاق ۱۲۳
دیکہون اور اسپر عمل کرون وہ مشرک فی الرسالۃ ہے **ھدایہ** ستعلم
لیلی ای دین تداینت ۔ وای غریم فی التقاضی غریمہا ۔ اے اہل اسلام اللہ او
رسول کے مضمون کو دیکہو اور اس مغالطہ کو پڑہ کر قصوری صاحب کی دیانت اور علم کا
اندازہ کرو اللہ جل شانہ فرماتا ہے واتبع سبیل من اناب الی تو پیروی کر اس شخص
کی جو رجوع ہوا ہے طرف میری اور جامع ترمذی مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا واھتدوا
بھدی عمار روش اختیار کرو تم روش عمار کی اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی[له]
ابی بکر و عمر اقتدا کرو تم ان دو شخصون کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے ابوبکر اور عمر اگر
کسی شخص کو صالح اور دیندار جانکر اُسکی اقتدا اور پیروی کرنا شرک ہے تو کیا معاذ اللہ
اللہ اور اُسکے رسول نے ہمکو شرک سکہلایا ہے ۔ تمہارا ٹہرا اعتراض یہہ ہے کہ جبکو ہم
پیغمبر خدا کے سوا پیشوا ایکڑینگے وہ شخص خود معصوم نہین اور جب اُسکی عصمت کا یقین
نہین تو یہہ غالب احتمال ہے کہ وہ کسی کام مین خطا کرے اور ہم اُسکی پیروی کے باعث
ناحق خطا وار اور گنہگار ٹہرین اسکا جواب یہہ ہے کہ پروردگار بندون کا حال خوب جانتا ہے
اور پیغمبر خدا تمسے زیادہ شریعت کو سمجہتے ہین جب اللہ اور رسول نے سوائے انبیا کے اور نیک
بندون کے اقتدا کا حکم فرما دیا تو اب عذر کرنا اور شبہہ ڈالنا شان اسلام سے بعید
ہے دیکہو تم دیکہو جو خدا کے مقرب بندے ہین انکو اس درجہ تک ترقی نصیب
ہوتی ہے کہ پروردگار انکے کان اور آنکہین اور ہاتہہ اور پاؤن بنجاتا ہے وہ اُسی سے

[له] رواہ احمد و الترمذی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم قال العقیلی رواہ ابن ماجہ من حدیث مالک عن ... وروی عن حذیفۃ ... اسنادہ جیاد ... ثبت ... الحافظ ابن حجر ...

سنتے ہین اور اُسی سے دیکھتے ہین اُسی سے پکڑتے ہین اور اُسی سے چلتے ہین- بہلا جنکو یہہ رتبہ نصیب ہو تمہین اُنکے اقتدا سے کیون انکار ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے وحسن اولئک رفیقا اچہے ہین یہہ لوگ رفاقت کے لئے - ایک وہ لوگ ہین کہ سو کام مین سے اُنکا ایک کام غلط اور خطا ہوتا ہے اور ایک وہ ہین کہ سو مین سے ایک بات اُنکی ٹہیک ہوتی ہے پس کچہہ شک نہین کہ زیادہ بہولنے والے ثابت قدمون کی پیروی کرکے اپنا آپ بچاوین اور اعتصام عروۃ وثقی قرآن وحدیث کو نجات کا اصلی ذریعہ سمجہین اور اگر کوئی کام خلاف شرع بنا بر طبیعت بشری اہل اللہ سے پاوین تو اس سے اعراض کرین اور اُس کام مین اُنکی تابعداری نہ کی جاوے **لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق** اُن کے باقی سب اخلاق وافعال مین تابعداری کرنی بحکم الٰہی ضروری ہے - یہہ عام قاعدہ ہے کہ اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے اور نادر کے واسطے حکم معدوم کا اسلئے اللہ اور رسول نے کثیر الخطا گنہگارون کو صالحین کے اقتدا کا ارشاد فرمایا اور اُنکی خطا کو جو بر سبیل ندرت ہے کالعدم سمجہا مطلق حکم اتباع فرمایا مگر افسوس کہ بد اندیش حاسد کو سوائے عیب کے کچہہ نظر نہ آیا

مغالطہ ۱۳۳ یہہ درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نہ مطلق کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کئی جگہہ پر اعتراض کئے ۱۳۳

ہدایہ ملا قصوری حضرت رسالت مآب کو ہر بات مین پیشوا نہین سمجہتا کچہہ اپنا بہی اختیار رکہتا ہے اور ہم بموجب اس آئیت کے **ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم** آنحضرت کو امام مطلق اور پیشوائے برحق جانتے ہین - اور آنحضرت کے حکم کی مخالفت اور آپ پر اعتراض کرنا ناجائز سمجہتے ہین اور معاذ اللہ اس بات کو صحابہ کبار کی طرف نسبت کرتا ہے کہ وہ حضرت رسالت پر کئی جگہہ اعتراض کیا کرتے تہے-

پھر جو مثالین لکھی ہین سوائے ایک مثال کے جسمین کچھہ نمونہ اعتراض کا ہے
اور کوئی مطابق نہین اُن مثالون مین یہہ ذکر ہے کہ بعض صحابہ نے بجا آوری
حکم مین دیر اور غفلت کی ملا صاحب کہتے ہین کہ اعتراض کیا معلوم ہوا کہ خود بدولت
تخلف اور اعتراض کو ایک جانتے ہین بالفرض جس نے اعتراض کیا اُس نے
بڑی بھاری خطا کی کسی کا منصب نہین کہ امتی ہوکر اپنے نبی پر اعتراض کرے
مغالطہ ۱۳۴ جیسا کہ رونے مین بیٹے کے مرنے پر یعنے ابراہیم ۱۳۴
ہدایہ کل کرامات اعتراض کی یہہ ایک مثال لائے آپ ایمان سے
کہو کہ اس اعتراض مین کس کی خطا تھی معترض کی یا آنحضرت کے صحابی نے
غلطی کھائی حضرت کو روتے دیکھہ کر آپکی نسبت بے صبری کا گمان کیا اور جو
شُبہ دل مین آیا بے تکلف عرض کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہہ بے صبری
نہین بلکہ (مصیبت زدہ کی مصیبت کو دیکھہ کر رونا) رحمت ہے جسکو پیدا کرتا ہے
اللہ اپنے بندون کے دلون مین اور بے شک پروردگار اپنے بندون مین
سے رحم دل بندون پر رحمت کرتا ہے۔ صحابی کی غلطی سے دلیل پکڑنی
اور رسول اللہ پر جواز اعتراض کا فتوی دینا کسقدر بھاری غلطی ہے **مغالطہ**
۱۳۵۔ اور بیقراری کرنے پر مرض موت مین **ہدایہ** یہہ آپکا قول ۱۳۵
خلاف واقع ہے آن حضرت کو بیقرار دیکھہ کر کسی نے اعتراض نہین کیا اگر سچے
ہو تو کسی کتاب کا حوالہ دو **مغالطہ ۱۳۶**۔ اور زینب نے انکار نکاح پر **ہدایہ** ۱۳۶
یہہ قصہ مفسرین نے تفاسیر مین نقل کیا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہے یا
کیسا اگر صحیح بھی سمجھین تو یہہ پایا جاتا ہے کہ بی بی زینب نے حکم بجا لانے مین
سستی کی اور یہہ نہین کہ آنحضرت پر اعتراض کیا اور اس سستی پر پروردگار نے
سخت وعید فرمایا اور یہہ آیت نازل کی وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا

قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ
ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا نہین لائق کسی ایماندار مرد یا عورت کو جسوقت
حکم لگا چکین اللہ اور رسول یہہ کہ سمجھین اپنے کامون مین اپنا اختیار اور جو شخص
نافرمان ہوا اللہ اور اُسکے رسول کا پس تحقیق گمراہ ہوا ظاہر گمراہی۔ پہر مفسرین
لکھتے ہین کہ بی بی زینب نے بعد نزول اس آئت کے عرض کیا قد اطعتک
فاصنع فی ما شئت فزوجھا زیدا مین آپکی اطاعت کرتی ہون پس آپ جو
چاہین سو کرین۔ پس آپ نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا ایک تو وہ اہل
ایمان تہے جنہون نے اپنا جان و مال سب اللہ اور رسول کے سُپرد کر دیا تہا اور
ہر وقت ہر معاملہ مین منتظر حکم رہتے تہے ایک آپ ہی ہین جو لوگون کو غلط حوالہ
۱۳۷ دیکر مخالفت رسول کی رغبت دلاتے ہین **مغالطہ ۱۳۷** اور بریرہ نے
بہی **ھدایہ** بریرہ کے معاملہ مین نہ آنحضرت نے حکم فرمایا اور نہ بریرہ
نے انکار کیا صحیح بخاری کی روایت مین اسکا صریح ذکر ہے آنحضرت نے بریرہ
کو فرمایا لو راجعتیہ اگر تو اپنے شوہر کی طرف رجوع کرے (تو مناسب ہے)
قالت یا رسول اللہ تامرنی اُس نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجہہ کو (اس
بات پر) حکم کرتے ہین (اگر حکم ہو تو سر آنکھون پر مجھے منظور ہے) قال انما
اشفع فرمایا نہین ہم صرف سفارش کرتے ہین قالت فلا حاجۃ لی فیہ بریرہ نے
عرض کیا تو مجہے اِس شوہر کی ضرورت نہین **مغالطہ** اور حدیبیہ مین قربانی
پر اور صلح کرنے پر **ھدایہ** اس معاملہ مین کسی نے اعتراض اور مخالفت نہین
کی بلکہ معاملہ شوری طلب تھا جیسا کسی کی رائے مین آیا ویسا عرض کیا اور مشورت
مین اہل مجلس پر لازم ہے کہ جیسا خیال دل مین آوے ویسا ظاہر کرین ورنہ
مشورت سے فایدہ کیا۔ جنگ بدر مین قیدیون کی بابت آنحضرت نے مشورت

کی سب نے یہہ رائے دی کہ فدیہ لیکر اُنکو چھوڑ دیا جاوے عمر فاروق نے سب
کے برخلاف عرض کیا کہ تمام قیدیون کو تہ تیغ کیا جاوے ایسا ہی مقام حدیبیہ
مین آنحضرت صلعم چاہتے تھے مگر عمر فاروق نے ناپسند رکھا اور اس مخالفت پر بڑا
زور دیا اس امید سے کہ شائد میری رائے کے موافق وحی آوے جیسا کہ بدر کے
قیدیون مین یہانتک کہ آنحضرت نے دشمنون سے عہد و پیمان کرلی اور ہدی کو
(قربانی کے جانورون کو جو بیت الله پہنچکر ذبح کئے جاتے ہین) وہین ذبح کرڈالا
تب اصحاب نے جانا کہ اب حکم نافذ ہوچکا مخالفت اور انکار کی گنجائش نہین فی الفور
اُٹھہ کھڑے ہوئے اور قربانیان کرنے لگے پھر کسی طرح کی مخالفت نہ کی۔ حضرت عمر کو
جب اپنی مخالفت اور اصرار کا خیال آتا تو بہت ڈرتے چنانچہ فرماتے ما زلت
اتصدق واصوم واصلی واعتق مخافة کلامی الذی تکلمت به مین ہمیشہ صدقہ
دیتا رہا ہون اور روزہ رکھتا ہون اور نفل پڑہتا ہون اور بردہ آزاد کرتا ہون اُس
بات سے ڈر کر جو مین نے موہنہ سے نکالی تھی تعجب ہے خود عمر رضی الله عنہ اپنی
بات کو گناہ سمجھہ کر کفارات دیتے رہین۔ اور ملا صاحب اُسی بات سے استدلال
کرکر آنحضرت پر اعتراض اور اُنکی نافرمانی کو جائز بتلاتے ہین۔ ناظرین اس ہماری
تقریر کو غور سے سمجھہ لین ایسے مغالطات سے بچنے کے لئے انشاالله بہت مفید
ہے **مغالطہ ۱۳۹**۔ اور بخاری مین ہے اسلم کی قوم ایک روز آپس مین ۱۳۹
تیراندازی کر رہے تھے رسول الله نے فرمایا کہ اے بنی اسمعیل تیراندازی کرو اور
مین فلانی طرف ہون فریقین نے تیراندازی چھوڑ دی آپ نے پوچھا کہ تم نے
تیراندازی کیون چھوڑ دی کہا یا رسول الله کیونکر تیراندازی کرین حالانکہ آپ اُن کے
ساتھہ ہو آپ نے فرمایا تیراندازی کرو مین دونون کے ساتھہ ہون امر مطلق وجوب
کا فائدہ دیتا ہے اُن صحابون نے باوجود امر کے تیراندازی ترک کردی اور عذر پیش

کیا اور آنحضرت صلعم نے اِنکے ترک کی تقریر کی تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین ہوتا **ھدایہ** تم جو کہتے ہو (فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی) یہہ قول تمہارا سراسر غلط ہے صحیح بخاری مین یہہ عبارت موجود ہے فامسک احد الفریقین پس تیر اندازی سے رُک گیا دو گروہون مین سے ایک گروہ یعنی جب آنحضرت ایک طرف شامل ہو گئے تو دوسری طرف والون نے دیکھا کہ اب بظاہر صورت آنحضرت سے مقابلہ لازم آئیگا اور یہہ شان ادب سے بعید ہے۔ کمال ادب کے سبب رُک گئے آپ نے سبب دریافت فرمایا اُنہون نے عرض کیا کہ آپ گروہ مقابل کے ساتھہ ہین ہم کس طرح تیر چلاوین آپ نے اُنکا عذر سُنکر (جسکے حرف حرف سے اخلاص ٹپکتا ہے) فرمایا تم تیر اندازی کرو مین دونو کے ساتھہ ہون۔ اصل قصہ اِس طرح ہے جیسا ہم نے نقل کیا مولوی صاحب نے اول تو دانستہ یہہ جھوٹ بولا (فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی) جنکے ساتھہ حضرت شامل ہوئے تھے اُنکو تو کوئی عُذر نہ تھا ناحق اُن کا نام بھی لے دیا تاکہ صحابہ کا بلا عُذر حکم نبی کو رد کرنا ثابت ہو جائے اور یہی اُسکا مقصود ہے چنانچہ صاف لکھتا ہے (تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ صلعم کا تشریعی نہین ہوتا) دیکھو یہہ شخص اپنی جان کا دشمن کیسا دلیر ہے۔ افترا ہو یا اللہ اور رسول کی بی ادبی کسی بات سے نہین چوکتا۔ اور اِس مقام مین جو آپ نے تیر اندازی کا ارشاد کیا اگرچہ یہہ امر وجوبی نہ تھا ایک سرسری بات تھی تاہم صحابہ کبھی کبھی بجا آوری مین دیر نہ کرتے مگر چونکہ آنحضرت خود ایک فریق مین شامل ہو گئے تھے تو فریق مقابل عذر شرعی کے سبب مجبور ہو گئے یہہ ایسا عُذر ہے کہ اگر امر واجب کو ایسے عُذر کے سبب چھوڑ دیا جائے تو عین ایمان ہے صدہا احکام عُذر کے باعث ترک کئے جاتے ہین اور شارع کی طرف سے اجازت ہے مثلاً قیام فی الصلوۃ بیماری کی حالت

مین اور روزہ حالت سفر مین کیا اس سے یہہ لازم آئیگا کہ پیغمبر خدا صلعم کے (یہہ احکام) یا تمام احکام مشروع نہین ہین معاذ اللہ من ذلک - بات اتنی تہی کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے شارع علیہ السلام کے تمام احکام واسطے وجوب کے نہین ہوتے بعض حکم استحباباً اور استحساناً ہوتے ہین - یا یون کہتا کہ عذر شرعی سے ترک کرنا حکم کا جایز معلوم ہوتا ہے مگر سچی بات سے اسکا باطل مدعا حاصل نہ ہوتا تہا اس لئے ناحق کلام کو طول دیتا چلا گیا اور خبط او تناقص کلام مین پڑا ملا صاحب فرماتے ہین کہ چہوڑ دینا صحابہ کا تیر اندازی بہ سبب عذر کے دلیل ہے اس بات کی کہ کل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین ہوتا - مین کہتا ہون کہ اگر آپکے نزدیک چہوڑ دینا امر شرعی کا بہ سبب عذر جایز نہین تو آپکا یہہ کہنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ و کل اہل اسلام سے برخلاف ہے اور اگر جایز ہے تو آپکا استدلال غلط اور لغو ہوا کیونکہ انہون نے تو عذر سے چہوڑ دیا تہا - طرفہ یہہ ہے کہ آپ نے لکہا ہے - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین - ملا صاحب یہان تو فعل کا ذکر نہین اگر یون کہتے کہ کل امر رسول اللہ کا تشریعی نہین تو ایک بات تہی شاید مصنف امر اور فعل کے درمیان فرق نہین کر سکتے منصف حق پسند اس مثال مین غور سے تامل کرے کہ یہان اعتراض صحابہ کونسا ہے اور رسول اللہ کا نامحمود فعل کونسا -

فہم نصیب نہین ناحق پیغمبر پر اعتراض کرنیکا فتوی دے بیٹہا **مغالطہ ۱۴** ۱۴۰

اور مرض موت مین رسول اللہ صلعم نے کاغذ مانگا کسی نے نہ دیا اور کہنے لگے حسبنا کتاب اللہ

ہدایہ یہان کسی نے عدول حکمی اور اعتراض نہین کیا بلکہ خطا اجتہادی (سمجہہ کی غلطی) ہے سرور کائنات بیمار تہے اور مرض کا غلبہ تہا اس حالت مین آپ نے ارشاد فرمایا ائتونی اکتب لکم کتاباً لن تضلوا

بعدہ ابداً تم میرے پاس لاؤ (کاغذ و قلم) تاکہ مین لکھہ دون تمہین ایسی نوشت جسکے بعد تم کبہی گمراہ نہ ہوگے بعض صحابہ کو خیال آیا کہ دین پورہ ہوچکا ہے اور اللہ کریم نے اتمام نعمت کردیا فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعوني و في روایۃ قوموا عني پس لوگ آپسین کہنے لگے اسوقت جناب کی کیا حالت ہے کہین عالم بیہوشی مین بہکتے تو نہین اچہی طرح آپ سے پوچہو اور سمجہو پس لوگ بات کو اُلٹا اُلٹا کرنے لگے دریافت کرنی پس آپ نے فرمایا چہوڑو مجہے اور ایک روائیت مین ہے میرے پاس سے اُٹہہ جاؤ۔ اور اُنکے اِس خیال کا منشا یہہ آئت تہی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا پروردگار فرماتا ہے آجکے دن مین پورا کرچکا واسطے تمہارے تمہارا دین اور کامل کرچکا تمپر اپنی نعمت اور مذہب اسلام کو تمہارے واسطے دین پسند کرچکا۔ یہہ آئیت پہلے اُتر چکی تہی اگر نظر انصاف سے دیکہین تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ حکم خدا و رسول پر ایسے ثابت قدم تہے کہ ایک نیا حکم سنکر (جو بادی النظر مین اُنکو حکم سابق کے خلاف معلوم ہوا) اپنے دل کی تسلی کے سوا ایک قدم آگے نہ بڑہے اور شبہ مٹانے کی خاطر دوبارہ پوچہنا چاہتے تہے کہ آن حضرت نے اُس حکم کو ملتوی رکہا اور حاضرین کو اُٹہہ جانے کا ارشاد کیا چنانچہ عمر فاروق کے دل مین بہی خدشہ پیدا ہوا اور بولے حسبنا کتاب اللہ قرآن مجید ہماری ہدایت کے واسطے کافی ہے اور حاضرین مجلس مین سے بعض اصحاب اِس خیال سے محفوظ رہے اور اُس موقع کو یاد کرکے (جو دوسرون کے تکرار کے سبب اُنکے ہاتہہ سے نکلگیا) بہت افسوس کرتے چنانچہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما کہا کرتے ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم و بین ان یکتب لھم ذلک الکتاب

بیشک رنج نہائیت درجہ کا رنج اُس چیز کا ہے جس نے آنحضرت کو تحریر سے روکا
صحابہ کبار سے جب اس قسم کی خطا سرزد ہوتی تو کبھی رب العالمین کی طرف سے
اُنکو سخت عتاب ہوتا اور کبھی خود ہی اپنے قصور کو یاد کرکے نادم ہوتے اور
مارے الم کے نماز و روزہ صدقہ و خیرات سے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرتے۔ تم عجب
مسلمان ہو جنکا یہہ اعتقاد ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے کل اخلاق اور افعال پسندیدہ
نہین اور رسول اللہ پر کوئی اعتراض کرے تو جائز ہے بیعت کے بحث مین سنت
کے معنے ہم نے ایسے بیان کئے تھے جس سے سنت فعلی (جو کام آپ نے
کیا ہو) اور سنت تقریری (جو کام کسی نے آپکے روبرو کیا اور آپ نے دیکھہ
کر سکوت فرمایا) کا انکار پایا جاتا تہا یہان آکر مطلق سنت سے انکار کردیا
جب آپکے تمام اخلاق اور افعال پر دل کا اطمینان نہین تو اتباع کیسا۔ اصل مین
یہہ سب خرافات نیچریون کے ہین مگر اس تحریر سے ہمین معلوم ہوا کہ مصنف
۱۴۱ نے بہی اُنکی شاگردی کی اسلئے حولہ بدندن **مغالطہ ۱۴۱** رسول اللہ نے
خود فرمایا انتم اعلم باموردنیاکم اور حدیث تابیر مین ہے انما انا البشر اذا
امرتکم بشیئ من امر دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیئ من رائی فانما انا بشر
ہدایہ ان روائیتون کو تمہارے مدعا سے کچھہ تعلق نہین تمہارا مطلب
یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کسی امر دینی کا حکم کرتے اور
اصحاب رضی اللہ عنہم اُسپر معترض ہوتے دیکھو مقام حدیبیہ مین قربانی پر انکار
کرنا اور کاغذ قلم لانے کا حکم نہ ماننا (جسکو تم بطریق مثال لائے ہو) دینی امر کا
انکار ہے قربانی۔ اور نصیحت لکھنی کوئی دُنیاوی یا طبعی کام نہین پس ثابت ہوا
معاذ اللہ اصحاب نبی ہر ایک حکم شرعی مین آپکے تابعدار نہ تہے اور یہی بات تم
سکھلانی چاہتے ہو حدیث انتم اعلم باموردنیاکم اور روائیت واذا امرتکم

لشیئی من رائی مین صاف ذکر دُنیاوی کامون کا ہے ان روایتون سے یہہ نہین
ثابت ہوتا کہ آپکے جملہ عادات و اخلاق پسندیدہ نہین ہین البتہ یہہ پایا جاتا ہے
کہ تجارت زراعت زرگری اور آہن گری اور اِسکے سوا جتنے دنیاوی کام ہین
اُنکو اہل حرفہ انبیا علیہم السلام سے زیادہ اپنے کامون سے واقف ہین انبیا ایسے
کامون مین دخل نہین دیتے اور کبھی دنیا کی طرف توجہ نہین فرماتے ۔ وہ جس
کام کے واسطے مبعوث ہوئے ہین رات دن اُسی مین مشغول رہتے ہین ۔ وہ
انجنیر نہ تھے جو ہمین عمارت کا ڈھنگ بتلاتے ۔ ڈاکٹر نہ تھے جو ہمین جراحی سکھاتے
ہر فن مین جو زیادہ مشاق ہے وہی اُستاد ہے اگر کوئی اِس سے یہہ نتیجہ نکالے
جو بس دینی معاملات مین بہی لوگ اور انبیا برابر ہین تو کفر اور اسلام مین کیا فرق
۱۴۳ رہا **مغالطہ ۱۴۳** جب رسول اللہ کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکا
اقوال و افعال و اطوار سب محمود ہون **ہدایہ** جب تمہارا یہہ اعتقاد ہے کہ
پیغمبر خدا صلعم کے بعض اقوال و افعال کو اچھا جانتے ہو اور بعض کو ناپسند رکھتے
ہو تو پہر رسول کو رسول کہنے کی کیا حاجت ہے ۔ جسکا تمام عمر مین چال چلن نیک
نہ ہوا اُسکی نبوت کیا ہے ۔ مصنف صاحب آپ ایمان سے کہو یہہ بحث آپکا ضد کے
رو سے ہے یا سمجھہ ہی اتنی ہے ؎ فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ، و
۱۴۴ ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ، **مغالطہ ۱۴۴** اور کئی برس اور کئی مہینے
گھربار چھوڑ کر اُسکے جوار مین رہین **ہدایہ** صحابہ کبار مین سے ایسے لوگ
بھی تھے جنہون نے تمام عمر گھربار نہین بنایا ۔ رسول رب العالمین کی مسجد مین
اوقات زندگی بسر کی لوگ اچھا کہاتے اچھا پہنتے اور یہہ معتکفان بارگاہ عالی رسالت
فاقہ مستی دُنیا و مافیہا کو چھوڑ کر وہین پڑے رہتے تاکہ پیٹ بہر کر آپکی صحبت کا فیض
حاصل کرین اور معرفت الہی سے مستفیض ہون ۔ ایسا ہی اِس آخر زمانہ مین اگر

کوئی اس سنت پر عمل کرے اور واسطے تحصیل علم باللہ کے کسی عالم حقانی کی
خدمت مین جارہے تو بیشک عنداللہ مستحق اجر کا ہوگا البتہ جسکے ایمان مین ضعف ہے
وہ مہاجرت فی سبیل اللہ نہین کرسکتے چنانچہ رب العالمین نے منافقون کے
حالات نقل کئے ہین کبھی کہتے شغلتنا اموالنا واھلونا کبھی عذر کرتے ان بیوتنا
عورة وما ھی بعورة ہمین مال اور اہل وعیال کا فکر رہتا ہے۔ ہمارے گھر کھلے
پڑے ہین کوئی خبرگیران اور محافظ نہین افسوس ملا قصوری پیروان سنت پر اعتراض
۱۴۴ کرتا ہے اور روش منافقین کی طرف رغبت دلاتا ہے **مغالطہ ۱۴۴**
اور یہہ عذر انکا کہ ہم مسائل پوچھنے جاتے ہین حالانکہ وہ آپ بھی علم والے ہین
اور قرب وجوار مین بھی عالم ہین پہر انکا یہہ کہنا بہانہ ہے **ھدایہ** یہہ عذر انکا
اہل بصیرت کے نزدیک درست ہے جس علم کے وہ طالب ہین اس علم سے تم
اور ہم جیسے عالم بالکل بیخبر ہین وہ علم ہماری تمہاری صحبت سے ہاتھ نہین لگتا وہ اہل اللہ
کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اس آخر زمانہ مین علم باللہ یعنے احسان اور اخلاص
خلق اللہ مین سے ایسا اٹھایا گیا ہے کہ اگر شاذونادر کوئی اس عالی رتبہ کو پہنچتا ہے لوگ
اسکو دیوانہ اور مجنون سمجھتے ہین خاصکر جنکو پیر سے لگاوٹ ہے وہ تو مونہہ پہاڑ پہاڑ
کر اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہین اب ہم ناظرین کو اس بات کی طرف توجہ دلاتے
ہین کہ ملا قصوری نے دیباچہ مین وعدہ کیا تھا کہ مین ہر بات مین قرآن اور حدیث
صحیح یا حسن سے تمسک کرونگا جوابات عشرہ اسکے ختم ہوچکے اور بجائے قرآن وحدیث
کے جو کچھہ اسنے لکھا ہے وہ ظاہر ہے۔ پروردگار اسکو ہدایت کرے اور ہمین صراط
مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔

بحث الہام کی

مغالطہ ۱۴۵- الہام کے معنے لغت مین یہہ ہین الہام چیزے در دل انداختن ص۱۴۵
وآنچہ خدا در دل اندازد- صراح- ویقال الہمہ اللہ خیرالقنہ ایاہ قاموس- لغات مین لعبد
تفحص کے معلوم ہوا کہ الہام دل کے خیال کو کہتے ہین **ھدایہ** آپ نے
صراح اور قاموس کی عبارتین تو نقل کر دین مگر افسوس کہ مطلب نہ سمجھے- صراح مین لفظ
(چیزے) اور (آنچہ) موجود ہے- پس عبارت کے کیا معنے ہوئے الہام کیا ہے
کوئی چیز دل مین ڈالنی اور جو کچہہ خداوند کریم کسی کے دل مین ڈالے خواہ وہ خیال
ہو یا کلام یا تحدیث واللہ اعلم آپ نے خیال کی خصوصیت کہان سے نکالی ہے قاموس
کی عبارت کو دیکھو (یقال الہمہ اللہ خیرا) کہا جاتا ہے الہام کیا اللہ نے اُس شخص کو
بہترائی کا (لقنہ ایاہ) سمجہا دیا یا سکہلا دیا یا کہہ سُنایا اُس شخص کو وہ کام- صاحب
قاموس نے الہام کے معنے کئے ہین تلقین کے اور غیاث اللغات مین ہے (تلقین
فہمانیدن و تعلیم کردن) سمجہانا اور سکہلانا (وماخوذ از تلقن بمعنے فہمیدن و گرفتن سخن
از کسی) اور لفظ تلقین لیا گیا ہے تلقن سے جسکے معنے ہین سمجہہ لینا اور حاصل کرنا
بات کا کسی سے- اور قاموس مین ہے التلقین التفہیم تلقین کے معنے ہین
سمجہانا اور مجمع البحار مین ہے لقن ای فہم حسن التلقین لما لیسمعہ مرد لقن
یعنے سمجہہ وار اچہی طرح پا جانے والا جس بات کو سُنے- حدیث شریف مین ہے
لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ کہلوادو تم یا سکہلاؤ تم اپنے قریب الموت لوگون
کو لا الہ الا اللہ اور ایک روایت مین ہے لقنوا موتاکم یٰس سکہلاؤ تم اپنے مردون
کو سورہ یٰس اور ابو کبشہ کی حدیث مین ہے فذھب حسن الحفظ عنی حتی
کنت القن فاتحۃ الکتاب پس جاتا رہا میرا حافظہ یہانتک کہ مجہے سورۃ فاتحہ

کہلاتے اور کتب لغت مین لفظ القان کے معنے لکہے ہین سمجہانا - تعلیم کرنا - تلفظ کرنا
اور ان روایات مین جہان لفظ لقنوا یا القن کا آیا ہے پڑہانے یا سکہلانے کے
معنے بن سکتے ہین اگر یہان آپ کی طرح دل کے خیال معنے کرین توکیا ترجمہ ہوگا مُردہ
کو کلمہ لا الہ الا الله اور سورہ یسین کا خیال کراؤ - اور سورہ فاتحہ کا مجہے خیال کرایا جاتا تھا
ملا صاحب آپ نے کونسی کتابون کا تفحص کیا تہا - صراح اور قاموس کی عبارت تو ہمارے
مفید مطلب ہے کوئی اور کتاب بتلائیے جس مین الہام کے معنے دل کا خیال لکہے
ہون **مغالطہ ۱۴۶** الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین **ھدایہ** ۱۴۶
آپ نے قاموس کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اور صاحب قاموس نے الہام کے معنے
کئے ہین تلقین اور تلقین مین تکلم اور کلام ہی ہوتی ہے اور تکلم اور کلام کو آواز وندا لازم
ہے پس آپ کہان سے کہتے ہین کہ (الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین) الفاظ
کا ترجمہ اجتہادی بات نہین کہ آپ اپنے اجتہاد سے جو جاہین لکہہ دین یہان کتب
لغت اور محاورہ عرب کی سند درکار ہے - **مغالطہ ۱۴۷** اور کسی لغت مین ۱۴۷
نظر نہین آیا جو شخص یہہ کہے کہ مجہہ کو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مین نے جواب دیا کہ
کس طرح کرون **ھدایہ** چشم بد دور کیا عجب عبارت ہے ہر چند فکر کیا کچہہ
سمجہہ مین نہین آتا جملہ اول (اور کسی لغت مین نظر نہین آیا) اگر اسکو پہلی عبارت سے
ربط دیتے ہین تو اگلی عبارت (جو شخص یہہ کہے کہ مجہہ کو الہام ہوا) ناتمام رہی جاتی
ہے لفظ (جو) موصول متضمن معنی شرط چاہتا ہے جزا کو اور یہان جزا کا پتہ نہین
اور اگر جملہ اول کو عبارت مابعد سے ملاکر کل مغالطہ کی عبارت کو ایک بنادین تو یہہ معنے
ہوتے ہین (کسی لغت والے نے کسی صاحب الہام کا یہہ قصہ نہین لکہا کہ تو یہہ بات
کر اس نے کہا مین کس طرح کرون) اور تمام عبارت بالکل لغو اور پوچ ہوجاتی ہے
اہل لغت معانی الفاظ بیان کیا کرتے ہین قصہ خوانی اُنکا کام نہین - الہام کی

حکائیتین اور اسکے اقسام اور کیفیتین وہی لوگ تبلا سکتے ہین جو صاحب حال ہین۔
واضح ہو الہام کے چند اقسام ہین ایک تحدیث یعنے وہ کلام جو پردۂ غیب سے نازل ہوتی ہے پس اگر انبیا علیہم السلام پر نازل ہو تو اُسکو اصطلاح شرعی مین وحی کہتے ہین اور اگر اولیاء اللہ پر نازل ہو اُسکو تحدیث کہتے ہین اور ایسے ہی لفظ وحی مورد کے اعتبار سے جداگانہ معنے رکہتا ہے اگر سوائے نبی کے اور کسی کی طرف وحی کی نسبت کیجائے تو اُس جگہ الہام مراد ہوگا چنانچہ اس آیت مین واذا وحیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی جبوقت الہام کیا ہمنے حواریون کی طرف کہ یقین لاؤ مجہہ پر اور میرے رسول پر اور اس آیت مین واوحینا الی ام موسی ہم نے الہام کیا موسی کی والدہ کو۔ چونکہ یہہ لوگ نبی نہ تہے اس واسطے اِن آیتون مین وحی کا ترجمہ الہام کیا جاتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کی قراءت مین ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الآیۃ اور نہین بہیجا ہمنے تجہہ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ صاحب الہام آخر آیت تک اگرچہ لفظ محدث ہماری قراءت متواتر مین نہین مگر علماء کے نزدیک قراءت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکہتی ہے اور حدیث صحیح مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فعمر بیشک پہلی امتون مین صاحب الہام تہے پس اگر میری اُمت مین کوئی ہوگا تو عمر ہوگا۔ اِس آیت اور حدیث مین تحدیث کی قسم کا بیان ہے۔ تحدیث کے معنی ہین بات کرنی پر ثابت ہوا کہ صاحب الہام کو غیب سے کلام سُنائی دیتی ہے ملاصاحب جو الہام کو محض خیال تبلاتے ہین بالکل غلط ہے۔

قسم دویم۔ زبانی فرشتہ متشکل بشکل بشر کے کلام سُننا جیسا کہ مریم علیہا السلام کے حق مین فرمایا فارسلنا الیها روحنا الآیات پس ہم نے بہیجا مریم کی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو آیتون کے اخیر تک واذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک

جسوقت کہا فرشتون نے تحقیق اللہ خوشخبری دیتا ہے تجہہ کو واذ قالت الملائکۃ
یمریم ان اللہ اصطفاک اور جسوقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ نے
برگزیدہ کیا تجہہ کو اس قسم کے الہام کو اصطلاح قوم مین خطاب ملکی بہی کہتے ہین
تیسرا قسم الہام کا یہہ ہے کہ صاحب الہام کے دل سے خود بخود ایک بات جو حق
بات ہے اور اُسکی زبان پر آتی ہے اکثر ایسی بات بہی مونہہ سے نکلتی ہے کہ پیشتر
اُسکو یاد نہ تہی بلکہ اُسکا علم نہ تہا حقیقت مین وہ کلام غیبی ہوتی ہے خیالات نفسانی
نہین ہوتے۔ قسم سویم کا الہام باعتبار مورد کے دو قسم ہے اور ہر ایک قسم کا جدا جدا
نام ہے اس قسم کا الہام اگر نبی کو ہو تو اُسکو نفث فی الروع کہتے ہین حضرت فرماتے
ہین ان روح القدس نفث فی روعی تحقیق ہو نکا جبرئیل نے میرے دل مین اگر
کسی اور شخص کو ہو تو اُسکا نام نطق سکینہ ہے چنانچہ صحابہ کرام کہتے ماکنا نبعد
ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر و قلبہ ہم بعید نہ سمجہتے اس بات کو جو سکینہ گویا
ہوتا ہے عمر فاروق کی زبان اور دل پر۔ یعنے عمر کی بات سُنکر ہم یون گمان کرتے تہے
کہ یہہ شخص اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ الہام ربانی سے کہتا ہے۔ شارحان حدیث
سید۔ طیبی۔ صاحب لمعات لکہتے ہین سکینہ اُس شے کا نام ہے جو صاحب الہام
کی زبان پر ڈالی جاتی ہے یا فرشتے کا نام ہے جو الہام لیکر آتا ہے قسم چہارم
یہہ ہے کہ صاحب الہام کے دل مین محض خیال آوے جیسا کہ ملا صاحب نے بیان
کیا ہے اور ان دو حدیثون مین بہی اسی کا ذکر ہے ان للملک لمۃ بقلب ابن آدم
وللشیطان لمۃ فلمۃ الملک ایعاد بالخیر و تصدیق بالوعد ولمۃ الشیطان ایعاد
بالشر و تکذیب بالوعد تحقیق فرشتہ کا لگاو ہے انسان کے دل سے اور شیطان
کا بہی لگاو ہے فرشتے کی لگاوٹ کیا ہے بہترائی کا وعدہ دینا اور خدا کے وعدون
کو سچ دکہلانا اور شیطان کی لگاوٹ بُرائی کا وعدہ دلانا اور خدا کے وعدون کو جہٹلانا

رواه البیہقی
والبغوی فی
عن ... رواه البیہقی
رواه الترمذی

والداعی فوق الصراط واعظ اللہ فی قلب کل مؤمن اور رستہ پر کھڑا ہو کر پکارنے
والا۔ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل مین ہے۔ حافظ ابن القیم مدارج مین
فرماتے ہین والالھام ینقسم الی عام وخاص وعامہ قد یقع کثیرا وخاصہ
قد یقع نادرا انتھی ملخصا اور الہام منقسم ہوتا ہے طرف عام اور خاص کے اور
قسم عام اسکا اکثر واقع ہوتا ہے اور قسم خاص کبھی شاذونادر وقوع مین آتا ہے یہہ
چارون قسم آیات اور احادیث سے ثابت ہین ملا صاحب نے چوتہا قسم بیان کرکے
تینون قسمون کی نفی کر دی اور برخلاف کتاب وسنت اور علماء امت کے ایک مذہب تازہ
۱۴۸ نکالا ھداہ اللہ **مغالطہ ۱۴۸** لیکن شرع مین یہہ بات ثابت نہین کہ ایک
شخص چلا جاتا تہا اور ہاتف نے آواز دیا قرآن مین بہی اسکا ذکر نہین پس معلوم
ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین **ھدایہ** ہاتف۔ صائح۔ منادی
تینون کے ایک ہی معنے ہین آواز دینے والا۔ چیخنے والا۔ پکارنے والا۔ اب ہم
آیتون اور حدیثون سے ثابت کرتے ہین جو کئی شخصون کو صائح اور منادی نے
پکارا اور آواز دی۔ صحیح بخاری مین ہے لما مات الحسن بن الحسن ضربت امرأتہ
القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت فسمعت صائحا یقول الا ھل وجدوا ما
فقدوا۔ فاجابہ آخر۔ لابل یئسوا فانقلبوا جبکہ انتقال کیا حسن بن حسن رضی اللہ
عنہما نے اُنکی بیوی نے اُنکی قبر پر ایک سال خیمہ لگا رکہا پہر خیمہ اُٹہا لائی پس
اُس نے سُنا ایک پکارنیوالا کہتا ہے کیا اُنہین پا گیا جو اُنہون نے کھو یا تہا۔
دوسرے نے جواب دیا نہین بلکہ نا امید ہو گئی پس لوٹ چلی۔ ملا علی قاری نے
صائح کا ترجمہ ہاتف سے کیا ہے۔ اور حدیث معراج مین ہے فلما جاوزت
نادی منادٍ امضیت فریضتی وخففت عن عبادی پس جب مین گذرا ایک
پکارنے والے نے پکارا مین نے اپنے فرض کا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندون

کے واسطے تخفیف کردی - اور ساریہ رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہے فاذالصائح
یصیح یا ساری الجبل اچانک ایک چلانے والے نے چلاکر کہا اے ساریہ پہاڑ
کی طرف رہ اور حدیث صحیح مین ہے فسمع صوتا فی السحابۃ اسق حدیقۃ فلان
پس بادل مین سے ایک آواز سُنی فلان شخص کی باغ کو پانی دے مجمع البحار مین
ہے اھتف بالانصار ای نادھم بلا حما تیون کو یھتف یصیح دونون کے ایک
معنے ہین ایسا ہی ھتفت صاحت غرض حدیث کی شرحون اور لغت کی کتابون سے
ثابت ہوا کہ ہاتف اور صائح اور منادی کے ایک معنے ہین اور نیز صحیح روائتون سے
جن سے انکار کرنا پیروان سنت سے بعید ہے ثابت کیا گیا جو ہمارے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حسن بن حسن کی بیوی نے اور میدان جنگ مین
ساریہ رضی اللہ عنہ نے اور جنگل مین کسی مسافر نے ہاتف کی آواز سُنی اور سمجھی
پس یہہ قول مصنف کا (ان معنون مین جو یہہ لوگ استعمال کرتے ہین کہین قرآن
وحدیث مین نہین آیا) بآواز دہل منادی کرتا ہے کہ بیچارہ بالکل سادہ اور معلم
ہے جس نے مشکوۃ دیکھی ہوگی وہ ان روائتون سے واقف ہوگا مصنف کو
قرآن وحدیث کے ممارست کا دعوی ہے مگر ان روائتون کی خبر نہین - اور پروردگار
فرماتا ہے ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا ہم نے پکارا اُسکو اے
ابراہیم تو نے بیشک سچ کر دکھلایا خواب اذ ناداہ ربہ بالواد المقدس طوی جس
وقت پکارا موسی کو اُسکے رب نے پاک جنگل مین جسکا نام طوی ہے - ملا صاحب
چند سطرین لکھہ کر فرماتے ہین (اور کئی نے آواز سُنی) پہلے انکار سے توبہ کرتے
ہین پس ناظرین اُس نتیجہ کو بھی منسوخ سمجھین جو اُنہون نے فرمایا تہا (پس معلوم
ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین) بلکہ باقرار ملا صاحب چارون اقسام صحیح
ہین **مغالطہ ۹۴** اذ اوحی ربک الی النحل اور واوحینا الی موسی مین ۱۳۹

مفسرین الہام کے معنے کرتے ہین لیکن الہام کے معنے درست نہین ہوتے کیونکہ
الہام مین صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب وسوال نہین ہوتا **ہدایہ** یہہ
تو آپ مانتے ہین کہ وحی مین کلام اور سوال وجواب ہوتا ہے مگر الہام مین نہین ہوتا اب
ہم پوچھتے ہین کہ یہہ فرق آپ نے کہان سے نکالا اور اسپر کیا دلیل اور کونسی سند ہے
اہل لغت وحی کے معنے الہام ہی کرتے ہین جب اہل لغت کے نزدیک دونون ایک معنی
پر آتے ہین تو مفسرین کا قول صحیح ہوا۔ قاموس مین ہے الوحی الکتابة والاشارة
والمکتوب والرسالة والالہام والکلام الخفی وحی کے معنے ہین لکھنا اور اشارہ
کرنا اور مکتوب اور رسالہ اور الہام اور پوشیدہ کلام اور مجمع البحار مین ہے الوحی یقع علی
الکتابة والرسالة والالہام والکلام الخفی اور مجمع مین ہے الالہام ان
یلقی اللہ فی النفس امرا یبعثہ علی الفعل والترک وھو نوع من الوحی یخص اللہ
بہ من یشاء من عبادہ لفظ وحی بولا جاتا ہے کتابت اور رسالت اور الہام اور
کلام پوشیدہ پر۔ الہام یہہ ہے کہ اللہ کسی کے دل مین کسی بات کا القا کرے جو اُس
شخص کو فعل یا ترک کا باعث ہووے۔ اور الہام ایک قسم ہے وحی کا خاص کرتا ہے
اُسکے ساتھ پروردگار جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اور یہہ بات ہم پہلے ثابت
کر چکے ہین کہ الہام بمعنے تحدیث وتلقین اور تکلیم بہی آتا ہے اور اس صفت والے شخص
کو ملہم اور محدث اور ملقن اور مکلم کہتے ہین بخاری مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم
محدثون پہلی اُمتون مین غیب سے باتین سُننے والے لوگ تہے قد کان فیمن
قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی
امتی منہم احد فعمر تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل مین ایسے لوگ تہے جنکے
ساتھ غیب سے کلام کیجاتی تہی باوجودیکہ وہ نبی نہ تہے پس اگر میری امت مین سے کوئی
ویسا ہو تو عمر ہوگا اور صحیحین مین ہے ویلہمنی محامد احمدہ بہا لا تحضرنی

الآن و فی روایۃ یعلمنی اور الہام کریگا پروردگار مجھہ کو تعریفین جنکے ساتھہ مین اُسکی
حمد کرونگا جواب مجھہ کو یاد نہین اور ایک روایت مین ہے تعلیم کریگا مجھہ کو پروردگار آخر
حدیث تک - ان سب روائیتون اور سندون سے ثابت ہوا کہ وحی کے معنے الہام ہی
آتا ہے اور الہام مین آواز اور کلام ہی سنائی دیا کرتی ہے اور معلوم ہوا کہ ملا صاحب
جیسے وضعی مسایل بناتے ہین ویسی ہی وضع لغت مین بہی دخل رکہتے ہے - خیر تیرہوین
صدی کے مجتہد سے یہہ بہی غنیمت ہے کیون صاحب آپ نے صفحہ ۴۴ مین تصریح کیا ہے
کہ اگر کسی آدمی سے فرشتہ کلام کرے تو اُسکا نام وحی ہے نہ الہام یہہ تو بتلا دیجیے
جو کوئی جہوٹا دعوی کرے کہ مجھہ کو وحی ہوتی ہے تو بموجب اس آیہ کریمہ کے و من
اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیئ وہ شخص سردار
ظالمون کا ہے یا نہین اگر ہے پس آپ اور آپکا وزیر مطیع اللہ صاحب (جو اس رسالہ
اور قصیدہ علیا کے اخیر مین لکہتے ہو ؎ سروش از غیب با من کرد ارشاد ؎ سروش
گفت زغیبم بگوشم این تاریخ) تو پوری پوری اس آیت کی مصداق ہوگئی اور اگر کہو کہ یہہ
کلام شاعرون کے طریق پہ ہے پس بحکم آیہ کریمہ والشعراء یتبعہم الغاوون معاذ اللہ
داخل زمرہ غاوین ہو جاؤگے کیا اچہا کہا جسنے کہا ؎ وزیرے چنین شہریارے چنان
جہان چون نگیرد قرار چنان - افسوس آپ ملہمین صادقین پہ طعن کرتے ہو اور خود بدولت
ناحق مدعی وحی **مغالطہ ۱۵۰** جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون غ ۱۵۰
مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین **ہدایہ** ملا صاحب آپ بار بار یہی کہتے ہین کہ الہام
مین کلام نہین ہوتی کیا یہہ مسئلہ آپکو الہام سے معلوم ہوا ہے یا کسی کتاب مین دیکہا
ہے قرآن وحدیث اور لغت عرب سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ الہام مین کبہی کلام ہی
ہوا کرتی ہے ان یتبعون الا الظن وما تہوی الانفس پروردگار فرماتا ہے بعض
لوگ اپنی اٹکل اور ہوائے نفس کے تابع ہین ایسا ہی آپکا حال نظر آتا ہے - خدا رحم

فرماوے **مغالطہ ۱۵۱** اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے اور پھر اُسپر ۱۵۱
اطلاق الہام کا کرے ہم اُسکو صادق نہ جانینگے **ھدایہ** چونکہ آپ مقرہین کہ وحی
مین کلام ہوا کرتی ہے اور وحی اور الہام کا مرادف ہونا لغت کی کتابون سے ثابت ہے
پس آپکو اس شخص کا صادق جاننا اپنی تحریر کی رو سے ضرور ماننا پڑیگا **مغالطہ** ۱۵۲
۱۵۲ - اللہ جل جلالہ نے صریح فرمایا ہے کہ فالھمہا فجورھا وتقوٰھا لفظ نفس عام
ہے فاسق کا ہو یا صالح کا کافر کا ہو یا مومن کا تقوی اور فجور کا الہام ہر ایک کو ممکن ہے
ھدایہ جیسا لفظ نفس عام ہے اسی طرح لفظ الہام بھی عام ہے بعضون کو بطریق
تحدیث غیبی (غیب سے ایک کلام کا سُنائی دینا) ہوتا ہے اور کسیکو بطریق خطاب ملکی (فرشتہ کا
متشکل بشکل انسان ہوکر کلام کرنا) اور کسیونکو بطریق تعلیم روحی (خود بخود ایک کلام کا جو
اُسکو یاد نہ تہی یا اُسکو جانتا بھی نہ تہا زبان پہ جاری ہونا) اور بہتون کو بطریق القائی القلب
(ایک خیال دل مین آنا) اور جیسا کہ الہام تقوی مین الہام کا عام معنی لیا جاتا ہے
ویسا الہام فجور مین بہی عموم ہے مگر القاء خیر کو الہام رحمانی کہینگے اور القاء شر کو
الہام شیطانی چنانچہ اس حدیث مین (جسکو ہم پہلے نقل کرچکے ہین) دونون طرحکے
القا کا ذکر ہے - فرشتہ کا لگاؤ ہے ابن آدم کے دل سے اور شیطان کا فرشتہ
کی لگاوٹ خیر کی امید دلانی اور خدا کے وعدون کو سچا دکہلانا اور شیطانی لگاوٹ
بُرائی کا وعدہ دینا اور وعدہ الہی کو جہٹلانا - الہام خیر کے انواع راقم پہلے کتاب و
سنت سے ثابت کرچکا اب الہام شر کے انواع آیات بینہ و احادیث صحیحہ سے
بیان کرتا ہے - نوع اول تحدیث جو اس متفق علیہ روایت مین ذکر ہے تلک الکلمة
من الحق یحفظها الجنی فیقرها فی اذن ولیه قر الدجاجة (کاہن کوئی سچی
بات بہی لوگون کو بتلادیتے) آن حضرت نے فرمایا یہہ ایک سچی بات ہے جن
(فرشتون سے سُنکر) اُسے یاد کرلیتا ہے پس مرغی کیسی آواز کے ساتھہ بولکر

اپنے دوست کے کان مین کہہ دیتا ہے۔ نوع دویم خطاب جوان آیتون مین
وارد ہے واذ زین لهم الشیطن اعمالهم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس
وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیه وقال انی بریٔ منکم
انی اری ما لا ترون ترجمہ۔ اور جسوقت سنوارنے لگا شیطان انکی نظر مین
انکے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تمپر آجکے دن اور مین رفیق ہون تمہارا پس جب
سامنے ہوئین دو فوجین الٹا پہرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتہہ نہین
مین دیکہتا ہون جو تم نہین دیکہتے۔ شیطان مجسم ہوکر لوگون کو نظر آیا اور لڑائی کے
وقت جب مقابلہ مین فرشتے دیکہے اپنے ساتہیون کو جواب دیکر بہاگ گیا۔ اور
کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک جیسی کہاوت
شیطان کی کہ جسوقت کہا اسنے آدمی کو کفر کر پس جب کفر کیا کہا مین الگ ہون تجہہ
سے۔ شیطان ایک زاہد کا دوست بنا اور اسکو فسق سکہلایا جب وہ پکڑا گیا تب کہنے
لگا تو مجہے سجدہ کر مین تجہے بچا لونگا۔ جب اسنے سجدہ کرکے ایمان گنوالیا تو کہنے لگا
مین تجہہ سے بیزار ہون۔ جیسے بی بی مریم سے جبرئیل نے بصورت انسانی ظاہر ہوکر
کلام کیا تہا ویسے ہی ان کافرون سے شیطان نے جسم انسانی مین آکر فریب
دیا۔ نوع سویم تعلیم روحانی جسکا بیان اس حدیث صحیح بخاری مین ہے فیسمع الکلمة
فیاتی بها الی من تحته ثم یلقیها الآخر الی من تحته حتی یلقیها علی لسان السا
ترجمہ۔ پس سنتا ہے شیطان فرشتون سے ایک کلمہ پس اپنے سے نیچی جگہہ
والے کو دیتا ہے۔ پہر وہ اپنے سے نیچے رہنے والے کو سکہلاتا ہے یہانتک کہ
جادوگر کی زبان پر (بذریعہ تعلیم روحانی کے) ڈالتا ہے اور ساحر ایک سچے فقرہ کے ساتہہ
سو جہوٹ ملاکر لوگون مین فخر سے ظاہر کرتا ہے۔ نبوت کے جہوٹے مدعی اکثر اسی
قسم کے کرامات دکہلاکر لوگون کو فریب دیا کرتے تہے صاحب مجمع البحار لکہتے ہین

فالروايات اشعار بان الوضع فی اذن الکھان تارۃ بلاصوت واخری
بہ روائیون سے معلوم ہوتا ہے جو کاہن کے کان مین کبھی آواز سے بات پہنچی
کبھی بدون آواز کے۔ نوع چہارم وسوسہ اور خطرہ جسکو مصنف خیال دلی لکھتے ہین
الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء شیطان تمہین ڈراتا ہے محتاجی
سے اور حکم کرتا ہے بیحیائی کا ان للملک لمۃ بقلب ابن ادم وللشیطان لمۃ
فلمۃ الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمۃ الشیطان ایعاد بالشر وتکذیب
بالوعد اس آیت اور حدیث مین نوع چہارم کا بیان ہے اور جیسا الہام کا معنی
آیہ کریمہ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا مین عام ہے اسی طرح وحی اس آیت مین
وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم (تحقیق شیطان وحی کرتا ہے طرف اپنے
دوستون کے) عموم پر محمول ہے یعنے مختلف طور پر القا کرتا ہے۔ الہام خیر اور الہام
شر مین یہہ فرق ہے کہ خیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور شر شیطان کی طرف
سے جسکو خیر کا الہام ہوتا ہے اسکو محدث وملہم وملقن رحمانی کہتے ہین اور جسکو برائی
کا الہام ہوتا ہے اسکو محدث وملہم وملقن شیطانی بتلاتے ہین۔ آیہ کریمہ فالھمھا
فجورھا وتقوٰھا مین الہام کا ایک ہی معنے لینا اور باقی کو نہ ماننا یا سراسر تعصب ہے
یا محض بے علمی وبیخبری۔ ہم ناظرین کو ایک اور بات بتلاتے ہین کہ ملا صاحب نے لفظ الھمہا کا
ترجمہ الہام اصطلاحی سے کیا ہے اور ہم نے وہی معنے فرض کرکے اسی روش
پر یہہ جواب دیا ہے ورنہ اصل آیت فالھمھا فجورھا وتقوٰھا مین الہام کے
معنے ہین تعلیم اور تفہیم کے پس آیت کے معنے اس طرح کرنے چاہیئے دپس سکھلایا
اور سمجھایا نفس کو فجور اور تقوی اسکا) یعنے پروردگار نے کتابین اوتار کر اور
رسول بھیجکر گمراہی اور ہدایت کا رستہ واضح کردیا اور سمجھا دیا۔ اب مصنف کا
استدلال بالکل بیجا اور باطل ہوگا۔ مغالطہ ۱۵۳ پس یہہ لوگ جو کہتے ہین ۱۵۳

الہام کا کرتے ہین اور اُنکے معتقد لوگ قرآن وحدیث سے زیادہ خیال کرتے ہین اور اُسکے منکرون پر اشد انکار کرتے ہین بلکہ اُنکو کافر جانتے ہین یہہ باتین دین کی نہین **ھدایہ** جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہین وہ کسی چیز کو قرآن وحدیث پر مقدم نہین کرتے بلکہ الہامات کو شواہد اور مبشرات اور ترجیح اور اطمینان کا سبب سمجھتے ہین - اور جو شخص تاویل کے ساتھ الہام کا انکار کرے اُسکو کافر نہین

۱۵۴ کہتے بلکہ فاسق کہتے ہین چنانچہ سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا **مغالطہ ۱۵۴** علما عقائد نے لکھدیا ہے والالہام لیس بحجۃ **ھدایہ** معلوم ہوا ملاصاحب بہت حیران ہین ہر طرف ہاتھہ مارتے ہین کوئی دلیل نہین ملتی جس سے الہام کی بے اعتباری ثابت کرین آخر انہین لوگون کا قول سند لاتے ہین جن کے آپ ہمیشہ سے منکر ہین اور اسی رسالہ کے اول وآخر مین جن پر اعتراض کیے ہین - اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ آپکا حافظہ اور فہم بالکل جاتا رہا ہے ورنہ آپ یہہ قول اہل کلام کا (والالہام لیس بحجۃ) کبہی سند نہ لاتے آپ وجود الہام کے منکر ہین اور اِس قول کے یہہ معنے ہین کہ الہام کا وجود تو ہے مگر کتاب وسنت کی طرح حجت نہین اگر اہل کلام آپکی طرح الہام کے منکر ہوتے تو یون لکھتے الہام کا وجود ہی نہین یا کہتے الہام دل کا خیال ہے جو مومن کافر صالح فاسق چھوٹے بڑے سب کے دل مین آتا ہے اور اُسکی حجت ہونی نہ ہونی پر بحث نہ کرتے بلکہ علما عقائد لکھتے ہین الہام کیا ہے القا ہونا علم کا دل مین جو ایک قسم ہے وحی کا آپنے اتنی بات کو مان لیا کہ (حجت نہین) مگر حجت نہ ہونیوالی چیز کے وجود کو نہین مانا ایک جملہ مین خبر کا اقرار ہے اور مبتدا سے انکار یہہ بعینہ ملحدون کی سی بات ہے جو کہتے ہین کلام اللہ مین نماز کی

۱۵۵ ممانعت آئی ہے خدا فرماتا ہے لاتقربوا الصلوۃ **مغالطہ ۱۵۵** اور علما عقائد نے لکہا ہے کہ اسباب علم کے تین ہین الی قولہ الہام کو کسی نے اسباب

علم سے نہین بنایا **هدایه** علم کلام فلسفہ کے مقابلہ مین اُسی کی ڈہنگ پر بنایا گیا تہا اہل کلام کو منقول کی طرف توجہ نہ تہی صرف علم معقول اُنکا مبلغ علم تہا اسلئے سلف صالحین نے متکلمین کو زمرۂ علما مین شمار نہین کیا اور آپ ہی ہمیشہ اُنکے منکر رہے ہین مگر افسوس کہ ضد اور تعصب کے سبب یہان اُنکی تقلید کرتے ہین اگر متکلمین برخلاف کتاب وسنت کے کسی مسئلہ کا انکار کرینگے تو بیشک اُنکا قول رد کیا جائیگا اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے واذ اوحیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی قالوا امنا اور جسوقت الہام کیا مین نے طرف حواریون کے یہہ کہ تم ایمان لاؤ ساتہہ میرے اور میرے رسول کے وہ بولے ہم ایمان لائے۔ عیسی علیہ السلام کے شاگردون کو معرفت توحید الہی اور حقیقت عیسی علیہ السلام الہام سے حاصل ہوئی اور اُسی کے موافق اُنہون نے اپنے عقائد کو مضبوط کرکے اللہ اور اُسکے رسول کے برحق ہونے کا اقرار کیا معرفت توحید الہی کے برابر کوئی علم نہین سب علوم اس سے ادنی ہین جب یہہ سب علمون کا سردار علم بسبب الہام کے حاصل ہوسکتا ہے تو اور علمون کی کیا حقیقت ہے۔ اور فرمایا واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ہم نے موسی کی ماکی طرف الہام کیا کہ تو اُسکو دودہ پلا پس جسوقت تجہے اسکی حالت پر خوف ہو پس ڈال اُسکو دریا مین۔ دیکہو الہام کے ذریعہ سے کیسی مشکل حل ہوئی اور موسی علیہ السلام کی مان نے اس دور از عقل بات پر کیسا اعتبار کیا کہ جیتے بچے کو بہتے پانی مین پہینک دیا آخر اللہ جل شانہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور مان بیٹے کو ملا دیا لتعلم ان وعد اللہ حق تا کہ وہ جانلے بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے۔ اور طالوت نے بذریعہ الہام معلوم کرکے بتلایا کہ میرے ساتہیون مین سے جو نہر پر پانی پئیگا میری رفاقت سے رہ جاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور عمر فاروق نے ایک لشکر روانہ کیا اور ساریہ نام شخص کو اُسپر امیر بنایا۔

جمعہ کے روز خطبہ پڑہتے ہوئے آپکو بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ مسلمانون کو شکست ہوئی
ہے آپ اُسوقت امیر لشکر کو پکارکر تدبیر بتانے لگے اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہوجا
پروردگار نے یہی آواز اُنکو پہنچادی اور وہ پہاڑ کی طرف لپُشت کرکے کہڑے ہوگئے۔
دشمنون کا داو نہ چلا آخر کفار مغلوب ہوکر بہاگ گئے۔ اور ایک شخص سے حضرت عمر
نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا جمرہ آپ نے پوچھا باپ کا نام بولا شہاب آپنے
دریافت کیا کس قبیلہ سے کہا حرقہ سے پوچھا کہان رہتا ہے کہا حرۃ النار مین پوچھا کونسی
جگہہ کہا ذات لظی مین فرمایا جا اپنے گہروالون کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ جب اُس شخص
نے جاکر دیکہا تو یہی حال تہا جو حضرت عمر نے کہا تھا۔ یہہ حالات آپکو الہام سے معلوم
ہوئے اور جیسے بتلائے ویسے ہی دیکہنے مین آئے۔ عمر فاروق کے ایسے ہی حالات
دیکہہ کر صحابۂ کرام کہا کرتے ان الملک ینطق علی لسان عمر ملا صاحب کو محدثین کے
عقائد کی خبر نہین ورنہ متکلمین کی تقلید نکرتے علامہ زمان نواب سید محمد
صدیق حسن خان لغیۃ الرائد فی شرح العقائد مین لکہتے ہین کہ کثیر از سلف صالحین الہام کو
اسباب علم سے جانتے ہین۔ پس یہہ بات (کہ الہام علم کا ذریعہ اور سبب ہے) کتاب الله
مغالطہ اور آثار صحابہ سے بخوبی ثابت ہوئی اور ملا اور متکلمین کا بے سند قول رد ہوا ١٥٦
١٥٦ بلکہ سب یہی کہتے ہین ان الالہام لیس من اسباب المعرفۃ لصحۃ الشیئی عند اہل الحق
یعنے الہام اہل سنت و جماعت کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے
ھدایہ نسفی کی مراد اہل حق سے متکلمین ہے کیونکہ اہل فن اپنی اپنی فن کا ہمیشہ
حوالہ دیا کرتے ہین ملا صاحب اگر راست گوئی کرتے عبارت نسفی کا ترجمہ اس طرح فرماتے
(یعنے الہام اہل کلام کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے)
تو عوام الناس فریب مین نہ آتے اور مخالفت متکلمین کی چندان پروانہ کرتے انہون
نے اہل کلام کی جگہہ اہل السنت والجماعت لکہہ دیا۔ مگر ایسی ابلہ فریبی سے کیا ہوتا ہے

له رواہ البیہقی قال [illegible] ابن حجر اسنادہ حسن
٢ه رواہ مالک فی الموطا
٣ه رواہ البیہقی [illegible]
٤ه [illegible] ابن مردویہ [illegible] نزول فی خطاب [illegible] ان النذر کین [illegible] القوم من المسلمین [illegible] حضرت عمر نے فرمایا [illegible] شکست دیا [illegible]

اہل حق وہ ہین جنکے عقائد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہین۔ نسفی متکلمین
مین سے ایک شخص ہی مسائل صفات مین اکثر غلطی کرتا ہے اور پہر انہین مسائل
کو اہل حق کی طرف منسوب کرتا ہے اُنکے نزدیک اہل حق اہل کلام ہین **مغالطہ**

١٥٧ **١٥٧**- اور اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجہنا خطا ہے بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ
ہے اور الہام کسی کا خاصہ نہین ہے **ہدایہ** مومن مفرد اولیا جمع یہہ کونسا محاورہ
اور عربیت ہے نحو میر کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ مطابقت مبتدا اور خبر مین ضروری
ہے ملا صاحب بیشک ہر مومن ولی ہے مگر جیسے عمل ویسا درجہ ایک سابق بالخیرات ہین
اور ایک میانی روش والے اور ایک گناہون کے سبب اپنی جان پر ظلم کرنیوالے
مومنون کے درمیان فرق ہے بعضون کو بعضون پر فضیلت ہے ملا صاحب اگر مدعی
مساوات ہین تو اُسکا قول برخلاف قرآن کون مانیگا۔ آیت و احادیث سے ثابت ہے
کہ الہام متنازع فیہ ہر ایک شخص کو نہین ہوتا بلکہ وہ خاص لوگ ہین جو اس عالی رتبہ
کو پہنچتے ہین چنانچہ پروردگار نے انبیا اور رسل کے ساتہہ اہل الہام کا ذکر فرمایا
قراءت ابن عباس مین ہے وما ارسلنا من قبلک من نبی ولا رسول ولا
محدث اور حدیث شریف مین ہے لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون
اور صاحب مجمع البحار لکہتا ہے ھو نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء
من عبادہ عمر فاروق جیسے مومنون کو الہام ہوتے تہے ہر شخص کا منہہ نہین
جو دعوی کرے جبکہ اہل اللہ کے ساتہہ الہام کی خصوصیت نقل اور عقل سے ثابت
ہے ملا کا بے دلیل قول کون سُنیگا۔ در اصل ملا صاحب اِسکے فہم سے قاصر ہین جو
بات سمجہہ مین نہ آئی اُسکی تکذیب کے درپے ہوگئے بل کذبوا بما لم یحیطوا
بعلمہ دعوی تو یہہ ہے کہ ہم ہر بات کی سند کتاب وسنت سے لائینگے مگر خاص کر
بحث الہام مین سوائے اس بات کے (الہام بہینے خیال ہے) اور کوئی دلیل نہین

لائے عجب ناطقہ بند ہوا ہے - مجتہد صاحب کچھہ تو ارشاد کیجئے - الہام کا مسئلہ بدیہی
الثبوت ہے دیکھو الہام سے اکثر حالات گذشتہ اور آئندہ کھلجاتے ہین محض خیال
سے گو تمام عمر خیالی پلاؤ پکاؤ مین مخفی حالات منکشف نہین ہوتے پہر دونون کو ایک
۱۵۸ کہنا ایسا ہے جیسے کوئی نور اور ظلمت کو ایک کہے **مغالطہ ۸۵** الہام بموجب
اصلی معنون کے خیال ڈالا جانا کسی آیت کا اور دل مین آجانا اور بہولی ہوئی یاد کرائی
جانی یا کسی مقدمہ مین بحالت تردد آیت یاد دلائی جانی یہہ تو جائز ہے منع نہین **ہدیہ**
ملاصاحب بیان الہام کے معنے کرتے ہین (یاد دلانا اور یاد کرانا) غنیمت ہے آپکی
ضد تو ٹل گئی بار بار یہی کہتے تہے الہام دل کا خیال ہے اب یاد دلانا بہی الہام ہوگیا
مگر یہہ امر ظاہر نہوا ہو کسی انسان کا یاد دلانا مراد ہے یا غیب کی یاد دہانی - خیر اگر ملّا
صاحب کسی بشر کی یاد دہانی کو الہام کہینگے تو غیب کی یاد دہانی بطریق اولی الہام تصوّر
کیجائیگی - امر حق تہا بے اختیار زبان پر آگیا الحق یعلو ولا یعلی **فایدہ** اگر ہم
فرض کرین الہام کے ثبوت کی کوئی دلیل نہین اور کسی صحابی کو کشف حالات نہین ہوا
اور اسوقت ایک شخص صادق متقی خائف من اللہ دعوی کرے جو مجہے بعض اوقات
کشف ہوتا ہے اور اسکا نام الہام رکہے تو ہم بیشک اسکو سچا جانینگے - یہہ کوئی حل
و حرمت کا مسئلہ نہین ہے جسپر دلیل شرعی کا لانا ضروری ہو - مومن کو سچا جاننا اور
اسکے قول کو تصدیق کرنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور ہمارے رسول کریم کا طریقہ
ہے - پروردگار فرماتا ہے یؤمن باللہ ویؤمن للمومنین رسول خدا اللہ پر ایمان رکہتا
ہے اور مومنون کی بات پر یقین کرتا ہے - اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ کو جب یہہ
حالت حاصل نہ تہی تو اس شخص مدعی کو کس طرح حاصل ہوگئی اسکا جواب یہہ ہے کہ
کہ علماء امت کے نزدیک بہت ایسے قصہ اور واقعات مسلمات سے ہین جن سے
پایا جاتا ہے کہ ایک ادنی درجہ والے سے ایسا امر صادر ہوا جو اعلی درجہ والے سے

کبہی وقوع مین نہین آیا - چنانچہ بعض لوگ خوف خدا سے دفعتاً مر گئے اور انبیا و صحابہ
کرام مین سے کوئی نہین مرا الہ پاک کا عطا ہے اختیاری کام نہین جو اُسپر طعن کیا
جاوے کہ تجہہ کو کیون الہام ہوا اور تو کیون مرگیا یا کیون مجذوب ہوا صحابہ مین کوئی ایسا
۱۵۹ نہین ہوا **مغالطہ ۱۵۹** لیکن اس طور کہنا کہ الہہ تعالی نے مجہہ کو یہہ آیت الہام
کی اور اُسکے تکلم اور کلام خیال کرنا کہ خدا نے مجہہ سے کلام کی اور اس آیت کو مجہے فرمایا
ان معنون سے جائز نہین **ہذا یہ** المرعد ولما جهل آدمی جس چیز کو
نہین جانتا اُسکا دشمن اور مخالف ہو بیٹھتا ہے آپ ملہمین صادقین کے حالات سے
بے خبر ہین - صاحب الہام یہہ نہین کہتے کہ جو ہمین الہام ہوتا ہے وہ یقیناً پروردگار
کی کلام ہے - بلکہ متردد رہتے ہین کہ یہہ کلام ربّانی ہے یا خطاب ملکی بعض الہامات
مین یہہ بہی خوف ہوتا ہے مبادا کہین شیطانی وسوسہ نہ ہو ملہمین صادقین کے امام
امیر المومنین عمر رض نے اپنے منشی سے کچہہ لکہوانا چاہا - کاتب نے لکہا هذا ما
اری الله عمر امیر المؤمنین فقال رضی الله عنه امحه اکتب هذا ما
رای عمر فان کان صوابا فمن الله والکان خطا فمن نفسی والله ورسوله
بریئی منه ترجمہ یہہ وہ چیز ہے جو الہہ نے دکہلائی امیر المومنین عمر کو پس آپ نے
فرمایا مٹادے اِسکو (جو تو نے اِسکو یقیناً الہہ کی طرف منسوب کیا ہے) لکہہ یہہ وہ
چیز ہے جو دیکہی عمر نے پس اگر درست ہے پس خدا کی طرف سے ہے اور اگر ہے
خطا پس میرے نفس سے ہے اور الہہ اور اُسکا رسول اُس سے پاک ہین ہمارے
امام اور پیشوا عبد الہہ غزنوی رحمۃ الہہ علیہ نے ایک کتاب کی بابت جسمین بعض مسایل
خلاف جمہور امت تہے بطریق الہام یہہ دیکہا من شذ شذ فی النار اور فرمایا
والہہ اعلم یہہ الہام رحمانی ہے یا وسوسہ شیطانی اِس کتاب کے دلایل دیکہنے
چاہیئے کیونکہ دلیل پر اعتبار کر سکتے ہین دلیل کے مقابلہ مین الہام کا اعتبار نہین

ملا صاحب جو فرماتے ہین کہ صاحب الہام کا یہہ کہنا (کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی
اور اس آئیت کو مجھے فرمایا ان معنون سے جائز نہین) ہماری سمجھہ مین نہین آتا
کیون ناجائز ہے اگر آپ ان معنے کر کہتے ہین کہ صاحب الہام آئیت یا کلام کو سنکر
یقیناً جانتا ہے کہ بلا واسطہ خدا نے مجھہ سے کلام کی تو بیشک یہہ دعوی باطل ہوگا
اور نہ کسی اہل حق نے آجتک ایسا کہا ہے اور اگر آپکی یہہ مراد ہے جو کوئی شخص
پروردگار سے ہمکلام ہو نہین سکتا اور جو آئیت یا کلام صاحب الہام سُننے اُسکے
منجانب اللہ ہونیکا احتمال وگمان بہی نہین کر سکتے تو یہہ آپکی خطا ہے پروردگار
فرماتا ہے **ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل
رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء** نہین (منصب) واسطے کسی بشر کے (جو بے واسطہ)
کلام کرے اُس سے اللہ مگر بطریق وحی کے یا پردہ کے اوٹ سے یا بہیجتا ہے
رسول (یعنے فرشتہ) کو پس وہ وحی کرتا ہے اللہ کے حکم سے اس آئیت مین صاف
ارشاد ہے کہ پروردگار اپنے بندون سے ہمکلام ہوتا ہے انبیا علیہم السلام سے
بطریق وحی اور اولیا اور صلحا سے بطور الہام کے اور اگر آپ خاص کر آیات قرانی
کے الہام اور القا سے منکر ہین اور اُسکو ممتنع جانتے ہین تو کسی دلیل نقلی یا عقلی
سے اسکا بطلان ثابت کیجئے **مغالطہ ۱۶۰** اگر کوئی شخص کسی کام مین متردد ۱۶۰
ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہہ حکم ہوا قوموا للہ قانتین پس اگر اس خطاب کو عام خیال
کرتا ہے تو اُسکے الہام ہونے کی کوئی خصوصیت نہ ہوئی بلکہ یہہ آئیت اول ہی سے
نازل ہے **ہدایہ** آئتین بیشک پہلے ہی نازل ہو چکی ہین اور اُنکے الفاظ
اور مورد بہی عام ہین مگر جب صاحب الہام پردۂ غیب سے سُنتے ہین یا خود بخود اُنکی
زبان پر آیات جاری کیجاتی ہین تو وہ اپنے حال سے مطابق کرتے ہین اور بہ سبب
فہم خداداد کے حظ وافر اُٹہاتے ہین مثلاً اگر کسی کام کے نیک و بد ہونے مین متردد

ہوتے ہین تو مثلاً آیہ والرجز فاہجر سُنکر اُسکے ترک کا عزم کرتے ہین اور جب
دینی معاملات کے سبب مصیبتون مین مبتلا کئے جاتے ہین تو قوموا للہ قانتین
اور ان اللہ معنا سُنکر اُن کے دل مطمئن ہوتے ہین اور اُسکو طمانیت اور
بشارت منجانب اللہ سمجھتے ہین۔ سبحان اللہ مبشرات غیبی سے ایسی تسلی اور شوق الی اللہ
اور رغبت خیر حاصل ہوتی ہے کہ اسباب ظاہری سے اُسکا عشر عشیر بھی حاصل نہین
ہوتا کیونکہ علم اکتسابی علم لدنی کو نہین پہنچتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل تمام لوگون مین سے
زیادہ مبتلائے تکلیف انبیا ہوتے ہین پھر درجہ بدرجہ۔ انبیاء بسبب تائیدات اور
بشارات غیبی کے اُس حالت مین جبکہ جہان اُنکی عداوت اور مخالفت پر متفق ہوتا ہے
مطمئن اور ثابت قدم رہتے ہین اور ایسے ہی اولیاء اللہ جسقدر ایمان اُسیقدر امتحان
ملہمین کا کام ہے جو گھر بار یار و اغیار وطن اور مقام عیش وآرام سب کچھ توکل
برخدا چھوڑکر فی سبیل اللہ ہجرت کرتے ہین علم اکتسابی والے کبھی اتنا حوصلہ نہین
۱۶۱ کرسکتے الا ماشاء اللہ۔ **مغالطہ ۱۶۱** اگر اس دلیل سے لینے آپکو خصوص کرتے
توچاہئے کہ ان آیات کو جنمین مؤمنین کے واسطے جنت کی بشارت ہے ہر ایک
اپنے اوپر خاص کرکے زید کہے کہ مین بہشتی ہون قطعی اور عمرو بکر بھی یہی
کہین **ہدایہ** زید و عمرو جو اپنے قطعی جنتی ہونیکا دعوی نہین کرسکتے اُسکا
سبب وہ نہین جو آپ سمجھے ہین۔ کیا آیت کا عموم زید کو یقین دخول جنت سے
مانع ہے ہرگز نہین بلکہ آیات کا عموم یہی چاہتا ہے کہ زید اپنے تئین آپکو بالجزم جنتی سمجھے
جب ہم جنس عام پر ایک حکم لگادینگے تو ضرور ہوگا کہ ہر ہر فرد کی نسبت اُسکو تسلیم
کرین۔ بلکہ اسکا سبب یہہ ہے کہ گو زید اسوقت مؤمن ہے اور مؤمن کے لئے
جنت کا وعدہ ہے مگر [illegible]

اعتبار خاتمہ کا ہے اگر مرتے وقت (جبکہ دخول جنت کا موقع ہے) یہ ایمان پر ثابت
قدم نہ رہا تو گویا یہہ کبھی ایمان نہ لایا تھا - اس لئے کوئی دعوی نہین کرسکتا - بالفرض
اگر کسی مومن یا کافر کی نسبت ہمین یقین ہو جائے کہ اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا تو ہم بے
تامل کہین گے کہ یہہ جنتی ہے - ہم ملا صاحب کی حالت پر افسوس کرتے ہین جو
ایسا غوجی کا مسئلہ سمجھہ نہین سکتے اور اجتہاد کا دعوی ہے - خدا سب کا خاتمہ بالخیر
کرے - ہم اُنکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ وہ بنظر انصاف غور کرکے فرما دین
جو اس فضول بحث سے اُنکو کیا حاصل - شریعت مین اسکو قیل وقال کہتے ہین رسول
خدا صلعم نے بیہودہ گفتگو سے منع فرمایا نہی رسول اللہ صلعم عن قیل وقال -

مغالطہ ١٦٣ - اور قرآن مین بعض آیات ایسے ہین کہ اُن مین خاص رسول اللہ ١٦٣
صلعم ہی مخاطب ہے اُنکے سوائے کوئی مخاطب بن نہین سکتا **ھدایہ** اگر
الہام مین اُس آیت کا القا ہو جس مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے تو صاحب الہام
اپنے حق مین خیال کرکے اُسکے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کریگا اور نصیحت پکڑیگا
اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار تم عبرت حاصل کرو اے
آنکھون والو - لفظ اعتبار لیا گیا ہے عبور سے عبور کے معنے گزر کرنا اور اصطلاحی معنے
ہین ایک امر مین نظر کرنی تا کہ اُسکے ساتھہ اور امرون کو پہچانین - پروردگار کا حکم
ہے جو ہم دوسرے کا حال دیکھہ کر یا قصہ سنکر نصیحت پکڑین اور عبرت حاصل کرین
فرمایا ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی بیشک بیچ اسکے البتہ عبرت ہے ڈرنیوالے
کو اور فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین بیشک اسمین پتے ہین دھیان کرنے
والون کے لئے - انبیا علیہم السلام اور اُنکی اُمتون کے قصے اسی واسطے قرآن
مجید مین نازل کئے گئے ہین کہ ہم اپنے حالات کو حالات سلف کے ساتھہ مطابق
کرکے دیکھین اور پھر اپنے پر سعادت اور شقاوت کا حکم لگا دین یہہ نہین کہ بطور لگی

کے امیر حمزہ کی داستان سمجھ کر سرسری نظر سے دیکھین - پس اگر کوئی شخص ایک آیت
کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلعم کے حق مین نازل فرمائی ہے اپنے پر وارد
کرے اور اُسکے امر اور نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بیشک وہ
شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا - اگر کسی پر اُن آیات کا القا ہو جسن مین
خاص آنحضرت کو خطاب ہے مثلاً الم نشرح لک صدرک کیا نہین کہولا ہمنے
واسطے تیرے سینہ تیرا ولسوف یعطیک ربک فترضی قریب ہے تجھے دیگا رب
تیرا پس تو راضی ہوگا فسیکفیکہم اللہ کفایت ہے تیری طرف سے اُنکو اللہ فاصبر کما
صبر اولوالعزم من الرسل پس تو صبر کر جیسا صبر کیا اولوالعزم رسولون نے واصبر
نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ اور صبر دلا
تو اپنے جی کو اُن لوگون کی رفاقت مین جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام
خواہش رکہتے ہین اُسکی ذات کی فصل لربک وانحر پس نماز پڑہ تو اپنے رب
کے لئے اور قربانی کر ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ اور نہ
کہا مان جسکا دل غافل کیا ہمنے اپنی یاد سے اور پیچہے لگا ہے اپنی خواہش کے و
وجدک ضالا فھدی اور پایا تجہہ کو بہولا ہوا پس راہ دکہایا تو بطریق اعتبار یہ
مطلب نکالا جائیگا کہ انشراح صدر اور عطا اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق
یہہ ہے علی حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی و عدہ مین
اُسکو آنحضرت کے حال کا شریک سمجہا جائیگا - اور آیات مذکورہ مین کوئی بات
اس قسم کی نہین جو خاصہ ہو رسول مقبول کا بلکہ ہر مؤمن بھی اسمین شریک
ہین - رب العالمین سے ارشاد ہوا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ورتل
القرآن ترتیلا اور ٹہرا کر پڑہ تو قرآن کو اچہی طرح سے ٹہرانا اس حکم کے آنحضرت
سے کچہہ خصوصیت نہین - اگرچہ خطاب خاص ہے مگر حکم عام اولئک الذین

[illegible] الله فبهداهم اقتده اور اسی سبب سے جناب رسول الله صلعم نے فرمایا
تین دن [illegible] کم عرصہ مین قرآن مجید کو ختم مت کرو اور حضرت علی اور حضرت عباس
رضی الله عنہما روایت کرتے ہین کہ جناب رسول الله صلعم نے فرمایا لا تنثروه نثر
الدقل ولا تهذوه هذ الشعر قفوا عند عجائبه وحركوا به القلوب ولا
يكون همّ احدكم اخر السورة ترجمہ قرآن کو ایسے پراگندہ نہ کرو جیسے ردی کہجورون
کو [illegible] اور شعر خوانی کی طرح اسمین [illegible] کرو اور اسکے ساتھ اپنے دلون
کو [illegible] وقت [illegible] ہی خیال نہ ہو کب سورة ختم ہوتی ہے - اور واضح
[illegible] شرح صدر [illegible] رسول الله صلعم [illegible] ہمین ہر مومن صادق کو اسکے
[illegible] انشراح صدر ہوتا ہے اس بارہ مین بہت سی آیتین اور حدیثین
ہین الله جل شانہ فرماتا ہے فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام
پس جس شخص کو چاہتا ہے الله جو ہدایت کرے کہولدیتا ہے سینہ اسکا واسطے اسلام
کے افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه کیا پس جس
شخص کا کہولدیا ہے الله نے سینہ واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہے اپنے
رب سے اس مضمون کی آیات و حدیث بہت ہین - اور آخرت مین مومنون کو
نعمتین عطا ہونگی اور شفاعت کا اذن دیا جاویگا پس راضی ہونگے غرض تمام اہل
ایمان کو الله کے فضل سے یہہ رتبہ نصیب ہوگا الله جل شانہ اس آئت مین نعمتون
اور رضامندی کا ذکر فرماتا ہے جزاؤهم عند ربهم جنات عدن تجري من
تحتها الانهار خالدين فيها ابدا رضي الله عنهم ورضوا عنه بدلہ انکا نزدیک
انکے پروردگار کے باغ ہین بسنے کے بہتی ہین نیچے انکے نہرین ہمیشہ رہینگے انمین ع روایه
مین خوش ہوا الله ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے - اس مضمون کی اور بخاری و مسلم
بہت سی آئتین ہین - اور شفاعت کے باب مین فرمایا شفعت الملائكة و

وشفع النبیون وشفع المومنون ولم یبق الا ارحم الراحمین شفاعت کر چکے فرشتہ اور شفاعت کر چکے انبیا اور شفاعت کر چکے مؤمن اور نہین باقی رہا مگر ارحم الراحمین - اور صحیحین مین ہے فوالذی نفسی بیدہ ما من احد منکم باشد مناشدۃ فی الحق قد تبین لکم من المؤمنین للہ یوم القیمۃ لاخوانہم الذین فی النار پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ مین ہے میری جان نہین تم مین سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق پر ایسا سخت تقاضا کرنیوالا جیسے کہ مؤمن قیامت کے دن اپنے مؤمن بہائی کی خاطر جو گرفتار دوزخ ہوگا تقاضا کریگا اہل ایمان کے کچے گرے ہوئے بچے قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت کرینگے ابن ماجہ مین روایت ہے ان السقط لیراغم ربہ اذا دخل ابویہ النار فیقال ایہا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ تحقیق کچا بچہ البتہ جہگڑ یگا رب اپنے سے جس وقت اُسکے ماباپ دوزخ مین داخل ہونگے پس کہا جائیگا اے کچے بچے اپنے رب کے ساتہہ جہگڑنے والے داخل کر تو اپنے ماباپ کو جنت مین - وہ احکام جن کے ساتہہ پروردگار نے خاص رسول اللہ صلعم کو مخاطب فرمایا ہے دوسری جگہہ قرآن مجید مین اور ون کے واسطے موجود ہین - جیسا اُن جہہ آئیون مین آنحضرت کو کفائیت اور صبر اور ذاکرین کی مجالست اور غافلون سے نفرت اور صلوۃ اور قربانی وغیرہا کا ارشاد ہوا ہے ویسا ہی مومنون کے واسطے اِن آیات مین حکم ہے وکفی اللہ المؤمنین القتال کافی ہے اللہ مومنون کو لڑائی مین انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد تحقیق ہم البتہ مدد کرینگے اپنے رسولون اور ایمان لانے والے لوگون کی زندگانی دنیا مین اور جس دن کہڑے ہونگے گواہ یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اے اہل ایمان صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور لگے رہو یا ایہا الذین آمنوا

اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے اہل ایمان ڈرو اللہ سے اور ساتھہ رہو سچے لوگون کے ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل اور مت چلو اُن لوگون کی مرضی پر جو گمراہ ہوئے اس سے پہلے ولا تطیعوا امر المسرفین اور مت پیروی کرو مفسدون کے کام کی واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ قایم کرو تم نماز اور ادا کرو زکوۃ والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر اور اونٹ قربانی کے ٹھہرائے ہین ہم نے تمہارے واسطے نشانی دین کی تمہارا اُسمین بھلا ہے - دیکھو جب ان آیتون سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھہ اور مومن بھی ان امور مین شامل ہین پس اگر خطاب نبوی کو صاحب الہام بطریق اعتبار و التحاظ اپنے حق مین سمجھے تو کیا بُرائی ہے ملا صاحب اعتبار کے خود قایل ہین صـ۱۴۵ـ مین فرماتے ہین (اگر قرارت مین اپنا بھی لحاظ کرلے کہ یا اللہ میرا بھی یہی حال ہے تو مضائقہ نہین) چونکہ اعتبار قاریون کے حق مین آپکے مسلمات سے ہے اسلئے ہم نے ملہمین کے حق مین بھی یہی تاویل کر دی - ورنہ اگر صاحب الہام یہی سمجھے کہ خاص مجھی کو خطاب ہے تو شرعاً کچھہ قباحت نہین کتاب و سنت اور اقوال علماء امت سے کچھہ اعتراض پایا نہین جاتا -

مغالطہ ۱۶۳ قرآن کے جو خطاب ہین عام ہین حاضرین ۱۶۳
اور غیر حاضرین اور مولود اور غیر مولود پر جب اس آیت کا خاص ایک شخص ہی مخاطب ہو گیا تو بالبداہۃ قرآن سے نکل گئے جب آیت قرآن سے نکل گئی تو تحدی وان کنتم فی ریب مما کی ٹوٹ گئی اور دعوی اعجاز قرآن کا نعوذ باللہ باطل ہوا کیونکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ آیت قرآن سے نہین اور اسی آیت کا مقابلہ کر سکتے ہین فتدبر ولا تغفل

ھدایہ ملا صاحب نے جہان اُن آیتون کے الہام سے انکار کیا ہے جن مین خاص رسول اللہ صلعم مخاطب ہین اور بغیر دلیل نقلی کے اُسکو منع تبلایا ہے یہی عقلی دلیل بعینہ پیش کی ہے کہتے ہین اگر قرآن سے ہے تو مخاطب قرآن کے

رسول اللہ صلعم ہی ہین نہ اور کوئی اگر رسول اللہ صلعم مخاطب نہین تو پہر قرآن ہی
نہین وہی شُبہ لازم آئیگا قرآن کی تحدی وانکنتم فی ریب مما الخ ٹوٹ گئی کیونکہ
آئیت ملقیہ سے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم ہین قرآن سے اُسکا مقابلہ کرسکتے ہین
اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ آئیت اُس آئیت کی مثل بعینہ ہے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم
ہین) یہان بہی بڑے فخر اور ناز سے وہی شُبہ وارد کرتے ہین ایسی برجستہ تقریر
پر کیون نہ اتراوین جناب کی دیگ علم کا سرجوش ہے آپ فرماتے ہین مخاطب کے
بدل جانے سے کلام بدل جاتی ہے کیا خوب ہوتا اگر یون کہتے اچنانچہ متکلم کے
بدل جانے سے ہی کلام اور ہوجایا کرتے ہین اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت
کرتا ہے وہ کلام الٰہی نہین پڑہتا بلکہ خود ایک فصیح کلام بناکر فصاحت قرآنی کا مقابلہ
کرتا ہے اور (معاذاللہ) بجائے استحقاق ثواب کے مستوجب عذاب ہوتا ہے)
مولوی صاحب تبدیل مخاطب اور تخصیص عام کے سبب الفاظ قرآنی قرآن سے
نہین نکلتے اور قرآن کا غیر نہین بنتے اگر مخاطب کے بدلنے سے کلام بدل جاتی
تو عرب کے بڑے بڑے فصیح اور بلیغ مقابلہ سے کیون عاجز ہوتے اُنسے ایک سورۃ
نہ بن سکی اگر ایسا ہوتا تو وہ سارا قرآن اپنا بنالیتے مثلاً ایک عورت مریم بنت عمران
کو مخاطب کرکے کہتی یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی
نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اور جناب
رسول اللہ صلعم کے سامنے دعوی کرتے دیکہو ہم نے ویسی ہی آئیتین بنادی ہین
جیسے تم مریم بنت عمران کی شان مین لائے ہو اور ذراسی بات مین فان لم تفعلوا
ولن تفعلوا کے دعوی کو توڑ دیتے یا ایک شخص محمد نام آج نبوت کا دعوی کرے
اور اپنی شان مین یہہ سراپا اعجاز آئیتین لاوے ما محمد الا رسول قد خلت
من قبلہ الرسل محمد رسول اللہ اور ایک کتاب بناکر اُسکے عنوان مین لکہدے

ذلک الکتاب لا ریب فیہ وھذا کتاب انزلناہ مبارک لیدبروا آیاتہ
ولیتذکر اولوالالباب ـ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر
اور اپنی کتاب کو مثل الیہ ٹہراوے کیا وہ مدعی نبوت اور اُسکی کتاب سچی ہوجائیگی
ہرگز نہین قرآن مجید کے لفظون مین اعجاز ہے تاوقتیکہ کوئی شخص الفاظ قرآنی
کے سوا اور الفاظ جمع کرکے ایک سورت یا کتاب مثل اسکے نہ بناوے دعوی فصاحت
١٦٤ واعجاز قرآن کا نہین ٹوٹتا **مغالطہ ١٦٤** اور ایک روز دو شخص ایک کے
روبرو لڑرہے تہے وہ شخص منع کرتا تھا کہ تم لڑو نہین وہ باز نہ آئے ایک
نے دوسرے کا سر پہوڑ دیا وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا فقال لھم رسول
اللہ ناقۃ اللہ وسقیاھا فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم
فسوھا ولا یخاف عقباھا پہر کہتا ہے مین تین روز متحیر رہا کہ یہان ناقۃ اللہ
کون ہے پہر مین نے دیکہی صورت ایک کی الہام ہوا ہذہ ناقۃ اللہ **ھدایہ**
یہان قاعدہ اعتبار جاری کیا جائیگا گویا صاحب الہام کو ارشاد ہوتا ہے کہ توظالمو
کو ظلم سے منع کرنیوالا ہے یا تو منع کریگا جیسا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو عقر
ناقہ سے منع فرمایا تھا اور ظالم ومظلوم کا وہی حال ہوگا جیسا انجام کار ناقہ اور اُسکے
مارنے والون کا ہوا تہا اب نبوت تو باقی نہین رہی کہ صاحب الہام اپنے آپکو
١٦٥ نبی سمجہے صرف اعتبار اور اتعاظ ہوسکتا ہے **مغالطہ** علاوہ برین کسی صحابی
یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو **ھدایہ** مسئلہ
الہام کا حلت وحرمت کا مسئلہ نہین جو اُسکا ثبوت صحابہ اور تابعین سے ضرور ہونا
چاہئیے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس دم تک اگر کسی نے بہی دعوی
نہ کیا ہو اور آج ایک شخص متقی صالح صادق دعوی کرے جو مجھے الہام ہوتا ہے
اور مجھے غیب سے آواز آتی ہے توہم اُسکو سچا جانینگے اور بحکم شریعت تمام اہل

اسلام پر لازم ہے کہ اُسکو سچا سمجھیں جناب پیغمبر خدا صلعم مومنون کا اعتبار کرتے
تھے اللہ جل شانہ فرماتا ہے و یومن للمومنین اگر کہو لاکھون مین سے ایک شخص
کس طرح اِس رتبہ کو پہنچگیا۔ ہم کہین گے یہہ امداد غیبی ہے صاحب الہام کا اسمین
کچھہ اختیار نہین یختص برحمتہ من یشا واللہ ذو الفضل العظیم جزوی فضیلت
ادنی کو اعلی پر ہوسکتی ہے اگر ملہمین سے کوئی خاص شخص آپکے نزدیک لایق الہام
نہین تو اس شخص پر آپ اعتراض نہ فرما دین آپکو چاہیئے ایک نالش صاحب
ملکوت السموات والارض کے حضور مین اس مضمون کی دائر کرین اے احکم الحاکمین
تو عادل ہے کمترین کی عمر پچاس سے تجاوز کر گئی کبھی دولت الہام سے اسکو
حصہ نہین ملا بلکہ آجتک یہہ کیفیت بھی سمجھہ مین نہین آئی اور اِس آخری زمانہ
مین اِس غلام کے ہمعصرون مین سے بعضون کو تو نے اِس دولت سے مالا
مال کر دیا ہے۔ فدوی اپنے دل کی کیفیت کچھہ عرض نہین کرسکتا تو خود دانا بینا
ہے جس طرح ہوسکے میرا انصاف فرما استغفر اللہ یہہ آپ کے کہنے کی بات ہے جو
(کسی صحابہ یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو) صحیح بخاری
مین روائیت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل
مین ایسے لوگ تھے جو غیب سے اُنکے ساتھہ کلام کیجاتی تھی باوجودیکہ وہ نبی نہ تھے
پس اگر میری امت سے کوئی ویسا شخص ہو تو عمر ہوگا اور بیہقی مین ہے صحابہ
کہتے ان الملک ینطق علی لسان عمر عمر کی زبانی فرشتہ بات کرتے ہین اور فرماتے
عمر کی زبانی سکینہ باتین کرتا ہے اور طبرانی اس روائیت کو مرفوعا لایا ہے تتکلم
الملایکة علی لسانہ کلام کرتے ہین فرشتے صاحب الہام کی زبانی بلکہ صحیح روایتون
سے ثابت ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بہ آیات قرآنی کا قبل از نزول الہام
ہوا کرتا تھا آپ مانین یا نہ مانین ہم بہ نیت اظہار حق روایات نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری مین ہے اجتمع نساء النبی صلعم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ
ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک اکٹھے ہوکر زور
ڈالا حضرت کی بیویون نے حضرت پر عمر کہتے ہین پس مین نے کہا امید ہے پروردگا
اُسکا اگر وہ تمہین طلاق دے تمہارے عوض اور عورتین دے تم سے بہتر پس
اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہی آئیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے انس سے روایت
کیا ہے قال قال عمرؓ وافقت ربی او وافقنی ربی فی اربع نزلت ھذہ الایۃ
کہا حضرت انس رضہ نے فرمایا عمر نے موافق ہوا مین اپنے رب سے چار چیزون
مین نازل ہوئی یہہ آئیت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین کہا
حضرت عمر نے فلما نزلت پس جبکہ نازل ہوئی یہہ آئیت قلت مین نے کہا فتبارک
اللہ احسن الخالقین پس پروردگار نے نازل کیا فتبارک اللہ احسن الخالقین
اور روائیت کی عبد الرحمن ابن ابی لیلی نے ان یہودیا لقی عمر بن الخطاب فقال
ان جبرئیل الذی یذکر صاحبکم عدو لنا فقال عمر من کان عدو اللہ و
ملائکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین قال فنزلت
علی لسان عمر تحقیق ملا ایک یہودی عمر بن الخطاب سے پس یہودی نے کہا فرشتہ
جبرئیل جسکا ذکر کیا کرتے ہین تمہارے صاحب ہمارا دشمن ہے پس حضرت عمر نے
کہا۔ من کان عدو اللہ و ملائکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکال فان اللہ عدو
للکافرین پس نازل ہوئی آئیت جیسی کہ عمر کے زبان سے نکلی تہی ہم کہتے ہین کہ حضر
کی بشارت عمر فاروق کے حق مین پوری ہوئی اسرار غیب اُنکی زبان پہ جاری ہوئے
ہاکینہ وسکینہ اُنکے مونہہ چڑہ کے بولے کیونکہ بغیر الہام غیبی کے ایسے کلام کا بنانا
ناممکن ومحال شرعی ہے علاوہ برین ملا صاحب نے چند وجہ سے ان آئیتون کا عمر رضہ کو
الہام ہونے سے انکار کیا ہے ہم ہر ایک شبہ کو معہ جواب لکھتے ہین (وجہ اول)

مغالطہ ۱۶۶ مین پہلے بیان کر چکا ہون کہ مجہکو مطلق الہام آیات کا انکار ع۱۶۶
نہین کیا معنے کہ الہام چیزے در دل انداختن ہے اگر کسی کے دل مین کوئی
آئیت یاد آجائے تو مضایقہ نہین **ہدایہ** (یاد آنے کا) اطلاق اُس جگہ
کر سکتے ہین جہان ایسی صورت ہو کہ ایک آئیت نازل شدہ کسی شخص کو اول یاد
تہی پہر بہول گیا اب دوبارہ اُسکو یاد آگئی ہم وہ مثالین لکہہ چکے ہین جن مین صراحت
ہے کہ ہنوز آئیتین نازل نہ ہوئی تہین اور امیر المومنین عمر پر اُنکا الہام ہوا (وجہ دوم)

مغالطہ ۱۶۷ قبل از نزول قرآن یہہ کلمہ اُسکو القا ہوئے قرآن کا القا اُسکو ع۱۶۷
نہین ہوا کیونکہ قرآن اُسوقت نہین تہا جب وحی رسول اللہ پر لیکر آیا تب کلام اللہ
تہا **ہدایہ** قرآن مجید حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ہی کلام الہی تہا اور
کلام معجز تہا حضرت پر نازل ہونیکے سبب اعجاز کی صفت اِسمین پیدا نہین ہوئی
کیا قرآن مجید بشر پر اُترنے کی جہت سے اعجاز کی صفت رکہتا ہے نہین بلکہ
کلام الہی ہونیکے سبب وہ معجز ہے اور قرآن مجید اُسوقت سے کلام الہی ہے
جسوقت رسول کریم صلعم نبی ہوکر دنیا مین نہ آئے تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔
شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مہینہ رمضان کا وہ ہے جسمین اُتارا گیا
ہے قرآن۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے نازل کیا قرآن کو شب قدر
مین بلکہ حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ایک ہی رات مین جو ماہ رمضان کی شب
قدر تہی سارا قرآن ایکہی دفعہ لوح محفوظ سے نچلے آسمان پر جسکو سماء دنیا کہتے ہین
نازل ہوا اور سماء دنیا پر نازل ہونے سے پہلے لوح محفوظ مین لکہا ہوا تہا فرمایا انہ
لقرآن کریم فی کتاب مکنون بیشک یہہ قرآن ہے عزت والا لکہا ہوا چہپی کتاب
(لوح محفوظ) مین بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ بلکہ وہ قرآن ہے
بزرگ (لکہا ہوا) لوح محفوظ مین۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی سفرۃ

کو ادہر بوسرۃ قرآن مجید لکہا ہوا ہے بیچ اوراق کے جو عزت والے ہین بلند اور پاک
جو ہاتہون مین ہین کاتبون بزرگ اور نیک کے اور روایت کی ابن الضرلس اور
ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور صحیح کہا ہے اُسکو ابن ابی حاتم نے
اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے آئیت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تفسیر مین قال انزل القرآن فی
لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ من الذکر الذی عند رب العزۃ حتی وضع
فی بیت العزۃ فی سماء الدنیا ثم جعل جبرئیل ینزل علی محمد بجواب کلام
العباد واعمالھم فرمایا ابن عباس نے نازل ہوا قرآن شب قدر مین ایک ہی
رات مین سارا اُس کتاب مین سے جو پاس رب العزت کے ہے یہانتک جو رکہا
گیا بیت العزت مین جو نچلے آسمان مین ہے پہر جبرئیل لیکر اُترتے رہے محمد صلعم
پر بندون کی باتون اور عملون کے جواب - ملا صاحب آپ ہی انصاف فرماوین
کہ جس صورت مین متکلم نے اپنے علم مین کسی کو مخاطب ٹہرا کر ایک کلام کی اور اپنے
دفتر مین لکھہ رکہی مگر اپنے قاصد کی زبانی مرسل الیہ کو نہ پُہنچائی کیا جب تک وہ
کلام قاصد کے ذریعہ سے نہ پُہنچائی جائے وہ اُس متکلم کی کلام نہ کہلائیگی کیا آپکی
عقل کا یہی مقتضا ہے یا آپ ضد مین آکر ایسی باتین کرتے ہین ام تامرھم احلا
مھم بھذا ام ھم قوم طاغون اگر یہہ قاعدہ تسلیم کیا جاوے (کہ جب تک کلام
بواسطہ رسول ادا نہ کی جاوے وہ متکلم کی کلام نہین ہو سکتی) تو لازم آئیگا کہ سوائے
قرآن مجید اور توریت و زبور و انجیل اور اُن صحائف کے جو بواسطہ جبرئیل امین انبیا
علیہم السلام پر نازل ہو چکے ہین اور کچہہ کلام الٰہی نہ ہو حالانکہ پروردگار فرماتا ہے
قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثلہ مددا تو کہہ اگر سمندر ہو سیاہی واسطے (لکھنے) میرے رب کے

باتون کے البتہ نبٹ چکے سمندر پہلے ختم ہونے میرے رب کی باتون کے اگر دوسرا
بھی لاوین ہم ویسا ہی اُسکی مدد کو - افسوس آپ فخر سے ایسے قواعد وضع کرتے ہین جو
صریح آیتون کے مخالف ہین (وجہ سویم) **مغالطہ ۱۶۸** یہہ بات کہین سے ثابت ۱۶۸
نہین ہوتی کہ اُن لوگون کی ہی کلام تہی اور اللہ تعالی نے بعینہ بہی اُتاری **ہدایہ**
کیون نہین صحیح روائیتون سے ثابت ہے کہ جو اُن لوگون کی کلام تہی اللہ تعالی نے
بعینہ وہی نازل فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلعم کے ازواج مطہرات سے
کہا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک پس
اسی طرح الفاظ نازل ہوئے اور فرماتے ہین مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین
پس اسی طرح خدا نے نازل فرمایا اور عبدالرحمن نے اس مطلب کو بصراحت تمام ادا
کیا ہے فرماتے ہین فنزلت علی لسان عمر آئیت اُن الفاظ سے نازل ہوئی جو الفاظ
عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوئے تہے اِن روائیتون سے اُن الفاظ (جو عمر رض کی
زبان پر جاری ہوئے تہے) اور آیات کے ایک ہونے مین کچہہ شک نہین رہتا آپ
دانستہ ایسی مثالین لائے ہین جن مین احتمال باقی رہے اور بعلم دہوکا کہائین (وجہ ۱۶۹
چہارم) **مغالطہ ۱۶۹** وہ کلام جو اُنکے مونہہ سے نکلی آگے اُتری ہوئی نہین تہی
اور کسی کتاب مین لکہی ہوئی نہین تہی بطور بولی اپنی کے اُنہون نے اپنے مونہہ سے
نکالی **ہدایہ** کیا خوب آپ اس بات کے بہی قایل ہین جو ایک عرب کا رہنے
والا آدمی اپنی بولی اور محاورہ کے موافق قرآن مجید کی سی آئیتین بنا سکتا ہے - این
کار از تو آید و مردان چنین نکنند - آپ اپنی دہائی دیتے تہے کہ جو آئیتین قرآن مجید
مین نازل ہو چکی ہین اور لوگ لاکہہ دفعہ اُنکو پڑہ بہی چکے ہین اُن آیتون کا بہی الہام
اور القا ہونا جایز نہین کیا وجہ جو الہام کے سبب وہ آئیت آئیت قرآنی نہ رہیگی اور یہہ
قباحت لازم آئیگی جو وہ الہام اعجاز مین آئیت قرآنی سے مقابلہ کر سکتا ہے اب خود یہ

بات کے مقر ہوگئے کہ لوگون کی بے تکلف بول چال کبھی قرآن مجید کی سی ہوتی تھی۔
من حضر لاخیہ وقع فیہ اِس صورت مین اعجاز قرآن مجید کا باطل ہوگیا جوجاہے
ویسی کلام بنالے اور ایک سورۃ کیا پچاس سورتین مرتب کرکے **فاتوا بسورۃ من مثلہ**
کا مقابلہ کرے **مغالطہ ۱۷۰** اگر کسی نے دعوی کیا ہی ہو اور کوئی صحاح سے ۱۷۰
ثابت کردے تو اسپر بہی یہی اعتراض آویگا خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم **ھدایہ**
بضمن ہدایت نمبر (۱۶۳) بحث تحدی واعجاز مین ہم اس اعتراض کا جواب مفصل لکھ
چکے ہین ملا صاحب کو صحابہ اور تابعین کا طریقہ پسند نہین اس لئے بڑی جرات سے اُن پر
اعتراض کرتے ہین اور بڑی نفرت سے کہتے ہین (خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم)
مغالطہ ۱۷۱ اس مقام پر اگر کوئی تعاقب کرے کہ صحاح ستہ مین وارد ہے ۱۷۱
رسول اللہ صلعم بوقت افتتاح صلوۃ آیت **وجہت وجہی الیک** اخیر تک پڑہتے
تہے اور اپنی کلام سے ملاتے تہے اگر رسول اللہ صلعم اپنے آپکو متکلم ٹھہراتے تہے تو
اُسپر بہی اعتراض وارد ہوتا ہے جواب اِسکا یہہ ہے کہ قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز
مین نقلاً وحکایتہً ہے۔ **ھدایہ** واہ یہہ حافظہ اور دعوی اجتہاد کا انی وجہت
وجہی للذی فطر السموات والارض کو آپ وجہت وجہی الیک لکھتے ہین۔
برین خوارسی امید ملک داری اگر کوئی شخص بوقت دعا اور سوال کے یا بہ نیت اظہار
عجز اور خلوص کے وہ آیتین جن مین اس قسم کا مضمون ہو پڑہے اور اپنے آپکو مراد رکہے
تو عند الشرع بے شُبہ جائز ہے جب جناب رسول اللہ صلعم مقام دعا اور تضرع مین آیات
قرآنی پڑہتے اپنی ذات مبارک کو مراد رکہتے چنانچہ اُن روایات سے جن مین اس قسم
کی دعاؤن کا ذکر ہے ہمارے بیان کی صداقت پائی جاتی ہے ملا صاحب کا قول (کہ
قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز مین نقلاً وحکایتہً ہے) صحیح ہے مگر دعا اور تلاوت مین
فرق ہے تلاوت اور قرات کے وقت جو کچھہ پڑہا جاتا ہے وہ بر سبیل حکایت ہوتا ہے

برخلاف دُعا کے دُعا اور سوال کے وقت اگر دُعا مانگنے والا آئیت متضمن معنے دُعا بطریق
حکایت (غیر شخص کا قصہ سمجھہ کر) پڑہتا رہے اور اپنے آپکو مراد نہ رکھے تو فرمایئے
کیا فائدہ مقام افتتاح صلوۃ دعا اور تسبیح و تمجید کی جگہہ ہے نہ تلاوت اور قرارت کی
جناب رسول اللہ صلعم جب قربانی کرتے بہ نیت انکسار و اظہار اخلاص کے یہی آئیت
(وجہت وجہی) پڑہتے اور نسائی اور ابن ماجہ مین روائیت ہے کہ نماز تہجد مین تمام
رات جناب پیغمبر خدا صلعم ایک ہی آئیت پڑہتے تہے ان تعذبھم فانھم عبادك
وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم حضرت شفیع المذنبین گنہگاران امت کے
حق مین دُعا کرتے تہے اور کہتے تہے اگر تو اُنکو عذاب کرے پس تحقیق وہ تیرے
بندے ہین اور اگر تو مغفرت کرے اُنکے لئے پس تحقیق تو ہے زبردست حکمت والا
حالانکہ پروردگار نے قرآن مجید مین خبر دی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان کلمات
سے میدان حشر مین تضرع اور دعا کرینگے اور صحیح بخاری اور سنن اربعہ مین ایک روائیت
ہے جس سے ہمارا مطلب کمال صراحت سے ثابت ہوتا ہے وان اناسا یوخذ بھم ذات
الشمال فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما
توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیٔ شھید ان تعذبھم فانھم عبادك
وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم اور تحقیق کچہہ لوگون کو پکڑ کر بائین طرف لیجائینگے
یعنے قیامت کے دن پس مین کہونگا جیسا کہا خدا کے نیک بندہ (عیسی علیہ السلام) نے
مین اُنکا شاہد حال تہا جب تک مین اُنمین موجود تہا پس جب تو نے مجھے اُٹہا لیا تو ہی تہا
نگہبان اُن پر اور تو ہر چیز پر حاضر ناظر ہے اگر تو اُن کو عذاب کرے پس وہ تیرے بندہ
ہین اور اگر تو مغفرت کر دے پس تو ہی غالب حکمت والا اور جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا
لم یدع بھا رجل مسلم فی شیٔ الا استجاب لہ رواہ احمد والترمذی اور دعائے
یونس علیہ السلام جو آئیت کریمہ کے نام سے مشہور ہے) نہین پکارا اسا تہہ اسکے کسی مسلمان

شخص نے مگر قبول ہوا واسطے اُسکے ۔ روایت کیا اِسکو احمد اور ترمذی نے پروردگار
نے یونس علیہ السلام کے قصہ مین حکایتاً اس دُعا کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرت تمام
دعا کرنیوالے مسلمانون کو اِسکی اجازت دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ یہہ اللہ کا اسم اعظم
ہے ۔ اور جنگ خیبر مین جب آپ دشمنون کی سرزمین مین جا اُترے اُسوقت یہ کلمات
فرماے انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین تحقیق جبوقت ہم آن
اُترتے ہین کسی قوم کے میدان مین پس مصیبت کا دن نکلتا ہے ڈرائے گئے لوگون
پر ۔ قرآن مجید مین مشرکان مکہ کو وعید ہے تم عذاب الہی پر دلیری مت کرو ہمارا عذاب
ایسا ہے اذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین جبوقت اُتر پڑیگا عذاب اُنکے
میدان مین پس بری مصیبت کی صبح ہوگی ڈرائے گئے لوگون کی اصل آیت مین لفظ
نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ
فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ہم (ضمیر جمع مذکر غائب) کو جو راجع ہے
طرف کفار مکہ کے حذف کرکے اُسکی جگہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد کہا ۔ اور خلیفہ ثالث
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے بحالت محاصرہ دیوار پر سے سر نکالکر باغیون کو مخاطب
کرکے فرمایا یقوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم
ھود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید رواہ ابن ابی شیبہ اے میری قوم نہ کمائیو
میری ضد سے ایسی چیز جس سے پہنچے تمکو (عذاب) جیسا پہنچا نوح علیہ السلام کی قوم اور
ہود کی قوم اور صالح کی قوم کو اور لوط علیہ السلام کی قوم تم سے کچہہ دور نہین روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے ۔ قرآن شریف مین ہے کہ شعیب علیہ السلام نے اپنی
قوم کو اِس سے مخاطب فرمایا تہا اور خلیفہ ثالث نے محمد بن ابی بکر اور اُنکے ساتہیون
کو خطاب کیا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بیعت
کے پیچہے یہہ بات کہی بایعنا ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا اُسکے ساتہہ ہمارے ہاتہون نے

بیعت کی ہے اور ہمارے دلون نے بیعت نہین کی آپ نے سُنکر فرمایا فمن نکث
فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما پس جو
شخص عہد توڑیگا پس سوا اسکے نہین کہ بدعہدی کریگا اوپر نفس اپنے کے اور جو
کوئی پورا کرے جسپر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا ثواب اُسکو بڑا یہہ آیت بیعت الرضوان
والون کے حق مین نازل ہوئی تہی خلیفہ چہارم نے اپنی بیعت والون کے حق مین پڑہی
صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابوموسی نے کسی شخص کو ایک مسئلہ مین فتوی دیا
اور اُس شخص کو کہا جاؤ حضرت ابن مسعود کے پاس وہ بہی میرے فتوی کے موافق فتوی
دیگا جب وہ شخص ابن مسعود کے پاس آیا اور ابوموسی کی بات اُسکو سنائی ابن مسعود نے
کہا قد ضللت اذا وما انا من المھتدین اقضی فیھا بما قضی النبی صلعم الحدیث
یعنے تحقیق گمراہ ہوجاؤن مین (اگر ابوموسی کے موافق فتوی دون) اور نہ ہون مین
راہ پانیوالون مین سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول صلعم نے دیکہو قرآن مین قد ضللت
کے متکلم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو متکلم کر دیا - قرآن وحدیث مین
ایسی مثالین بہت پائی جاتی ہین اگر سب کو لکہین تو ایک دفتر بنجائے ناظرین کو یاد
ہوگا ہمارے ملا صاحب نے پہلے یہہ قاعدہ وضع کیا تھا جو سب ذکر اور دعا توقیفی ہین
یعنے اُنہین الفاظ کے ساتہہ دعا کرنی جایز ہے جو الفاظ قرآن وحدیث مین آگئے
ہون مثلاً لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اب فرماتے ہین کہ
دعا ماثورہ پڑہتے وقت اگر کوئی شخص اپنے آپکو مراد رکہیگا تو گنہگار ہوگا مثلاً ربنا
ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - رب انی مسنی
الضر وانت ارحم الراحمین - رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین -
جو شخص ان دعاؤن کو پڑہے تو یہہ سمجہے کہ مین حضرت آدم اور حضرت ایوب اور حضرت
زکریا علیہم السلام کا قصہ بیان کرتا ہون اور اپنے لئے جناب الہی سے کچہہ نہین چاہتا

غرض دعاے ماثورہ وغیر ماثورہ سب سے لوگون کو روکتے ہین ہم ایسے مجتہد کے
حق مین دُعا کرتے ہین جو خدا اُسکو ہدائیت کرے **مغالطہ ۱۴۲** ایسا ہی ۱۴۲
اور بعض ادعیات حکایتاً ہی ہین جیسا کہ التحیات کیونکہ اگر حکایت نہ ہو تو التحیات مین
نداء خطاب واقع ہے جیسا کہ السلام علیک ایہا النبی اور خطاب حاضر کو ہوتا ہے رسول
اللہ صلعم حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین اگر اسکو حکائیت شب معراج کا پڑہنا نہ مقرر کرین
تو اسپر دو اعتراض وارد ہوتے ہین ایک خطاب غیر موقع دوم کلام فی الصلوۃ جو مفسد
صلوۃ ہے اسیواسطے علماء نے تصریح کی ہے کہ اسکا پڑہنا حکایۃً ہے اس مسئلہ کو
شیخ عبد الحق نے اپنی تصانیف مین مصرح لکہا ہے **ہدایہ** ملا صاحب آپکو اور شیخ
عبد الحق کو کیونکر معلوم ہوا کہ شب معراج مین بطور راز و نیاز کے الفاظ التحیات کے پڑہے
گئے تہے اور اب تمام امت محمدی کو بطور حکائیت پڑہنے کا حکم ہے شائد آپ اور شیخ صاحب
اردلی مین آنحضرت کے ساتہہ گئے ہونگے چشم دیدہ حال آپ بیان کرتے ہین ورنہ اس
قصہ کی صداقت پر کوئی سند معتبر لائی آپ تو صحاح پر عمل کرنیوالے ہین کسی صحیح سند
سے ثابت کیجئے نہ ہو سکے تو روائیت حسن یا ضعیف ہی لائیے مگر اتنا خیال رہے جو کتب
متداولہ حدیث کا حوالہ دیا جاوے ورنہ شیخ جیسے متاخرین کا قول سند نہین ہو سکتا در اصل
یہہ قصہ بالکل غلط ہے کسی محدث نے اپنی کتاب مین نقل نہین کیا ایسی بے اصل
بات کا نقل کرنا گویا اللہ اور رسول پر بہتان باندہنا ہے۔ آنحضرت فرماتے ہین کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع آدمی کی دروغگوئی کی یہہ کافی علامت ہے جو کچہہ
کسی سے سُنے سو ہی کہدے اس حدیث کا مقصد یہہ ہے کہ آدمی بازاری گپونکا
اعتبار نہ کرے اور افواہی باتون کو نقل نہ کرتا پہرے۔ لوگ ناقل کے اعتبار پر
اُس بات کو سچ جانتے ہین حالانکہ در اصل وہ بات جہوٹی ہوتی ہے۔ ملا صاحب نے
کسی معراجنامہ پڑہنے والے سے یہہ قصہ سُنکر نقل کر دیا ہے اور دل مین سمجہہ لیا

(افواہ خلق نقارۂ خدا) ایسی مشہور بات کی کچھہ تو اصل ہوگی صحیح بخاری مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم ہم لوگون کو قرآن مجید کی طرح التحیات سکھلاتے اور ہم آنحضرت کے ایام حیات مین السلام علیک ایہا النبی کہتے تھے اور بعد وفات کے السلام علی النبی کہنے لگے۔ بہلا اگر صحابہ کرام بہ سبیل حکایت پڑہتے ہوتے تو کاف خطاب کو کیون ترک کرتے نقل مین تصرف جائز نہین ہوتا باقی جواب یہہ ہے کہ جو لوگ بعد رحلت حضرت رسالت مآب کے السلام علی النبی بغیر کاف خطاب کے پڑہتے تہے اُن پر کوئی شبہہ وارد نہین ہوتا نہ غائب کو خطاب نہ کلام فی الصلوۃ البتہ یاران نبی صلعم مین سے جو لوگ بایام قیام دُنیا اور نیز بعد از رحلت بطرف ملاء اعلیٰ کاف خطاب سے السلام علیک کہتے رہے اُن پر آپ معترض ہو سکتے ہین۔ پس اُنکا جواب یہہ ہے کہ بے شک نماز مین کلام کرنا منع ہے مگر جہان اللہ اور رسول کا حکم ہو وہان کچھہ مضائقہ نہین بلکہ وہ بولنا ہی عین عبادت ہے چنانچہ ابی بن کعب نماز پڑہتے تہے اور آنحضرت نے اُنکو آواز دی حضرت ابی اپنے آپکو معذور جانکر چُپکے ہو رہے نماز سے فارغ ہوکر حاضر خدمت شریف ہوئے اور عذر بیان کیا آنحضرت نے فرمایا تو نہین جانتا اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعا کم اے اہل ایمان ہان کرو تم اللہ اور رسول کے سامنے جس وقت وہ تمہین پکارین ایسا ہی التحیات مین اگر تکلم پایا جاتا ہے تو کچھہ مضائقہ نہین یہہ دُعا خود رسول اللہ صلعم نے قرآن مجید کی طرح لوگون کو سکھلائی ہے جب رسول خدا اجازت گفتگو کی دین تو پہر مانع کون ہے رہا خطاب غائب یا میت اِسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک حقیقتاً رسول خدا صلعم حاضر اور زندہ نہین ہین مگر حکما مین ابو داؤد اور بیہقی روائیت کرتے ہین ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی ارد علیہ السلام جب کوئی شخص مجھہ کو سلام کہتا ہے اُسوقت اللہ جل شانہ میری روح مجھہ پہ لوٹاتا ہے اور مین اُسکو جواب سلام دیتا ہون

پس جبکہ ہمارا سلام آپکو پہنچ جاتا ہے اور آپ ہمکو جواب بھی دیتے ہین تو یہہ خطاب غیر محل نہ ٹھہرا اور دوسری روائیت مین ہے ان للہ ملائکتہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ تحقیق اللہ کے فرشتہ ہین سیر کرنیوالے زمین مین مجھہ کو پہنچاتے ہین میری اُمت کی طرف سے سلام روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور ابن حبان نے روایت کیا اپنی صحیح مین اور حاکم نے روائیت کیا اور صحیح کہا ان دونون حدیثون کی روسے اگر کوئی شخص نماز مین یا خارج از نماز بوقت درود یا سلام کے رسول اللہ صلعم کو حکماً مخاطب سمجھے تو بیشک جائز ہے ایک روائیت مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت خطبہ منبر پر چڑہ کر صحابہ کبار کے ایک جماعت کے روبرو لوگون کو التحیات پڑہنا بتلایا اور اُس مین لفظ سلام کاف خطاب کے ساتھہ یعنے السلام علیک سکھلایا کسی صحابی نے اِسپر انکار نہ فرمایا گویا تمام صحابہ کا اِسپر اتفاق اور اجماع ہوا جائے حیرت ہے کہ ملا صاحب اجماع صحابہ پر اعتراض کرتے ہین اور پہر اس سے بڑہ کر فرماتے ہین (رسول خدا صلعم) حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین ناظرین انصاف پسند ملا صاحب کے اِن دونون اعتراضون کو زیر نظر رکہہ کر اُس قصیدہ نعتیہ کو ملاحظہ فرماوین جو آپ نے اپنے رسالہ کے اخیر مین الحاق کیا ہے اُسمین کہین آپ سلام سے آن حضرت کو مخاطب کرتے ہین کہین اور کلام سے ہی کوئی پوچھے یہہ خطاب کس قسم کا ہے - اگر شعر گوئی کے وقت حقیقتاً رسول اللہ صلعم کو حاضر اور سمیع جانکر مخاطب کرتے ہو تو شرک صریح لازم آئے گا آخر یہی کہوگے ہم نے شعرا کے قاعدہ کے موافق رسول اللہ کو حاضر و سمیع فرض کرلیا ہے گو حقیقتاً ایسا نہین پس جو کام بتقلید شعرا آپ کے لیئے جائز ہوجاتا ہے کیا باتباع سنت سینہ نبویہ اور باقتدا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے اور آپکے حق مین جائز نہین ہوسکتا ملا صاحب نے اِس قصیدہ مین شاعری کا بڑا زور دکھلایا ہے سچ پوچھو تو گویا شاعری

کی ٹانگ توڑی ہے نظم ناموزون قافیہ ندارد بہت سے عربی الفاظ غلط ہم اس موقع پر
اگر پورا تعقب کرین تو ایک ایسی ہی اور کتاب بنجاوے چونکہ ہمارے مبحث سے یہ بات
خارج ہے اور ناظرین رسالہ کے اوقات بوقت مطالعہ ناحق ضایع ہونگی اس لئے ہم صرف
اُن غلطیون کا ذکر کرتے ہین جو احکام شرعیہ کے خلاف ہین مثلاً کلمات شرک تزکیہ
نفس تفضیل اہل سنت والجماعت تاکہ طالبان حق کلمات شرک زبان پر نہ لاوین
اور ایمہ دین کو منسوب بضلالت نہ کرین اور ملا صاحب جیسے اپنے مونہہ سے میان مٹھو بنے
ہین ویسے ہی اُنہین معصوم صفت نہ سمجھ بیٹھین بلکہ اس آئیت کریمہ کا لحاظ رکھین والشعرا
یتبعہم الغاون والی قولہ وانہم یقولون مالا یفعلون شاعرون کی پیروی کرتے ہین بہکے
ہوئے لوگ اور شاعر وہ بات کہتے ہین جو نہین کرتے - اول آپ بسم اللہ کرتے ہی فرماتے ہین
بجان و دودۂ دانش فزود نشو و نما ؛ ز نور علم و عمل کرد گوہرم یکتا ؛ ہمکو خاندان عقل
و دانش مین ترقی بخشنے علم کامل اور اعمال صالح کے نور سے میرا وجود یکتا اور تمام زمانہ
مین بے نظیر کردیا سبحان اللہ ہم ایسے اور ہم ویسے خاندان دانش کون جنکو آپ خود
ہی گرفتار شرک اور بدعت جانتے ہین اور ہمیشہ رد کرتے ہین آج وہی آپکی ذات پُر
صفات کے سبب علم و دانش کا گھرانہ اور جائے فخر ہوگیا خیر ہمین اس سے کیا غرض
نیک ہون یا بد ان آیات قرآنی اور ملا صاحب کی لن ترانی کو دیکھنا چاہئیے اللہ جل شانہ
فرماتا ہے ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض و اذ انتم اجنۃ فی بطون
امہاتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی وہ خوب جانتا ہے تمکو اُس وقت سے
جب سے تمہین پیدا کیا زمین مین سے اور جبکہ تم تھے بچے اپنی ماؤن کے پیٹ مین
پس مت پاک ٹہراؤ تم اپنے آپکو وہ خوب طرح جانتا ہے اُن لوگون کو جو متقی ہین اور فرمایا
الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء کیا نہین دیکھا تونے
اُن لوگون کی طرف جو پاک بتلاتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسکو چاہتا

ہے۔ دیکھو یہہ شعر ان آیات کے خلاف ہے یا نہین جس بات سے خداوند کریم نے روکا ہمارے بہادر شاعر نے اُسی کا دعوی کیا کالا سے بد بریش خاندند دوم آگے چلکر کہتے ہین ؎ زبیۂ کفر و ضلالت زراہ فسق و فجور ؎ بہ پیری و بجوانی بری نمود و جدا ؎ کفر اور گمراہی کے جنگل اور فسق اور فجور کی راہ سے بڑہاپے اور جوانی مین بری اور جُدا رہا ہون۔ صراح مین لکہا ہے فسق بیرون شدن بندہ از فرمان لیس جس نے حکم سے باہر قدم رکہا نافرمان اور گنہگار ہوا آپکو کمال علم و عمل کے سوا عصمت کا بہی دعوی ہے فرماتے ہین کبہی ہم نے گناہ نہین کیا کبہی عقائد باطلہ کے سبب گمراہ نہین ہوئے جیسے ہوش سنبہالا سنبہلے ہی رہے انبیا علیہم السلام معترف بذنوب تہے معافی مانگتے رہے اور خداوند کریم نے انکو مغفرت کی خوشخبری دیکر تسلی بخشی چنانچہ فرمایا لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ اللہ بخشے تیرے اگلے پچہلے گناہ باقی تمام اہل ایمان خائف ہین اپنے گناہون سے ڈرتے ہین توبہ کرتے ہین معافی چاہتے ہین دہ جا ہے بخشے یا پکڑے وہ کون ہے جو کبہی دایرہ حکم سے باہر نہین نکلا اگر ملا صاحب اپنے نفس سے ایسا ہی حسن ظن رکہتے ہین جیسا انہون نے یہان بیان فرمایا ہے تو غالبًا توبہ و استغفار بہی نہ کرتے ہونگے اسی اپنے رسالہ کے اول مین لکہتے ہین کہ جب مجہے رسالہ قول سدید ہاتہ آیا تب طریقہ عمل بالحدیث نصیب ہوا اور رسالہ حمویہ دیکہہ کر وہ باطل عقائد زائل ہوئے جو مدت العمر سے نقش خاطر تہے یہہ دونون رسالہ جناب کو اس بڑہاپے کی عمر مین دستیاب ہوئے ہین واللہ اعلم پہر کس وجہ سے ایام جوانی کی نیک بختی اور ضلالت کی نفی جتلاتے ہین کیا عقائد باطلہ جو مرکوز خاطر تہے وہ ضلالت نہ تہی سوئم ان شعرون مین آپ تمام اہل سنت والجماعت کو گمراہی سے منسوب کر کے فرماتے ہین بجان نفور ز اہل مذاہب شتی۔ کہ غرق بحر ضلال اند حرق نار ہوا ؎ نہ شافعی و نہ حنفی نہ مالکی مذہب ؎ نہ نقشبندی و چشتی و نی کذا و کذا۔ کہتے ہین ہین بدل

وجان نفرت ہے مختلف مذہبون سے جو گمراہی کے دریا مین غرق ہے اور ہوائے نفسانی کی آگ سے جلے ہوئے۔ نہ مین شافعی ہون نہ حنفی نہ مالکی مذہب۔ نہ نقشبندی ہون نہ چشتی نہ ایسا اور ویسا۔ حضرت کو اتباع سے بہت نفرت ہے اپنی ہی ایجاد پر بہت خوش ہین بقول شخصے۔ نان جو با روغن گندہ ؂ اگرچہ گندہ مگر ایجا دبندہ ؂ اس لئے سلف صالحین کو بُرا کہتے ہین ائمہ دین اور اُنکے اتباع حافظان شریعت و پاسبانان سنت ہین اُنہین کے ذریعہ سے ہمکو دین پہنچا اُنہون نے بیان کیا فلانی حدیث صحیح فلان ضعیف فلانی حدیث ناسخ ہے فلانی منسوخ وہی لوگ احادیث کے راوی ہین اور وہی ناقل اُنہین کی کتابون سے آج تمام اُمت سند پکڑتی ہے اور اُنہین کے اعتبار پر مدار کار ہے اگر وہ حنفی و شافعی ہونے کے باعث گمراہ تھے تو اُنکی روائیت کا کیا اعتبار ہے امام بغوی۔ دارقطنی۔ نووی ذہبی۔ ابن حجر عسقلانی ابن عبدالبر طحاوی۔ زیلعی۔ ابن جوزی۔ ابن تیمیہ حرانی۔ ابن قیم جوزی۔ محمد شوکانی۔ وغیرہ جو محدث اور فقیہ تھے اور صدہا اور ایسے سبھی ائمہ اربعہ کے مذاہب کی طرف منسوب ہوتے تھے اگر یہہ سب گمراہ ہین تو فرمائیے ہدایت والا کون ہے طالب حق کو چاہئے بزرگان دین کو اپنا پیشوا سمجھے اور اُنکا اتباع کرے جس مسئلہ مین خطا دیکھے وہان اُنکی پیروی چھوڑکر حق کا اتباع کرے نہ خوارج کی طرف بدگوئی کرے اور نہ روافض کی طرح اندہی تقلید مین پہنسے۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انك رؤف الرحیم اے رب ہمارے بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو ہم سے سابق تھے ایمان مین اور نہ کر ہمارے دلون مین مومنون کی بُرائی کا لگاؤ اے رب ہمارے بیشک تو ہے مہربان رحم والا دیکھو اس آئیت سے بدظنی اور بدگوئی کی کیسی ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ بحکم اس حدیث نبوی کے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو لوگون کا شکر گذار نہین

وہ اللہ کا شکر ہی نہین کرتا اُنکی مساعی جمیلہ کی شکر گذاری ہم پر واجب ہے اگر
ہم مُلّا صاحب سے سوال کرین کہ جو کچھہ آپ جانتے ہین یہہ کہان سے سیکھا تو اور کچھہ
جواب نہ بن پڑیگا سوا اسکے کہ مقر ہون یہہ سب اُنہین کا فیض ہے - چہارم بیان آپ
شرک کا اقرار کرتے ہین - منم کہ غرّہ نامم بنام صاحب تست بہ علی ولی ملقب بخاتم الخلفا
مین ہون جو میرے نام کی روشنی اے نبی اللہ تیرے یار کے نام سے ہے - جسکا نام ہے
علی خدا کا ولی اور خلفا، کا ختم کرنیوالا اس شعر مین آپ نے رسول خدا کو مخاطب کیا اور
بصراحت تمام یہہ بات بتلائی کہ غلام علی کے نام مین لفظ علی جسکی طرف لفظ غلام کی نسبت
ہے وہ امیر المومنین علی کا نام ہے خدا کا نام نہین یضاھئون قول الذین کفروا قاتلھم
اللہ خدا اُنکو مارے یہ مشرکون جیسی بات مونہہ سے نکالتے ہین - خداوند کریم فرماتا
ہے لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون نہین انکار
کرتا مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے اور نہ مقرب فرشتے - تمام انبیا، اور حضرت خاتم المرسلین
کا فخر ہے کہ وہ اللہ کے بندے کہلاوین اور جہان پروردگار نے قرآن مجید مین کسی کو
مہربانی سے یاد کیا ہے اُسکو عبد کا لقب دیا ہے افسوس آپ نے اپنے نام کی ایسی
شرح کی جو سارا بھرم کہودیا اگر کوئی اور شخص آپکے نام کے ایسے معنے کرتا تو ہم بلحاظ
آپکی مولویت کے کبھی اعتبار نہ کرتے - غیر خدا کی طرف عبودیت کی نسبت [illegible] شرک
ہے جسکو شک ہو وہ اس آیت کی تفسیر دیکھہ لے فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء
فیما اتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون اب ہم مُلّا صاحب سے استفتا کرتے ہین کہ
غلام حسین اور میران بخش اور نگاہیا نام رکہنا بہی جائز ہے یا نہین بینوا توجروا بعت
کو جو سنت ہے بدعت کہنا اور مشابہت مشرکین پر فخر کرنا خاص مُلّا صاحب کا حصہ
ہے فالی اللہ المشتکی والیہ یرجع الامر ناظرین کو ہم ایک بات اور جتلاتے ہین
کہ مُلّا صاحب نے اپنے قصیدہ مین دعوی کیا تہا کہ اسماء مبارک نبی صلعم اسماء الہی

کی طرح سب توقیفی ہین یعنے جو نام شریعت سے ثابت ہین اور قرآن حدیث مین آگئے
ہین وہی اطلاق کئیجائینگے سوا اُن نامون کے اور نام اگرچہ وہی معنے رکھتا ہو اطلاق
کرنا درست نہین چنانچہ فرماتے ہین (اپنے پر لازم کرلیا کہ بجز اُس لفظ کے کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے استعمال نہ کرونگا) اور اِس قصیدہ مین برخلاف شرط اور التزام کے
ایسے نامون سے آنحضرت کو نامزد کیا ہے جنکا کتاب اللہ اور سنت سے کچھہ ثبوت
نہین مثلاً مکمل۔ عیون۔ حیا۔ ملیک۔ حفی حفی اگر دعوی ہے تو قرآن وحدیث
سے بعینہ یہی نام نکالکر دکھلاوین اور ناظرین رسالہ ہذا اپنی اطمینان اور ہماری صداقت
کے واسطے اسماء نبوی جو نو دو نہ نام الہی کے ساتھہ چھپے ہوئے ہوتے ہین پڑہ کر
دیکھہ لین اُن مین کہین یہہ نام نہ ہونگے بلکہ بعضے نام تو ایسے ہین کہ اُنکا خلاف
شریعت سے پایا جاتا ہے مثلاً مقتداے ملایک حضرت فرماتے ہین کہ جبرئیل
علیہ السلام میرے معلم تھے اور نماز سکھلانے کو میرے امام ہوئے اور آپ فرماتے
ہین کہ رسول اللہ مقتداے ملایک ہین یہہ مین کتاب وسنت کہین ثابت کرو جو رسول
اللہ مقتداے ملائک ہین اور فرشتون پر آپکی اقتدا لازم ہے ہمارے نزدیک اسماء
نبوی توقیفی نہین ہین کیونکہ اسماء نبوی کے توقیفی ہونے پر کوئی دلیل کتاب وسنت مین
بلکہ کوئی قول کبراے امت سے نہین پائی جاتی ہے لہذا ہم کہتے ہین جو تعریف اور بزرگی کے نام
(سوائے صفات مختصہ باریتعالی کے) سب آپکی ذات بابرکات پر اطلاق ہوسکتے ہین ہمین صرف یہہ
١٧٣ جتلانا منظور ہے کہ ملا صاحب اپنی بات کے ہی پابند نہین ہین **مغالطہ ١٧٣**
جاننا چاہئیے کہ فقہا رحمہم اللہ نے استعمال آیات قرآنی اپنی کلام سے خواہ تضمین
سے ہو خواہ اقتباس سے منع فرمایا ہے اور کفر لکھا ہے تضمین اور اقتباس قریب المعنی
ہین حاصل معنے اِسکے یہہ ہین کہ دوسرے کی کلام کے مضمونون کو اپنی کلام کے
مضمون مین لے آنا اور اُسکو اپنی جنس کلام سے کردینا اور سباق پہلے کلام سے

نکال دینا **ھدایہ** ملا صاحب نے اقتباس اور تضمین کے بیان ایسے معنے بیان کئے جو بالکل غلط ہین آپ فرماتے ہین تضمین اور اقتباس کے معنے ہین کسی کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لانا اِس غلطی سے صاف ثابت ہے کہ آپکو علم سے بالکل مس نہین شائد تلخیص ہی نہین پڑہی صاحب تلخیص لکھتا ہے اما التضمین فھو ان یضمن الشعر شیئًا من شعر الغیر یعنے تضمین یہہ ہے کہ دوسرے کے شعر کو بالفاظہ اپنے شعر مین کوئی لے آوے بلکہ غیاث اللغات ہی نہین دیکھی غیاث اللغات مین ہے تضمین در آوردن شعر مشہور دیگرے را در شعر خود اور تلخیص مین ہے واما الاقتباس فھو ان یضمن الکلام شیئًا من القُرآن او الحدیث لا انہ منہ اور غیاث مین ہے اقتباس آنکہ از قُرآن یا حدیث در عبارت خود آوردن بے اشارت یعنے اقتباس کیا چیز ہے اپنی کلام کے ضمن مین قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث کا کچہہ حصہ لانا بدون جتلانے اِس بات کے کہ یہہ قرآن یا حدیث مین سے ہے۔ غرض شعر کی تضمین کو اصطلاح مین تضمین کہتے ہین اور آیت و حدیث کی تضمین کو اقتباس آپنے دونون کو ایک کر دیا اور تضمین و اقتباس مین جو یہہ شرط تہی کہ شعر یا آیت و حدیث کو بالفاظہ اپنی کلام مین داخل کرے بدل کر نقل معانی کو تضمین و اقتباس مقرر دیا اور یہہ قید (پہلے سیاق سے نکال دینا) اپنی طرف سے بڑہا دیا۔ صاحب تلخیص لکھتا ہے وھو ضربان مالم ینقل فیہ عن معناہ الاصلی کما تقدم وخلافہ یعنے اقتباس دو قسم ہے ایک وہ جو معنی اصلی سے نہ پہیرا جاوے دوسرا یہہ جو معنے اصلی سے منتقل ہو جاوے غرض دونون قسم کو اقتباس کہا جاتا ہے ایک ہی مین حصر نہین۔ باقی رہا تحقیق مسئلہ اقتباس واضح رہے کہ کلام اللہ کا اقتباس جائز ہے چنانچہ ہدایت نمبر (۱۷) مین بحوالہ احادیث و آثار ہم بخوبی ثابت کر چکے ہین اس مقام پر بہی چند روایات پیش کیجاتی ہین کہ حق

ازباطل معلوم ہوجاوے۔ جب رسول اللہ صلعم خیبر کو پہنچے یہہ کلمات فرمائے انا اذا
نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین قرآن مجید مین ہے فاذا نزل بساحتہم
فساء صباح المنذرین۔ نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت
نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ھم جو
راجع ہے طرف کفار مکہ کے حذف کر کے اُسکی جگہہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد
رکہا اور قربانی ذبح کرتے وقت فرمایا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض علی ملۃ ابرہیم حنیفا وما انا من المشرکین قرآن مجید مین حکایت
ہے ابراہیم علیہ السلام سے اور رسول اللہ صلعم نے اِس موقع پر اپنے آپ کو فاعل
وجہت کا ٹہرایا اگر رسول اللہ کو فاعل وجہت نہ بناوین تو لفظ علی ملۃ ابرہیم (جو
حال ہے فاعل وجہت سے) نہین بنتا اور فرمایا بادروا بالاعمال سبعا الی قولہ
او الساعۃ والساعۃ ادھی وامر۔ جملہ والساعۃ ادھی وامر آیت قرآنی ہے آپ نے
اپنی کلام مین ملائی اور فرماتے تہے اللہم فالق الاصباح وجاعل اللیل سکنا
والشمس والقمر حسبانا اقض عنی الدین واغننی من الفقر۔ فالق الاصباح حسبانا
تک قرآن کی آئیت ہے رسول اللہ صلعم اپنی دُعا کے ضمن مین لائے۔ حضرت ابن
مسعود نے فرمایا قد ضللت اذا وما انا من المہتدین اقضی فیہا بما قضی النبی
صلعم الحدیث یعنے تحقیق مین گمراہ ہوجاؤن (اگر ابوموسیٰ کے موافق فتویٰ دون)
اور نہ ہون مین راہ پانے والون سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول اللہ صلعم نے
دیکہو قرآن مین قد ضللت کے متکلم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو
متکلم ٹہرایا اور آئیت قرانی کو اپنی کلام مین درج کردیا۔ اور عبد اللہ بن عمر نے کہا
طاف رسول اللہ صلعم بین الصفا والمروۃ سبعا وقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ۔ قد کان ۔۔۔ حسنۃ تک قرآن مجید کی آئیت ہے عبد اللہ بن عمر نے اپنی کلام

ع متفق علیہ
ع رواہ م
ع رواہ مسلم و ابو داود و ابن ماجہ
ع رواہ البخاری
ع رواہ
ع رواہ البخاری

کے سیاق مین لائے اور ابوبکر صدیق نے اپنے وصیت نامہ مین لکھوایا۔ انی استخلفت علیکم بعدی عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا وانی لم آل الله ورسوله ودینه ونفسي واياكم خيرا فان عدل فذلك ظني به وعلمي فيه وان بدل فلكل امرئ ما اكتسب والخير اردت ولا اعلم الغيب وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته آئیت قرآنی کو اپنی کلام کے ضمن مین داخل کر دیا۔ ان روایات سے اقتباس کے دونون قسمون کا جواز ثابت ہوا۔ اور اس قسم کی روایات صحیحہ بہت ہین انکے استیعاب کے واسطے سفر جلیل چاہئیے اس مختصر مین سب کا استیفا ناممکن ہے پس اگر کوئی گمنام فقیہہ برخلاف احادیث نبویہ و قواعد فقہیہ مسلمانون کو ناحق کافر کہیگا تو کیا وہ فی الواقع کافر ہوجاوینگے معاذ الله بلکہ وہ خود فقیہہ نہین جو ایسا فتوی دے۔ فقہا کے نزدیک اگر سو وجہ کفر کی ہو اور ایک اسلام کی تو بہی کافر کہنا جایز نہین چہ جائیکہ ایک بہی وجہ کفر اور برائی کی نہ ہو اور لوگون کو کافر کہا جائے۔ خاص کر ملّا صاحب پر سخت افسوس ہے اتباع حدیث کے مدعی ہوکر ایک فقیہہ کے کہنے سے صرف اقتباس کلام الہی کے سبب سے جو اخبار و آثار سے ثابت ہے مسلمانون کو کافر بتلاتے ہین اور اندہی تقلید مین پڑتے ہین۔ طرفہ یہہ ہے کہ جتنی مثالین ملّا صاحب تضمین و اقتباس کی لائے ہین کسی معنے کردہ ٹہیک نہین۔ صحیح معنے تو آپ جانتے ہی نہ تہے فانہ ساز تعریف کے موافق بہی اُن مثالون مین تضمین نہین پایا جاتا۔ چنانچہ ہم موافق ہر دو تعریف کے آپکے شبہات کا جواب دینگے **مغالطہ ۱۷۴**۔ اب چند مثالین اقتباس اور تضمین کی فارسی اور عربی سے لکہی جاتی ہین مولوی جامی فرماتے ہین بیت شد از سبوحیان گردون صلاوہ۔ کہ سبحان الذی اسری لعبدہ۔ مولوی صاحب نے پہلے مصرعہ کے مضمون سے آئیت سبحان الذی ملائی ہے اور قرآن کے سیاق سے ۱۷۴

نکالدیا **ھدایہ** آپکے نزدیک تضمین اور اقتباس ایک چیز ہے اور دونون کی
تعریف یہہ ہے جو دوسرے کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لاوے۔ اِس شعر مین
بالفاظہ دوسرے کا قول نقل کیا گیا ہے پس نہ تضمین پائی گئی اور نہ اقتباس۔ اور
موافق اصطلاح کے اُسکو تضمین نہین کہہ سکتے۔ تضمین کی تعریف ہے دوسرے کا
شعر اپنے شعر مین درج کرنا اور آیت سبحان الذی شعر نہین۔ رہا اقتباس اصطلاحی بظاہر
اِس شعر مین پایا جاتا ہے مگر شاعر نے سبحان الذی کو قول ملایکہ کہہ کر اپنے شعر کے
مصرعہ آخری مین درج کیا ہے۔ نہ ایسے طور پر کہ قول حق جل وعلی ہونیکا احتمال ہی باقی
ہو۔ الغرض اِس شعر مین تضمین واقتباس کسی طرح پائے نہین جاتے۔ ہان مولوی
جامی پر اِس نقل کی تصحیح کا سوال باقی ہے **مغالطہ ۱۷۵**۔ اور سعدی صاحب ١٧۵
فرماتے ہین۔ زینہار از قرین بد زنہار ٭ وقنا ربنا عذاب النار۔ اور حافظ کہتا ہے۔
چشم حافظ زیر بام قصر آن حوراسرشت ٭ شیوۂ جنات تجری تحتہا الانہار داشت ٭
دیکھو دونون شاعرون نے قرآن کو سیاق سے نکال دیا ہے اور اپنی کلام مین درج
کردیا **ھدایہ** کسی تعریف کے موافق اِن دونون شعرون مین تضمین نہین
اور قرآن کو سیاق سے نکالا سعدی نے قرین بد کی تکلیفون اور بُرایون کو عذاب
جہنم نہین ٹھرایا اور موذی ہم نشین کی مجاورت کو دوزخ قرار دیکر یہہ آیت نہین پڑہی
اِسکے صحیح معنے یہہ ہین کہ اے پروردگار بُری صحبت سے محفوظ رکہہ تاکہ ہر وقت کے
ملاپ سے میرے دل کا میلان اُس طرف نہ ہوجائے اور اُس میلان کے سبب
تیرا قہر نازل نہ ہو چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم
النار اور تم مت جھکو ظالمون کی طرف پس تمہین چہویگی آگ۔ حضرت شیخ نے بُرے
یار کو موجب دخول نار جانکر اُسکی صحبت سے پناہ چاہی اور دُعاے ماثورہ پڑہی۔ آپ
اگر اسپر بھی کافر کہتے ہین تو اسکا انصاف اللہ کے سامنے ہوگا۔ اور حافظ نے اپنے

شعر مین کسیکا مضمون نقل نہین کیا- الفاظ نقل کئے ہین-۲ آپکی اصطلاح موافق تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا اور اصطلاح علما کے بموجب تضمین نہین کہہ سکتے کیونکہ جنات تجری کسیکا شعر نہین- ہان اقتباس ہے لیکن قرآن کو سیاق سے نہین نکالا حافظ نے لفظ شیوہ کہہ کر اس شُبہ کو دور کردیا یعنے چشم حافظ نہر اور قصر شاہد جنت نہین بلکہ حافظ کا رونا قصر کے نیچے کہڑا ہوکر جنات تجری تحتہا الانہار سے مشابہت رکہتا ہہا- آپ نے غضب کیا قصور فہم سے شعرون کے معانی لگاڑ کر کفر کا فتوی جاری کردیا- اگر ایسا ہی ہے تو آپکے اس رسالہ کے اول بسم اللہ لکہی ہے اور اخیر مین الحمد للہ رب العالمین اور الی اللہ المشتکی وہو علیم بذات الصدور اب خود اپنے حق مین اس اقتباس کرنے پر کیا فتوی دوگے- ایک برجستہ جواب مین آپکو تبلاتا ہون- آپ کہہ دین ہم مرفوع القلم ہین-

۱۷۶ **مغالطہ ۱۷۶** ابو قاسم رافعی کا قول ہے **شعر** دعہم وزعم الملك یوم غرورہم۞ فسیعلمون غدا من الکذاب- آیت قرآن مین مرجع عام ہے اور اس نے مرجع اسکا بادشاہون کو ٹہرایا ہے جو اپنے دعوی پر غرور کرتے ہین اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا-

ہدایہ ملا صاحب کی تعریف کے موافق اس شعر مین ہی تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا- اور یہہ جو آپ فرماتے ہین (آیت قرآن مین مرجع عام ہے اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا) مرجع عام نہین بلکہ خاص ہے خاص قوم صالح کا ذکر ہے- اور اگر مرجع عام فرض کیا جاوے جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے تو اس صورت مین کچہہ اعتراض ہی باقی نہین رہتا- کیونکہ حکم عام اپنی تمام افراد پر صادق آسکتا ہے مثلاً ان اللہ لا یہدی کید الخائنین- اللہ نہین چلاتا فریب دغا بازون کا یہہ آیت، تمام دغا بازون کے حق مین ہے اور ایسی ہی ویل للمطففین خرابی ہے

کم تولنے والون کو اس آئیت مین تمام کم تولنے والون کو وعید ہے اگر بوقت وعظ
آپ ان آیات قرآنی سے کسی خیانت کنندہ یا کم تولنے والے کو ڈرائینگے تو بگفتہ
فقیہہ گناہ لازم آئیگا - ہرگز نہین - حکم باعتبار مورد عام ہو یا خاص عام سمجہا جائیگا
اور تمام افراد کو شامل ہوگا - صحابہ سے لیکر آجتک عُلماء کا یہی طریقہ ہے - صورت
خاص مین دلیل عام سے سند پکڑتے ہین ایسا ہی شاعر نے سلطنت پر غرور کرنے
والون کو ڈرایا ہے الغرض چارون شعرون مین ملا صاحب کی تعریف کے موافق تضمین
اور اقتباس نہین پایا جاتا اور تعریف صحیح کے موافق بہی کسی مین تضمین نہین اور
۱۷۷ ع نہ قرآن کو سیاق سے نکالا **مغالطہ ۱۷۷** تتمہ الفتاوی مین ہے جو شخص
بدلے کلام اپنی کے استعمال کلام اللہ کو کرے کافر ہوتا ہے جیسا کہ اژدہام آدمیون
کو دیکہہ کر کہے فجمعناہم جمعا **ہدایہ** ملا صاحب نے وعدہ کیا تہا کہ ہم ہر ایک
مسئلہ کو آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت کرینگے اور اس مقام مین بجائے کتاب و
سنت کے ایسی کتابون سے سند پکڑتے ہین جو ٹہیک ٹہیک اس آئیت کریمہ کا
مصداق ہین ان ہي الا اسماء سميتموها انتم و اباءكم ما انزل الله بها من
سلطان یہہ صرف نام ہین جو رکہے ہین تمنے اور تمہارے آبا و اجداد نے نہین نازل
کی اللہ نے انکی (صحت) کی کچہہ دلیل - فرمایا اللہ جل شانہ نے ان الحكم الا لله
حکومت نہین کسی کے سوائے اللہ کے - کوئی کسی کے کہنے سے کافر نہین ہوتا صاحب
تتمہ جیسے فقیہہ اور آپ جیسے ملا ہزار فتوی چہاپین - زیادہ تر افسوس اس بات کا
ہے جو آپ فقہا کی غرض نہین سمجہے - اُنکا مطلب یہہ ہے کہ بجائے کلام اپنی کے
بطریق استہزا و توہین کلام الہی کو لانا کفر ہے مطلقاً اقتباس منع نہین - چنانچہ
فتاوی ظہیریہ مین صاف لکہا ہے اگر کسی شخص کے پاس پیالہ بہر کر لاوین اور وہ
دیکہہ کر کہے وكاسا دهاقا بطریق مزاح کے وہ کافر ہو جائیگا - پس اگر آپ صاحب

فتاوی کی تقلید کرنی چاہتے تھے تو یون فرماتے جو شخص آئیت وحدیث سے ٹھٹھا کریگا وہ کافر ہو جائیگا آپ نے مطلق تضمین واقتباس کو کفر ٹھہرا دیا۔ اور جن اہل مذاہب کو غرق بحر ضلالات کہتے تھے انہین کی تقلید سے خود گرداب ہلاکت مین غوطہ کہانے لگے۔ **مغالطہ ۱۷۸** اور محیط مین ہے جو شخص لوگون کو ۱۷۸

جمع کرکے کہے فحشرناہم فلم نغادر منہم احدا یا کہے فجمعناہم جمعا یا کہے فجمعناہم عندنا کافر ہوتا ہے **ھدایہ** مصنف محیط کا حال معلوم نہین مگر ہمارے ملا صاحب کو قرآن مجید مین کمال مہارت کا دعوی ہے شائید تیسرے فقرہ کو نقل کرتے ہوئے غور سے نہین دیکہا۔ ورنہ فجمعناہم عندنا کو آیات قرآنی مین شمار نہ کرتے۔ اور اگر سوچ سمجہ کر آپ یہہ فتوی دیتے ہین تو یہہ سمجہا جائیگا

کہ آپکے نزدیک عربی بولی مین کلام کرنا کفر ہے **مغالطہ ۱۷۹** اور بدر الرشید ۱۷۹

یا صاحب تتمہ فتاوی نے لکہا ہے کہ سنا مین نے بعض اکابر سے کہتے تہے کہ جو شخص اسکے مقام مین کہے بسم اللہ جیسا کہ کوئی پوچہے کہ داخل ہون مین یا چڑہ جاؤن یا کہے آگے آؤن مین یا چلا جاؤن مین وہ شخص جواب دے بسم اللہ یعنے مین نے تجہہ کو اذن دیا کافر ہوتا ہے اور روٹی آگے رکہہ کر کہا بسم اللہ کافر ہوتا ہے **ھدایہ** اس مفتی نے بہت ٹہوکر کہائی اور ایسی بات کہی جو خالی نہ جائیگی جسکے حق مین یہہ فتوی تکفیر جاری کیا گیا ہے اگر وہ مستحق اسکا نہ ہوا تو کہنے والے کو ہرگز نہین چھوڑتا اتنی سمجہہ ہی نہین کہ بسم اللہ کا متعلق اکثر مقدر ہوتا ہے یعنے متکلم کی مراد ایسے موقع پر بسم اللہ کہنے سے یہہ ہوتی ہے ادخل باسم اللہ اور کل باسم اللہ جیسے کتابون اور رسایل کے شروع مین بسم اللہ کے ساتہہ ابتدا واصنف مقدر کہتے ہین پس اس بے دلیل اور ذلیل فتوے سے لازم آتا ہے کہ تمام جہان کا فر ہو جائے خاص کر اہل علم اور صاحب تصنیف جو ابتی کتب اور رسایل کے عنوان مین قدیم سے

بسم الله لکہتے رہے ہین وہ سب کافر ہوجاوین العیاذ باللہ جس نے گہر مین آنے
والے یا کوٹہے پر چڑہنے والے یا دسترخوان آگے جہکر کہانے والے کو کہا بسم اللہ
تو اُسکا مطلب یہہ ہے کہ اللہ کا نام لیکر اندر آجایا کوٹہے پر چڑہ جا یا کہانا شروع
کردے اُس نے تبرکًا و تعظیمًا اللہ کا نام لیا آپ فرماتے ہین کافر ہوگیا۔ اِس
فتوہی مین فقہا سے بہی دس قدم آگے بڑہ گئے اُنہون نے کتاب اللہ کی بے ادبی
سے منع کیا تہا آپ نے تعظیمًا نام لینے سے بہی منع کردیا **مغالطہ ۸۰** امیز ۱۸۰
کہتا ہون کہ فقہا نے لکہا ہے ملا علی قاری خواہ غصے ہون یا راضی کیا بہلا کلمہ کفر کا
بہان مین مستعمل ہوجائے تو جایز ہوجاتا ہے نعوذ باللہ من ذلک **ھدایہ**
ملا صاحب آپ گہبرائیے نہین ملا علی کی خطا اور تقصیر بتلائیے کیا اُنہون نے کسی آیت
سے انکار کیا یا حدیث سے سر پہیرا ہے جو آپ اسقدر ناخوش ہین اور کمال کراہت
طبع سے اُنکو زمرہ فقہا سے (جنکے سرگروہ آپ ہین) دہکے دیکر باہر نکالتے ہین۔ اگر
صرف مسئلہ تکفیر کی مخالفت کے سبب آپ ناراض ہین تو اِس مین ملا علی کا کچہہ قصو
نہین۔ اِس مسئلہ پر کوئی دلیل شرعی نہ تہی ملا علی نے بے دلیل بات جانکر رد
کردیا۔ آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے۔ ہم بہی آپکے ساتہہ متفق ہوکر علی قاری
کو ملامت کرینگے۔ اور اگر کتاب و سنت سے سند نہین ملتی اور صرف صاحب
تتمہ الفتاوی اور امثال ذلک کا قول ہے تو ملا علی نے کچہہ گناہ نہین کیا۔ تمام اہل
تحقیق بے سند مسئلون سے انکار کرتے چلے آئے ہین اُنہون نے بہی انکار
کردیا بلکہ ملا علی کا قول اُن سے ہزار درجہ بڑہکر معتبر ہے۔ تعجب ہے ابہی آپ فقہا کو
گرداب ضلالت کے حوالے کرتے تہے اور ابہی اُنکے خلاف پر ملا علی کو ڈانٹنے
لگے۔ گویا فقہا انبیا ہین اُنکی مخالفت جائز نہین **مغالطہ ۱۸۱** نزل کا ۱۸۱
مرجع خود پیغمبر خدا ہی ہین صلعم اور ہم کا مرجع تو م ہے **ھدایہ** یہہ اُنث

گئی ہے کفار مکہ عذاب الٰہی پر دلیری کرتے تھے اللہ نے یہہ آئیت اُنکے حق مین
نازل فرمائی ماقبل اِس آئیت شریفہ کا اِس طرح ہے افبعذابنا یستعجلون
فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین اللہ تعالی فرماتاہے پس ہمارا عذاب
یہہ جلدی چاہتے ہین - پس جبوقت وہ (عذاب) آن اُتریگا اُنکے میدان مین پس
بری ہوگی صبح ڈرائے گئے لوگون کی - نزل کا فاعل عذاب ہے اور ہم
کی ضمیر اہل مکہ کی طرف پھرتی ہے - سیاق قصہ کے مخالف اور
تمام مفسرین کے خلاف آپنے یہہ معنے بنائے ہین - اب
ہم آپکو دیکھین یا آپکی اِس تفسیر کو - اللہ اکبر
خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم
فساء صباح المخالفین
والحمد للہ رب العالمین

یارب غفرًا ان طغت اقلامنا	یارب معذرۃ من الطغیان
بجوہ وجھک خیر مسئول بہ	وبنور وجھک یا عظیم الشان
وبک المعاذ ولا ملاذ سواک ان	ت غیاث کل ملاذ لھفان
ولک المحامد کلھا حمد الکما	ل برضیک لا یفنی علی الازمان
وعلی رسولک افضل الصلوات و	التسلیم منک واکمل الرضوان
وعلی صحابتہ جمیعا والاولی	تبعوھم من بعد بالایمان

جناب سیدنا مولینا سید محمد نذیر حسین حفظہ بعد از وفات امام الہدی مولینا عبداللہ غزنوی رضی اللہ عنہ بفرزندان امام ساقی تعزیت نامہ نوشتہ اند جملہ آن این فقرہ است ہ آہ کہ عبداللہ فنافی اللہ شد از زبان ثقات مسموع گردید کہ مصنف تحقیق الکلام برین فقرہ علما تکلف سخت مینماید و این کلمہ کفر میگوید نا مجرم از سید حسین مرقوم بصدد استفسار مقصود این کلام نمودم در جواب نوشتند فنا بالفتح والمد سپری شدن صراح سپری بکسر اول نیز فتح ثانی بمعنے گذشتہ و آخر شدہ و بسر رسیدہ و ناچیز مصطفی و جہانگیری و برہان و مدار الافاضل و مؤید الفضلا و در صراح اللغات نوشتہ سپری بروزن جگری طے کردہ شدہ و مجازًا بمعنے تمام و آخر مستعمل مشتق از سپر شدا انتہی پس معنے فنافی اللہ موافق لغت عمر طی کردہ بسر بردہ و بگذشت در رضای اللہ و طاعت اللہ و در راہ خدا آخر شد یعنی برود در طاعت و عبادت خدا تعالی و معنی خلاف لغت فہمیدن فہم اہل تصوف ست انتہی بعبارتہ ۱۲ عبدالجبار عفی اللہ عنہ

وجوب الزكوة في اموال التجارة

ورد عليّ سوال من بعض الاحبّة هل في اموال التجارة زكوة ام لا فكتبت في جوابه الاحاديث الآتية واكتفيت بها وما زدت عليها من تلقاء نفسي ولا من اقوال العلماء حرفا واحدا۔

عن ابي ذر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في الابل صدقتها وفي البقر صدقتها وفي الغنم صدقتها وفي البز صدقته رواه الدارقطني والحاكم وصححه وقال الحافظ ابن حجر اسناده لا باس به وعن سمرة بن جندب كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا ان نخرج الزكوة مما يعد للبيع رواه الدارقطني وابو داؤد والبزار وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامرنا ان نخرج الزكوة من الرقيق الذي يُعَدُّ للبيع رواه الدارقطني والبزار وعن زياد بن حدير قال بعثني عمر مصدقا فامرني ان آخذ من المسلمين من اموالهم اذا اختلفوا بها للتجارة ربع العشر ومن اموال اهل الذمة نصف العشر ومن اموال اهل الحرب العشر اخرجه ابو عبيد وعبد الرزاق ورواه الطبراني في الاوسط مرفوعا وسكت عليه الحافظ ابن حجر في التلخيص مع شدة فحصه في تصحيح الاحاديث وتضعيفه من ذلك الكتاب وعن حماس قال مررت على عمر بن الخطاب وعلى عنقي ادم احملها فقال الا تؤدي زكاتك يا حماس فقلت مالي غير هذا واهب في القرظ قال ذاك مال فضع فوضعتها بين يديه فحسبها فوجدت قد وجب فيها الزكوة فاخذ منها الزكوة رواه الشافعي واحمد وابن ابي شيبة وعبد الرزاق وسعيد بن منصور والدارقطني وعن رزيق بن حكيم ان عمر بن عبد العزيز كتب اليه ان انظر من مر بك من المسلمين فخذ مما ظهر من اموالهم من التجارات من كل اربعين دينارا دينارا رواه مالك في الموطا والشافعي۔

وروى البيهقي من طريق احمد بن حنبل ثنا حفص بن غياث ثنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال ليس في العروض زكوة الا ما كان للتجارة وعن ابن عمر في كل

مال يدار في عبيد او تجارة او دواب او بز للتجارة تدار فيه الزكوة رواه عبد الرزاق۔
فلما بلغ السائل هذا الجواب اراه لبعض افاضل عصرنا فكتب عليه۔ حديث اول قال ابن الهمام في الفتح حديث ابي ذر اعله الترمذي عن البخاري بان ابن جريج لم يسمع من عمران بن ابي انس انتهى وقد ضعف ابن حجر جميع طرقه في الفتح وقال في واحدة منها هذا اسناد لا باس به ولا يخفاک ان مثل هذا لا تقوم به الحجة على انه قد قال ابن دقيق العيد ان الذي رواه في المستدرک في هذا الحديث البر ورواه الدارقطني بالزاء لكن من طرق ضعيفة وهذا مما يوجب الاحتمال فلا يتم الاستدلال به انتهى ما قال الشوكاني۔ حديث ثاني وثالث قال ابن حجر في اسناده جهالة لان خبيب بن سليمان مجهول وجعفر بن سعد ليس بالقوي وقال في بلوغ المرام اسناده لين وقال الشوكاني في وبل الغمام رواه ابوداؤد والطبراني والدارقطني والبزار لكنها لا تقوم بمثلها الحجة لما في اسناده من المجاهيل قال السيد عبد الغني الزبيدي في حاشية الدارقطني هذا من صحيفة سمرة التي يرويها عنهم وليس لها مخرج الا من جهتهم انتهى والاحاديث الباقية ليست بحجة لانها موقوفة كما لا يخفى على ماهر اصول الحديث وقال الشوكاني واما قول عمر فمما لا نقول بحجيته۔
فتحير السائل وجاء به عندي فالح علي ان ارفع هذه الاعتراضات وادفع تلك النقضات حتى اضطرني الى الكتابة والجاني الى الاجابة فاقول مستعينا بالله الحديث الاول اخرجه الحاكم من طريقين ثم قال كلا الاسنادين صحيح على شرطهما واعترض ابن دقيق العيد كونه على شرط البخاري ودفعه ابن الملقن في البدر بان مراد الحاكم ان الشيخين قد احتجا بمثل رجال الاسنادين لا انهم من رجالها معا وتعليل البخاري له بان ابن جريج لم يسمع من عمران في طريق واحد منها لا في الطريق الثاني الذي يرويه سعيد بن سلمة عن عمران وقال فيه الحافظ ابن حجر هذا اسناد لا باس به وله طرق غيرهما وان ضعفها العلماء لكن تقرر في اصول الحديث ان مثل هذا الحديث اذا كثرت طرقه صار حسنا بل صحيحا

قال السيوطي والمقرر في علوم الحديث ان من يكون بهذا الصفة اذا وجد له شاهد او متابع
حكم لحديثه بالصحة وقال الشيخ محمد اكرم في امعان النظر قد يكون كل من المتابع والمتابع
لا اعتماد عليه فباجتماعها تحصل القوة انتهى وقد تمسك الشوكاني في النيل والدراري وغيره
في غيرهما في مواضع كثيرة بالاحاديث الضعيفة مستدلين بهذه القاعدة وفي العلم الشامخ
ودونه الضعيف وهو مراتب كثيرة وتحسنه الشواهد وتصحه عند بعضهم ما لم يكثر ضعفه في المحلين
انتهى على ان الرواية من لا باس به حجة عند ابن معين وعبد الرحمن بن ابراهيم قال ابو زرعة الدمشقي قلت
لعبد الرحمن ما تقول في علي بن حوشب قال لا باس به قال قلت ولم لا تقول ثقة قال
قد قلت لك انه ثقة كذا في الامعان وكفى بهما امامين هامين واما لفظ البر موضع البز في
رواية المستدرك فتصحيف من بعض الرواة كما صرح به النووي في تهذيب الاسماء واللغات والحديث الثاني وان ضعفه ابن
حبان قال في اسناده جهالة لكن حسنه غيره كما قال الشوكاني وصرح ابن عبد البر بان اسناده حسن ولا يخفاك ان
محسنه عنده علم برواته وجرح الجهالة عدم علم بحال الرواة ومن له علم مقدم على من ليس
له علم وقول المعترض في اسناده جعفر بن سعد وهو ليس بالقوي فجرح مبهم لا يقبل حتى
يبين سببه كما قال الحافظ الجرح مقدم على التعديل ان صدر مبينا من عارف باسبابه
لانه ان كان غير مفسر لم يقدح فيمن ثبتت عدالته انتهى وقد علمت من قول الشوكاني ان هذا
الحديث حسن عند العلماء سوى الحافظ والجرح المبهم للحافظ في مقابلة تحسين العلماء غير مقبول
قال ابو داؤد كلما سكت عليه في كتابي هذا فهو صالح للاحتجاج وهذا من الاحاديث التي
سكت عليها ابو داؤد وبعده ابن المنذر وسكوتهما دليل على حسنه عندهما وهذا هو الجواب
من الحديث الثالث على ان الحديث الضعيف اذا كان معمولا به في القرون المشهود لها
بالخير مقبول عند الامة كحديث العينان وكاء السه وحديث الماء طهور لا ينجسه شيء الا ما
غلب على ريحه او طعمه او لونه وحديث لا وصية لوارث وامثالها كثيرة وقد اتفقت الامة على
ان النوم ناقض ودليلهم الاحاديث الضعيفة فهي مردودة من حيث الاسناد ومقبولة

من حيث المعاني قال الحافظ في التلخيص تعقب ابن عبد البر على تصحيح من صحح حديث البحر
هو الطهور ماؤه ثم حكم مع ذلك بصحته لتلقي العلماء له بالقبول فرده من حيث الاسناد وقبله
من حيث المعنى انتهى ملخصا قال النووي اتفق العلماء على تضعيف حديث الا ما غلب على ريحه
او طعمه قلت ومع ذلك اجمع العلماء على ان الماء القليل والكثير اذا وقعت فيه نجاسة
فغيرت لونا او ريحا او طعما فهو نجس كما قاله ابن المنذر وقال الشافعي وهو قول العامة لا اعلم
بينهم خلافا فيه قال الشوكاني وقد اتفق اهل الحديث على ضعف هذه الزيادة لكنه قد وقع
الاجماع على مضمونها كما نقله ابن المنذر وابن الملقن فمن كان يقول بحجية الاجماع كان
الدليل عنده على ما افادته تلك الزيادة هو الاجماع ومن كان لا يقول بحجية الاجماع كان
سند الاجماع مفيد الصحة تلك الزيادة لكونها قد صارت مما اجمع على معناها وتلقي بالقبول
فالاستدلال بها لا بالاجماع انتهى - قال السخاوي في شرح الالفية اذا تلقت الامة الضعيف
بالقبول يعمل به على الصحيح حتى انه ينزل منزلة المتواتر في انه ينسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعي
رحمه الله في حديث لا وصية لوارث انه لا يثبته اهل الحديث لكن العامة تلقته بالقبول وعملوا به
حتى جعلوه ناسخا لآية الوصية وقال العلامة المقبلي في ارواح النوافح شرح العلم الشامخ فالصحيح
المعمول به يشتمل انواعا من الضعيف وقد ذكره ابن حجر في مواضع كتلخيص البدر المنير وكذلك غيره فليحفظ فانه مهم لكثرة
غلط الناس اليوم فيما قد يقول فيه المحدثون ليس بصحيح او هو ضعيف فيتوهم انه غير معمول به مطلقا ولم يشترط في المعمول به كونه صحيحا
باصطلاح متأخري المحدثين الا البخاري وهو قول لبعيد عن الادلة بل لو قيل خلاف ما عليه الاولون والآخرون لساغ انتهى وقد
اجمعت سلف الامة على العمل بحديث زكاة اموال التجارة قال الحافظ ابن حجر في الفتح
زكاة التجارة ثابتة بالاجماع كما نقله ابن المنذر وغيره فيخص به عموم هذا الحديث انتهى -
وكذا نقل الاجماع على ذلك الشوكاني في النيل وغيره في غيره وقد اخذها الخليفة الثاني وامر
عماله باخذها فما انكر عليه احد من الصحابة قال الطحاوي لا نعلم احدا من الصحابة خالف عمر
رضي الله عنه في هذه المسئلة ولا عبرة بمخالفة من خالف اجماع سلف الامة من الظاهرية

وغيرها ولو كانوا عداد الشعر والبعر ولو لم يكن في هذه المسئلة الا قول الله عز وجل انفقوا من طيبات ما كسبتم وقوله جل ذكره خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها لتم الاستدلال لان لفظ الاموال وما كسبتم عام شامل لجميع اصناف المال فلا يخص منها شيئ الا بنص من الشارع او الاجماع الثابت فكيف مع هذه الاحاديث المذكورة وقوله صلى الله عليه وسلم ان الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من اغنيائهم فترد على فقرائهم متفق عليه فكل من كان عنده مال نقدا كان او غيره فهو الغني وحد الغني في هذا الحديث النصاب المقرر من الشارع وهو ما تا درهم او قيمتها فتخصيص بعض الاغنياء من بعض تحكم وقوله صلى الله عليه وسلم واما خالد فانكم تظلمون خالدا فانه قد احتبس ادراعه واعتده في سبيل الله متفق عليه فان الصحابة رضي الله عنهم طلبوا منه زكوة ادراعه واعتده ظنا منهم انها للتجارة فمنع فشكوا اليه صلى الله عليه وسلم فقال انه قد اوقف امواله في سبيل الله فليس عليه فيها زكوة فطلبكم منه ظلم وهذا المعنى هو المتبادر من الحديث وخلافه لا تشهد له العبارة ولا تحكم له الدلالة فلو لم تكن في اموال التجارة زكوة لما طلب الصحابة من خالد زكوة اجناسه ولمنعهم صلى الله عليه وسلم عن اخذ زكوة اموال التجارة واما الاحاديث الباقية فاعلم رحمك الله انا برآء من اصل اصّل على خلاف الحديث النبوي وعداء القاعدة اسست على شقاق الاثر المصطفوي قال رسول ربنا صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وقال اقتدوا بالذين من بعدي ابو بكر وعمر وقال اوصيكم باصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب فما ثبت من الخلفاء الراشدين وسلف عليه خير القرون فتمسك به وعض عليه بالنواجذ واياك والاصول التي اصلت على شفا جرف هار التي لا تسمن ولا تغني من جوع اللهم كيف لا يكون قولهم حجة مع ان رسول ربنا امرنا باتباعهم ووعد خالقنا رضاه باقتفائهم فواعجبا لعلم هذا الاصل ثمرته وعقل هذه القاعدة قطفه والذي

ينسب اليه هذه القاعدة وهو بريئ منها هو الذي احتج بقول الخلفا نقل السيوطي في الاكليل
ان الشافعي رحمه الله قال مرة بمكة سلوني عما شئتم اخبركم عنه من كتاب الله فقيل له ما تقول
في المحرم يقتل الزنبور فقال بسم الله الرحمن الرحيم قال الله تعالى وما آتكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا وحدثنا سفيان بن عيينة عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن خراش عن
حذيفة بن اليمان عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اقتدوا بالذين من بعدي ابوبكر وعمر
وحدثنا سفيان عن مسعر بن كرام عن قيس بن المسلم عن طارق بن شهاب عن عمر
بن الخطاب انه امر بقتل المحرم الزنبور انتهى قال الحافظ ابن القيم وان لم يخالف الصحابة
صحابي آخر فاما ان اشتهر قوله في الصحابة او لا اشتهر فان اشتهر فالذي عليه جماهير الطوائف
من الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفة منهم هو حجة وليس باجماع وقال شرذمة من المتكلمين
وبعض الفقهاء المتاخرين لا يكون اجماعا ولا حجة وان لم يشتهر قوله او لم يعلم هل اشتهر
ام لا فاختلف الناس هل يكون بحجة ام لا فالذي عليه جماهير الامة انه حجة هذا قول جمهور
الحنفية صرح به محمد بن الحسن وذكره عن ابي حنيفة نصا وهذا مذهب مالك واصحابه وتصرفه
في موطائه دليل عليه وهو قول اسحق بن راهويه وابي عبيد وهو منصوص الامام احمد في غير
موضع واختيار جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعي في القديم والجديد فاما القديم فاصحابه
مقرون به واما الجديد فكثير منهم حكى عنه انه ليس بحجة وفي هذه الحكاية عنه نظر ظاهر جدا فانه
لا يحفظ له في الجديد حرف واحد ان قول الصحابة ليس بحجة وغايته ما تعلق به من نقل ذلك
انه يحكي اقوالا للصحابة في الجديد ثم يخالفها وهذا تعلق ضعيف جدا فان مخالفة المجتهد
المعين لما هو اقوى في نظره لا يدل على انه لا يراه دليلا من حيث الجملة بل خالف دليلا
لدليل ارجح عنده منه انتهى هذا اقوال العلما في قول مطلق الصحابي فما ظنك بالخلفاء الراشدين
الذين امرنا رسول ربنا صلوات الله وسلامه عليه باتباعهم وحضنا باقتفائهم وحكم علينا
بعض النواجذ على سنتهم ولو بسطنا الكلام على هذه المسئلة لبلغ كراريس لكن اقتصرنا

علی ذلک القدر لما فیه کفایة لمن ابتغی الحق و اراد الانصاف و ترک التعصب والاعتساف
وقد نشأت فی عصرنا فرقة تدعی اتباع الحدیث وہم بمعزل منه یردون الاحادیث المعمولة
عند سلف الامة وخلفها بادنی قدح خفیف وجرح ضعیف ویطرحون اقوال الصحابة وافعالهم
باصل نحیف وقول کسیف ویقدمون علیها آراءهم الرکیکة وافکارهم العلیلة ویسمون انفسهم
المحققین کلا واللہ ہم الذین یہدمون منار الشریعة النبویة ویدرسون قواعد الملة الحنیفیة
ویعفون آثار السنة المصطفویة ترکوا الاحادیث المرفوعة ونبذوا الآثار المسندة وتحیلوا لدفعها
حیلا لا ینشرح لها صدر موقن ولا یرفع لها راس مؤمن ولست عقدة الانامل علی ان اقوال
الصحابة وعملهم والاحادیث التی فیها وہن تقابل الاحادیث الصحیحة بل اقول اذا لم یوجد
فی الباب حدیث یبلغ اعلی مرتبة الصحیح ووجد خلافه والکان فیه نوع وہن وعمل به سلف
الامة وخلفهم او جمهورهم فهو صالح للاحتجاج واجب الاتباع وہذا ہو الذی علیه الاولون و
الاخرون کما نقلته عن العلامة المقبلی ولو تاملت کتب المحدثین من الصحاح الستة وغیرها
وتفکرت فی تراجم الابواب والاستدلات لها بہذا الصنف من الاحادیث ونظرت
الی تعامل سلف الامة وخلفها علیها لعرفت ان ہذا ہو الحق الصراح والصدق البواح
ولو رودنا ہذا الصنف من الادلة لتعطلت ثلث الشریعة بل نصفه ولا یغرنک قول
بعض المتاخرین ان ہذا النوع من الادلة لیس بحجة لکونه مخالفا عن منہج السلف فکم
من احادیث ضعاف وآثار موقوفة جری علیها تعامل سلف الامة وخلفها کما نقلت
ذلک من قبل فالله یاخذ بیدی وبیدک ویرحم علی وعلیک ہو تولی ہدای وہداک والحمد لربی مولای ومولاک

قطعه تاریخ از نتایج فکر سعید حافظ عبد الرشید حسین پوری

زهی ای مولوی عبد جبار ✽ به اهل دین نمودی بر و احسان   رساله چون نوشتی ره نمودی
ره حق را به اهل کذب و بطلان   چنان الهام و بدعت کرد اثبات   مسلّم شد به نزد اهل ایمان
چنان بر کرده مصباح تحقیق   که حاسد را ز تو دل گشته بریان   جزای خیر یابی از در حق ✽
بماند بر تو دایم فضل یزدان   رشیدی را چو فکر سال اشد   تصور این بیا ... در دل آن

تبیان واجب الاعلان

آنچه راقم الحروف درین رساله برائت زمرهٔ صوفیه و اتباع ایمه اربعه از طعن طاعنین و تشنیع مشنعین نموده مقصود از زمرهٔ صوفیه آن فرقه است که اشغال و اذکار و وظائف ایشان موافق کتاب الهی و سنت نبوی باشند و وعظ و نصائح ایشان ترویج توحید و سنت و رد شرک و بدعت و تعلیم ایشان اسماء الٰهیه و ادعیه قرآنیه و وظائف ماثوره و بیعت ایشان بر توبه از شرک و معاصی و ثبات بر کتاب و سنت مصطفوی است و ما احسن ما قال الحافظ ابن القیم ؎ صوفیّة سنیّة نبویّة لیسوا اولی شطح ولا هذیان نه تزکیه و برائت آن طائفه که خود را باسم صوفیه مسمی نموده و مذهب ایشان حلول و اتحاد است و قائل وجود مطلق و اتصال و انفصال و طریقهٔ ایشان اباحت محرمات و ترک فرائض و اوراد و وظائف ایشان الفاظ شرکیه و کلمات مهمله و اسماء مشائخ و بیعت ایشان بر امور بدعیه و طرق غیر مشروعه و مواعظ و نصائح ایشان ترغیب به عبادت و تعظیم قبور و تصور شیخ و عرس پیران و اعمال ایشان اختلاط با زنان نامحرم مثل اختلاط با مردان و رفع حجاب از نسوان و مساوات محرمات با غیر محرمات و صحبت اطفال خوبرویان وغیر ذلک من الفواحش و اذواق و حالات ایشان از غنا و مزامیر و معازف و رقص که این همه از محرمات شرعیه است اگرچه مصنف تحقیق الکلام قائل اباحت است مگر ما را ازین صوفیه بیزاری و برائت است و بغض و عداوت۔ و درین زمان همین فرقهٔ ملاحده و طائفهٔ طاغیه خود را بنام صوفیه مسمی نموده عالمی را از صراط مستقیم به راه ضلالت کشیده اند و جهانے را در بادیهٔ هلاکت انداخته مومن صاف و مسلمان پاک را لازم است که تلاش صوفیه سنیه نبویه که در عصر ما عنقا صفت گشته اند بکنند و از مجالست و صحبت فرقهٔ آخره که جهانگیر شده اجتناب نماید و لنعم ما قیل ؎ اے بسا ابلیس آدم روی هست پس بهر دستے نباید داد دست و مراد از اتباع ایمه آنانند که در قواعد اصولیه و مسائل قیاسیه مذهب امامی که تقلید ایشان

راجح آمده اختیار نموده و در مسائل منصوصیه اتباع امام الایمه رسول البریه محمد صلعم بر خود لازم گرفته و همین است طریقهٔ اکثری از فقها و محدثین در روش جمهوری از متقدمین و متاخرین نه تزکیه و منقبت مقلدین متعصبین که قول امام را مثل وحی سماوی و فرمان نبوی میدانند و نصوص شرعیه را در مقابلهٔ قول امام پس پشت می اندازند و این هست طریقه بعض جهله از اتباع ایمه و روش بعض تلامذه با مشائیخ و اساتذه اعاذنا الله منهم که دین و مذهب بر ایشان ملتبس شده فرق در دین و مذهب نمی توانند۔ اتباع نصوص دین هست و ترک نصوص در مقابلهٔ قول امام اعراض است از دین و تقلید امامے در قواعد اصولیه و مسائل قیاسیه مذهب است یقال فلان علی دین محمد و مذهب فلان پس دین و مذهب را واحد دانستن و در میانش تمیز نمودن همین حمق و جهالت است و محض نادانی و سفاہت چنانچه باین مضامین درین رساله جا بجا اشاره رفته ـ

فهرست بعض اغلاط فاحشه مولوی غلام علی صاحب
در تحقیق الکلام و اجوبه آن

انکار از حقیت مذاهب اربعه	۴	انکار از نیابت در بیعت	۴۴	اعتراضات بر ولی الله	۳۴
انکار از محبوبیت و اولیت اهل الله	۵	دلیل خاصه کاف خطابیست	۴۵	ممانعت گفتن پیر و مرید	۵۱
علامات پیری و مریدی در قرون خیر	۸	در کتب حدیث باب بیعتیست	۴۸	دعوی نسخ بیعت با جماع	۵۳
انکار بر تجدید ایمان در دو کلمه طیبه و سوره فاتحه۔	۱۰	بیان اغلاط در مسئله نسخ	۴۳ تا ۴۷	تناقض کلام وے	
انکار بر ترغیب به نماز و روزه و توبه	۱۴	انکار کرامت	۴۸	افترا بر نووی	۵۴
انکار از سنت فعلی و تقریری	۱۷	حل راگ	۴۹	افترا بر مسلم	۵۵
انکار از سنت قولی ـ	۱۸	عدم مطابقت مثال بمثل	۵۰	انکار از ثبوت بیعت	۵۴ تا ۵۹
انکار از ثبوت بیعت در قرون خیر	۱۹	رد و تناقض در کلام		شان نزول خانه ساز	۵۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جواز بیعت زنان با رسول نہ با دیگران	۵۹	افترا بر رسول اللہ	۹۰	بیان اغلاط فاحشہ و بحث تحدی و اعجاز قرآن	۱۴۶ تا ۱۵۸
از لفظ مومنات مردان خارج شدند	۶۰	عدم مطابقت دلیل و مدلول	۹۴	خواندن التحیات حکایۃً است	۱۵۸ تا ۱۶۱
انکار از تحریف نمودن بر بیعت	۶۰	خیانت در نقل عبارات	۹۶ تا ۱۰۵	بیان اغلاط فاحشہ قصیدہ علیا۔	۱۶۱ تا ۱۶۵
جرح بر حدیث مجاشع	۶۲ تا ۶۵	جان و مال بر اہل اللہ قربان نمودن شرک است عیاذاً باللہ	۱۰۵	تفضیل اہل بیت ائمہ اربعہ و غیرہم	۱۶۴
جواب از حدیث کعب	۶۵ تا ۶۹	بیان اغلاط در مسئلہ شد رحال	۱۰۶ تا ۱۱۲	بیان اغلاط فاحشہ در مسئلہ تضمین و اقتباس	۱۶۵ تا ۱۷۳
خیانت در نقل عبارت	۷۰	خیانت در نقل آیہ کریمہ	۱۱۱	گفتن بسم اللہ بجائے امر کفر است	۱۷۳
انکار از مسند نشینی	۷۵	جواز اعتراض بر رسول اللہ معاذ اللہ من ذلک	۱۱۳ تا ۱۳۱	انکار ہجا بر ملا علی قاری	۱۷۳
انکار از توبہ کشیدن بر دست کسے	۷۹	ہمہ اطوار رسول اللہ محمود نیست استغفر اللہ من ذلک	۱۳۱	غلطی در تفسیر آیہ کریمہ	۱۷۳
نقض بیعت از ہیچ صحابی ثابت نشدہ	۸۱	بیان اغلاط در مسئلہ الہام	۱۳۳ تا ۱۴۰		
توبہ نمودن بر دست کسی از ... گناہان تکلیف مالا یطاق است	۸۲	انکار از الہام آیات قرآنیہ	۱۴۰ تا ۱۴۶		
ہمہ ادعیہ و اذکار توقیفی اند	۸۲ تا ۹۰				

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	نورکے	اپنے نور کے	۹	۵	خرقہ	خرقہ کو
				۔۔	۱۲	کے ہے	کے
۶	۱	نماز	نماز کو	۱۲	۱۷	ہوا	ہوئی
۔۔	۲	نماز	نماز کو	۔۔	۱۸	دیکھو جو	دیکھو
۔۔	۶	کا	کے	۱۳	۲	وہ	وہی
				۱۴	۱۲	جانتا ہے	جانتے ہین
۸	۱۲	لینا	لینے کو		۹	بندی	بندی کے
۔۔	۱۵	کئی ہین	کیا ہے	۱۵	۱۵	ی	تا

نسخہ مترجم مسودہ بود و بیاض و مصحح والاتی
در بعض مواضع اگر خلاف محاورہ اردو بوقوع آمدہ باشد
ناظرین معاف فرمایند

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا.

جامعہ ...

۱۔ دارالکتب ...

۲۔ ...

۳۔ ...

۴۔ ...

۵۔ ...

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی ...

... جاری نہ کی جا سکیں گی فقط۔